Marfat.com

Marfat.com

218743
DATA ENTERED

پیشِ خدمتِ رسول ﷺ

پروفیسر احمد رفیق اختر

(تالیف: سید انجم محمود گیلانی)

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

297.4 Ahmad Rafiq Akhtar, Prof.
Paish-e-Khidmat-e-Rasool(PBUH)/
Prof. Ahmad Rafiq Akhtar.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2014.
240pp.
1. Islam - Sufism. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/ مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

2014ء
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
سے شائع کی۔

111981

ISBN-10: 969-35-2696-1
ISBN-13: 978-969-35-2696-7

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 92-423-722-0100 / 92-423-722-8143 Fax: 92-423-724-5101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

انتساب:۔

اُن ﷺ کے نام

بصد عقیدت و اخلاص جنہوں نے ہمارے
لیے ذہن و عقل کی رفعتیں متعین کیں اور
پُر خطرہ رہِ دنیا سے محفوظ گزرنا سکھایا
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
عشقِ رسول ﷺ اور موجودہ حالات	7
عہدِ حاضر میں مواخات اور اُسوۂ رسول ﷺ	43
اندازِ نعت اور عشقِ نبی ﷺ	70
نظریۂ شفاعت اور مقامِ وسیلہ	94
خصوصیاتِ رسول ﷺ	121
سیرتِ رسولؐ (کچھ انوکھے پہلو)	160
سیرتُ النبی ﷺ	199
معراجِ فکرِ پیغمبر ﷺ	227

Marfat.com

Marfat.com

عشق رسول ﷺ اور موجودہ حالات

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا(الاسراء: ۸۰)سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصٰفّٰت: ۱۸۲:۱۸۱:۱۸۰)

خواتین وحضرات! آج کا موضوع Historical اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خطبۃُ الوداع والے دن فرمایا کہ اب شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔اب شاید امتِ مسلمہ میں کوئی بھی اللہ کو دو(2) نہیں مانے گا۔In a book, "The encyclopedia of religion"جس نے بھی لکھی اس نے بڑا خوبصورت جملہ کہا (جس کا مفہوم یہ ہے): There is such a geometrical precision about the oneness of

Marfat.com

God in Islam that no mythology has ever been possible. یعنی خدا کے وجود پہ اسلام اِتنا واضح اور مکمل ہے کہ کسی قسم کی اصنام پرستی کی گنجائش پیدا نہیں ہوتی۔ ہندوستان کا سب سے بڑا کمال Hierarchy of Brahman تھا۔ شروع میں جب برہمن نے راجپوت سے جنگ ہار دی تو پھر اس نے تمام Mental calibre استعمال کیا کہ کسی نہ کسی طریقے سے پورے معاشرے پہ کنٹرول کیا جائے تو اس نے دو طریقے استعمال کیے۔ ہندوستان پہ قبضہ پانے کے لیے اور مسلسل اس قبضے کو مضبوط رکھنے کے لیے اس نے دو طریقے استعمال کیے۔ ایک تو Attractive method تھا اور دوسرا خوف و ہراس کا Method تھا۔ آج بھی اگر آپ کسی مندر میں چلے جاؤ تو آپ کو یہ دونوں طریقے اکٹھے نظر آتے ہیں۔ ایک طرف بہت خوفناک مورتیاں، کالی، درگا، سرسوتی It's a jungle of gods and goddesses۔ ایک طوفان چڑھا ہوا ہے۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہر تیسرے ہندو کے پاس ایک نیا god ہے۔ اِن کی General تعداد تینتیس کڑور کے قریب بنتی ہے۔ یعنی صرف ہندوستان میں دیوتاؤں کی تعداد جو ہے وہ تینتیس کڑور کے قریب بنتی ہے۔ اب اس جنگ کے نتیجے میں جو بھی نیا مذہب پیدا ہوا، اس کو اِس ہندومت نے کسی نہ کسی بہانے، طریقے سے سمیٹ لیا۔ یہ نہیں ہے کہ ہندومت میں کوئی تحریکِ اصلاح پیدا نہیں ہوئی۔ لوگ مصلح اور ریفارمر آتے رہے۔ Jainas آتے رہے۔ مگر مذہب کو درست کرنے کی سب سے Serious کوشش بدھ مت نے کی۔ مہاتما سدھارتا بدھا اِس خوف سے خدا کا نام نہیں لے سکا کہ اِس جنگل میں کہیں اس کا دیا ہوا نام بھی کوئی دیوتا نہ بن جائے۔ اِس ڈر کے مارے اس نے خدا کا نام ہی نہیں لیا اور اپنی کیفیات کو نروان کا، شانتی کا نام دے دیا۔ اس نے

Marfat.com

اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس کو پتہ تھا کہ میں جس جنگل میں بس رہا ہوں، اِس ہندو نے، اِس پروہت نے، اس مہامندر کے پروہت نے میرے دیے ہوئے اللہ کے نام کو، خدا کے نام کو، ایک بت کا نام دے دینا ہے۔ اس خوف کے مارے He never named a God مگر اس کا ویژن بڑی دور کا تھا۔ نندا جو First caliph of Mahatma تھا۔ ایک دن نندا نے اس سے پوچھا مہاتما! کیا تُو آخری تری تھنکرا ہے؟ Trithankara is the wisest man of the time جیسے پیغمبر کو کہہ لیں۔ تو نندا نے پوچھا کہ مہاتما کیا تُو آخری تری تھنکرا ہے؟ اُس نے کہا No I am not the last میں آخری نہیں ہوں۔ آخری تو میرے بعد آنے والا ہے۔ تو نندا نے کہا اے استاد کوئی ایسی نشانی ہے کہ ہم اسے پہچان لیں جب وہ آئے؟ یا کیا وہ میری زندگی میں آئے گا؟ کیا آپ کی زندگی میں آئے گا؟ بدھا نے کہا نہیں مجھے نہیں لگتا کہ وہ میری زندگی میں آئے گا اور مجھے نہیں پتہ کہ وہ تیری زندگی میں آئے گا کہ نہیں آئے گا۔ تو نندا نے کہا اگر فرض کرو وہ آ جائے تو پھر ہم اسے پہچانیں گے کیسے؟ فرمایا وہ متر ا ہے وہ اپنے ٹائٹل سے پہچانا جائے گا۔ اور متر ا سنسکرت کا وہ لفظ ہے جس کا Exact ترجمہ ''رحمت'' ہے۔ وہ اپنے ٹائٹل سے پہچانا جائے گا۔ جب وہ آخری تری تھنکرا آئے گا، مفکر آئے گا، مبلغ آئے گا، خدا کا پیغمبر آئے گا تو وہ اپنے جاہ و جلال سے نہیں بلکہ اپنی رحمت سے پہچانا جائے گا۔ اس کا لقب ہی یہی ہو گا۔

As usual ہندو مت نے بدھ مت کو بھی سمیٹ لیا اور مہاراجہ اشوک نے سب سے بڑا ظلم جو کیا بدھ مت پہ کہ پہلے بدھا Unitarian لوگ تھے۔ یعنی ان کا جو مہا بھکشو آرڈر تھا، وہ Single God کی پرستش کرنے والے تھے۔ مگر اشوک نے آتے ہی اس کے بُت بنائے اور نیا بھکشو آرڈر تخلیق کر دیا جس کو اَب

Marfat.com

Mahayan کہتے ہیں۔ Hinayan والے غائب ہوتے گئے، اصلی بدھ غائب ہوتے گئے۔ اس وقت ساری دنیا میں اگر کوئی غلبہ موجود ہے تو بت پرست بدھوں کا ہے جس کو ہم مہایان گروپ کہتے ہیں۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد اسی ہندومت کی Supermacy کو چیلنج کرنے کے لیے اسلام آیا۔ جب اسلام آ گیا تو انہوں نے As usual وہی ٹیکنیک استعمال کی۔ اگر آپ غور کرو تو ہندو نے نو وتروں میں اپنے آپ کو بانٹ دیا۔ ان میں سے ایک جیناوترا (Jainism) ہے۔ ایک بدھستوا وترا (Buddhism) ہے۔ یعنی بدھ پیغمبر کے نام جو وقت Add کیا اس میں اسے اپنا پیغمبر بنا لیا اور اس کو بدھستوا وترا (Buddhism) کہہ دیا۔ بعد میں جب Mahavira آیا اور اس نے بت پرستی کے خلاف اس کی اصلاح کی کوشش کی تو اس نے ان کو بھی اپنا پیغمبر بنا کے Mahavir کے نام سے جینا وترا (Jainism) شروع کر دیا۔ اب آ گئے محمد ﷺ It was a big problem for them کیونکہ جیسے میں نے ابھی آپ کو حوالہ دیا کہ Islam was not ready to compromise on the concept of oneness of God, not at all۔ تو بہت بڑی اور بیزار کن کوششوں کے بعد جو ہندومت کے پروہتوں نے کیں کہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں میں Duality (دوئی) کا کانسپٹ آ جائے۔ خدا تقسیم ہو جائے۔ مسلمان کسی بہانے کسی دوسرے خدا کو ماننے لگ جائیں۔ But as I have already quoted, There is such a geometrical precision about the oneness of God in Islam that no mythology has ever been possible اتنی سختی سے اسلام نے حفاظت کی تھی Singlehood کی کہ کوئی مائتھالوجی ممکن نہیں ہو

Marfat.com

سکی۔ پھر انہوں نے دوسرا داؤ چلایا۔ انہوں نے کالکی وترا کے نام سے آخری زمانہ Introduce کر دیا اور اس زمانے میں محمد رسول ﷺ کو اپنا Prophet بنانے کی، مسلمانوں کو اپنے اندر سمیٹے کی بے پناہ کوشش کی۔ مگر مسلمان یہاں بھی بڑے Adamant تھے۔ ایک تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی بھی اور شخص سے درجات، نبوت اور اخلاق میں برابر سمجھنا گوارہ کرتے۔ مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کے بارے میں اتنے غیرت مند تھے، اتنی محبت کرنیوالے تھے کہ کسی قیمت پہ اللہ کے رسول ﷺ کے کانسپٹ میں وہ مصالحت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہ ایک خوبصورت سی ایورتج تھی مسلمانوں میں جو مختصراً میں نے آپ کو بتا دی۔ There is a lot more to talk مگر دو باتیں آپ یاد رکھیے کہ مسلمان دو چیزوں پر کبھی Compromise نہیں کرتا۔ ایک توحیدِ پروردگار پہ Compromise نہیں کرتا، دوسرا محبتِ رسول ﷺ پہ کبھی Compromise نہیں کرتا۔ There are two main values جس پہ پورے کا پورا اسلام کھڑا ہے۔

ایک بڑا عجیب وغریب مسئلہ، پچھلے دنوں جب لوگوں نے چاہا کہ اسلام کی تقسیم کریں تو حدیثِ رسول ﷺ کو مشکوک کر دیا۔ بہت سارے لوگوں نے اعتراض کیے کہ یہ حدیث صحیح ہے یہ غلط ہے۔ ہوتے ہوتے اِس جگہ تک آ گئے کہ حدیث کو Totally neglect کرنا شروع کر دیا۔ یہ تو سچ ہے کہ کچھ احادیث وضعی ہو سکتی ہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ کچھ غلط کار لوگوں نے حدیث میں کچھ نہ کچھ شامل کر دیا تھا۔ مگر جو ہمارے Specialist تھے، جو ہمارے اللہ کے فضل سے بڑے لوگ تھے جیسے بخاریؒ تھے، مسلمؒ تھے، ابن ماجہؒ تھے، ابن حنبلؒ تھے۔ انہوں نے

Marfat.com

پوری کی پوری زندگیاں اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کو دیں اور اسے اِس قابل کر دیا، ایک فول پروف Methodology مرتب کر دی۔ جہاں حدیث کی پرکھ ممکن تھی اور انہوں نے کھوٹے کو کھرے سے علیحدہ کر کے آپ کو صحاحِ سِتّہ کی شکل میں دے دیا۔

ایک بہت بڑا سوال جو شاید آپ کے ذہنوں میں بھی ہو۔ آپ تھوڑا غور کیجئے گا کہ ہمارے پاس قرآن کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ We don't know یہ کس کی کتاب ہے؟ کیسی ہے؟ کدھر سے آئی ہے؟۔ ہمارے پاس کوئی اگر قرآن کا ثبوت ہے تو صرف ایک ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی Standard of Judgement نہیں ہے۔ کوئی شک نہیں کہ قرآن دعویٰ کرتا ہے۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرة: ۲۳) یہ ضرور دعویٰ کرتا ہے کہ اگر تم میں ہمت ہے تو اس قرآن جیسی ایک سورت لے آو۔ مگر یہ دعویٰ اس وقت سچا ہوگا جب لوگ قرآن کو خدا کا کلام مانیں گے۔ خدا کا کلام ماننے کے لیے اللہ نے اپنے بزرگ و برتر نبی ﷺ کو چالیس برس تک صداقت کے ٹائٹل، امانت کے ٹائٹل عطا کیے۔ صادق اس لیے کہ اس کی زبانِ مبارک میں سے مزاحاً بھی کوئی غلط بات نہیں نکلی۔ یہ حدیث مشہور ہے کہ حضور ﷺ مزاح بھی فرماتے تھے تو اصلی فرماتے تھے۔ مزاحاً بھی کبھی آپ نے کوئی غلط بات نہیں کی تھی۔ اور دوسری بات امانت، اس لیے کہ اِن کو اِتنی بڑی نعمت اللہ عطا کر رہا تھا، کلام مجید عطا کر رہا تھا۔ اَپنی زبان اُن کے منہ میں ڈال رہا تھا، اپنا کلام اُن کے منہ میں ڈال رہا تھا۔ اگر ایک ذرا سی بھی غلطی ہو جاتی تو اللہ کے رسول ﷺ کی امانت مشکوک ہو جاتی۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو امانت

Marfat.com

کے سوا کچھ بھی نہیں دیا۔

اِتنا سچا اور اِتنا امین! یہ اُن کے پرسنل ٹائٹل نہیں تھے۔ اُمّی کا Title ان کا پرسنل ٹائٹل نہیں تھا۔ سوال یہ ہے کہ اُمّی کیوں رہے؟ اَن پڑھ کا لفظ اس پہ نہیں لاگو ہوتا۔ اس پہ یہ لفظ لاگو ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ میں کسی قسم کی کوئی غیر انفارمیشن منسلک نہیں ہونے دی۔ اللہ نے چونکہ اپنا کلام اُن کو دینا تھا۔ اپنی طرف سے انفارمیشن impart کرنی تھی۔ اب سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ کوئی بھی کسی قسم کی دنیاوی منطق اور فلسفہ اور کسی قسم کی سائنس اس میں داخل ہوتی۔ Because the finality of the word demands it. It should remain clear of all information outside the God sources اس لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو کسی قسم کی تعلیمی سرگرمی سے آشنا نہیں ہونے دیا۔ اگر ہو جاتے تو آپ سوچ سکتے ہو کہ کوئی باہر کی Physiology قرآن میں آ جاتی۔ شاید کسی Christian Monastery کا کلام اس میں شامل ہو جاتا۔ کچھ Jews techniques آ گھستیں۔ So,God banned all sorts of knowledge to His Prophet PBUH. اس لیے کہ اللہ نے صرف رسول اللہ ﷺ کو اپنی انفارمیشن، اپنے Words کے لیے مخصوص کیا تھا۔ اِسی لیے آج تک قرآن میں آمیزش نہیں ہو سکی۔ And we as a nation know and we are proud of it اور اللہ کا بڑا کرم ہے اور شکر ہے کہ کتابِ حکیم ہم تک مستند تعلیم پہ پہنچی۔

ایک اللہ کے ولی نے کہا تھا کہ دو چیزوں کی حد آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ایک تو مجھے نفس کے فریب آج تک سمجھ نہیں آئے کہ کتنے ہو سکتے ہیں اور دوسرا مجھے

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ کے درجات کبھی سمجھ نہیں آئے کہ کتنے ہو سکتے ہیں۔ایک بڑی Maneuvered کوشش کی گئی کہ general مسلمانوں میں کنفیوژن پیدا کر دیا جائے۔محمد ﷺ فوت ہو گئے اب اُن سے کیا کہنا ہے تم نے؟ اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو گئے،اب ہم سے پوچھو،ان سے کیا پوچھنا ہے۔یعنی Maneuver کیا گیا کہ خدا کے رسول ﷺ کی یہ حیثیت ختم کر دی جائے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ(آل عمران:۱۸۵) تو اپنی جگہ درست تھا اور میرا نہیں خیال کہ کسی بندے نے اللہ کے رسول ﷺ کی وفات پہ اتنا اچھا Comment کیا ہو جتنا اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کیا۔آپ نے فرمایا! محمد رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے،اب ہمیں کسی کے مرنے کا کیا غم ہوگا۔کتنی اچھی بات کی کہ اللہ کا اِتنا اچھا حسین اِتنا خوبصورت بندہ اگر زمین و آسمان سے نکل گیا،رخصت ہو گیا،اگر وہ فوت ہو گئے تو پیچھے کون سے اتنے بڑے آئیں گے کہ ہمیں ان کا اِتنا صدمہ اور غم ہو۔انسان سے ایک مقامِ عزت ہی کھو یا گیا ہے۔زمین سے جو ایک اعلیٰ ترین ارفع ایک کلاسیکل انسان تھا وہ رخصت ہو گیا۔اب ہمیں کیا فرق پڑتا ہے کوئی شدّاد جائے یا نمرود جائے،یا ہامان جائے،یا کوئی ولی جائے،یا پیر فقیر جائے It doesn't matter۔جو اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کا قولِ مبارک ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہی چلے گئے،زمین سے،اگر وہی فارغ ہو گئے،وہی فوت ہو گئے تو اب ہمیں کسی کی موت کا کیا صدمہ ہو سکتا ہے۔

کیا ہماری زندگی محدود ہے؟ کیا ہم نے اس زندگی کے بعد زندہ رہنا ہے کہ نہیں رہنا؟ اگر آپ غور کریں گے تو حدیثِ مطلق اس بات کی طرف اِشارہ کرتی ہے کہ ہم کم از کم چھ بلین سال پہلے سے دنیا میں موجود تھے۔کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ زمین کو پیدا کرنے سے پہلے ہی جتنے انسان میں نے بھیجنے تھے،جتنی آبادی کرنی تھی،

Marfat.com

جتنے لوگ میں نے بھیجنے تھے اُن سب کی ارواح کو میں نے پیدا کر دیا تھا۔ They were living there وہ اللہ کے پاس محفوظ تھے اور Gradually the procedure was adopted to examine and execute تو چھ ارب سال کی جو پچھلی زندگی ہم گزار آئے تھے۔ چونکہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی ذرّیت was responsible ہم نے جنت کو lightly لیا تھا۔ جنت تو ہمارا مسکن تھی، ہمارا گھر تھی۔ ہم نے بڑا lightly لیا۔

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

ہم نے عیش کیے، اِدھر اُدھر گھومے پھرے اور پھر غلطی کر دی۔ ایک اللہ کے ولی نے کہا کہ مجھ سے حساب کتاب نہ مانگو، میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس نے خدا کے حضور میں بھی غلطی کر دی تھی۔ اب مجھ سے کیا حساب کتاب مانگتے ہو؟ درحقیقت نہ تو انسان کی زندگی کا سفر عبادت سے شروع ہوا، نہ روزے رکھنے سے شروع ہوا، نہ تہجدوں سے شروع ہوا، نہ اعمالِ ظاہرہ کی کثرت سے شروع ہوا۔ انسان کا سفر ایک بڑی عجیب و غریب بات سے شروع ہوا۔ انسان کا سفر گناہ سے شروع ہوا، توبہ سے شروع ہوا اور معافی سے شروع ہوا۔ یہ تین Main articles of faith ہیں۔ انسان غلطی کرے گا، انسان معافی مانگے گا، اللہ اسے معاف کرے گا۔ یہ ان دونوں خالق و مخلوق کے درمیان ایک معاہدہ طے ہے۔ کہ اللہ کو پتہ ہے کہ میں نے انسان کو ہر حال میں معاف کر دیا۔ ''ہر حال'' میں اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی دوسری بہت ساری صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنا قہر و غضب بھی شامل کیا ہوا ہے۔ وہ صاحبِ جلال و اکرام بھی ہے مگر اس نے کہا نہیں۔ ایک وجہ ہو گی۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی

Marfat.com

سے نہیں آئے۔ آپ کو پتہ ہے ہم اپنی مرضی سے نہیں آتے۔ اگر ہمیں چوائس دیا جاتا ہے کہ دنیا میں جانا ہے یا پیچھے رہنا ہے، تو ہم میں سے کوئی بھی دنیا کے Hazards دیکھنے کے لیے آگے نہ آتا۔ چونکہ ہمارا چوائس ہی نہیں ہے، ہم مجبور ہیں اِس دنیا میں آنے کے لیے تو اللہ میاں نے اس کا ایک بڑا خوبصورت Advantage دے دیا۔ Advantage یہ دے دیا کہ میاں کچھ نہ کرو، بی بی کچھ نہ کرو، جو مرضی کرتے پھرو مگر میرے نام سے انکار نہ کرنا، مجھے ماننے کے بغیر نہ دنیا سے گزرنا۔ اگر تم ایک چیز Maintain کر لو گے تو ہمیں اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ ہم نے اپنی تمام صفات پہ ایک صفت کو غالب کر لیا ہے۔ " کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ "(انعام: ۱۲) ہم نے اَپنے اوپر رحمت کو غالب کر لیا ہے۔

ذرا سوچ کے مجھے بتایئے کہ رحمت میں کہیں جہنم آسکتی ہے؟ جب اللہ یہ کہے کہ میں نے ہر حال میں اے بندگانِ خدا یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میری ننانوے صفات اگر تم سمجھتے ہو تو میری تمام صفات پہ میری سب سے بڑی صفت جس کو غلبہ حاصل ہو گا، وہ رحمت ہوگی۔ میں اپنے بندوں پر اپنی مخلوقات پر ہر حال میں رحم کروں گا۔ تو اِس رحم وکرم میں جہنم نہیں آسکتا۔ So anybody who thinks کہ خدا پہ یقین رکھنے والوں کو جہنم آسکتی ہے۔ It's impossible یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اب رہا ہمارا اعتبار کس نوعیت کا ہے؟ ہمارے مراتبِ خیال کس قسم کے ہیں؟ ہمارے یقین کے مراحل کیسے ہیں؟ تو یہ آپ پر Depend کرتا ہے کہ آپ اللہ کو کس نیّت سے چاہتے ہو کس خیال سے چاہتے ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ اللہ آپ سے کس قسم کی نیّت چاہتا ہے؟ آپ دیکھیں جب اس نے رحمت کہا، آپ کو کیا پتہ اس کی رحمت کیا ہو سکتی

Marfat.com

ہے؟ آپ کو کیا علم ہے؟ میں انسان ہوں، میں کہوں گا کہ اللہ کی رحمت تو ایک کلائمک لیول کا ڈیزائن ہے۔ It's a magnificent, It's high top, It's ultimate مجھے کیا پتہ مجھ تک رحمت کس انداز میں پہنچے گی۔ اللہ کے اِس کلام میں کوئی شک نہیں، وہ Ultimate ہے، وہ فائنل ہے مگر میرے حساب کتاب اور انداز میں ایسی کوئی شے نہیں کہ میں اپنی ذات تک پہنچتے ہوئے اُس رحمت کا انداز اور Estimate دیکھ سکوں کہ اللہ کی رحمت کیا ہے۔ So you may know what God did? اس نے ہمیں یہ بتانا تھا کہ میری رحمت کا انداز کیا ہوگا۔ تا کہ ہر انسان کو پتہ لگ جائے کہ میں کس انداز کا مہربان ہوں۔ تو اس نے کیا کِیا ......؟ اس نے ایک بندے کو اپنی رحمت کی تجسیم دے دی۔ اس نے محمد رسول ﷺ کو رحمتِ مجسم کر دیا ہے۔ If you want to see how would God behave to you, you should see your Prophet PBUH اگر آپ کا خیال ہے کہ خدا کیسے خطا بخشتا ہے تو پھر آپ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لو کہ وہ کیسے خطا بخشتے ہیں کہ مکہ نے ستا ستا کے مار دیا۔

کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے

یعنی وہ پیغمبر ﷺ جس نے صبح و شام تہمت سہی، صبح و شام جس کے سر پہ آرے چلا کیے۔ جب ایک وقت آیا انتقام کا، بدلے کا۔ بھئی آپ کو کس نے کہا ہے، پورا بدلہ لیں، تھوڑی سی سزا تو دیں یا رسول اللہ ﷺ۔ مگر نہیں.....! فرمایا" لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ "(سورۃ یوسف: ۹۲) آج کسی پر کوئی ظلم نہیں، کوئی بدلہ نہیں، جاؤ، اپنے گھروں کو خوش جاؤ۔ یہ رحمت کا وہ ثبوت ہے جو اللہ نے اپنے بندے کی شکل میں

Marfat.com

دیا۔ اُس نے آپ کو بتانا چاہا کہ میں اپنے بندوں پر اس طرح مہربان ہوں گا جیسے محمد رسول اللہ ﷺ تمہارے اندر مہربان ہیں۔ He is a demonstrator of God's values on men اسی لیے اللہ نے قرآنِ حکیم میں کہا کہ میں آسمانوں پہ رؤف ورحیم ہوں۔ ویسے تو آپ کو پتہ ہے ہمارے کچھ سخت سے لوگ کہتے ہیں کہ نام ہی غلط ہوتے ہیں، بھائی تم کسی کو پکارا نہ کرو۔ کچھ وحدانیت کے اتنے شوقین ہو جاتے ہیں کہ سانس بھی نہیں لینے دیتے۔ نذر نہ کرو، خیرات نہ کرو، یہ کام نہ کرو وہ کام نہ کرو۔ مگر اللہ میاں اِن سے Agree نہیں کرتا۔ By the way اللہ میاں بالکل صاف کہتا ہے کہ میں آسمانوں پہ رؤف ورحیم ہوں اور یہ میرا پیغمبر ﷺ زمین پہ رؤف ورحیم ہے۔ بالکل وہی ٹائٹل ہے۔ یہ نہیں کہا کہ عبدالرؤف ہے یا عبدالرحیم ہے۔ اُس نے کہا میرا پیغمبرؐ زمین پر اسی طرح رؤف ورحیم ہے جیسے میں آسمانوں پہ رؤف ورحیم ہوں۔ میں کائناتی ہوں میرا محمد ﷺ تمہارے لیے ہے۔ تم لوگوں کے درمیان یہ بالکل میری طرح Behave کرے گا اور میری رحمت کے ثبوت تم تک پہنچائے گا۔ اگر میں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' (سورۃ الفاتحہ: ۱) ہوں تو میرا پیغمبر "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (الانبیاء: ۱۰۷) ہے۔

کبھی آپ نے دونوں لفظوں کو ملا کے دیکھا؟ ربِّ العالمین اور رحمت للعالمین دونوں میں (عالمین کے تناظر میں) کوئی فرق تو نہیں۔ عالمین میں فرق تو نہیں آ گیا۔ جہاں جہاں قدوس کی بزرگی گائی جاتی ہے، سنائی جاتی ہے۔ جہاں اس عالمِ کُل کے شہنشاہ کے مناسک طے ہوتے ہیں، وہاں وہاں محمد رسول اللہ ﷺ صاحبِ رحمت ہیں۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ اِس دنیا کے علاوہ کوئی دنیا نہیں ہے؟ کیا اس

Marfat.com

دنیا کے علاوہ کوئی دنیا نہیں ہے؟ آپ اپنی ایک چھوٹی سی دنیا کو لے کے بیٹھے ہوئے ہو کہ شاید یہی فائنل دنیا ہے مگر اللہ تو یہ نہیں کہتا۔ اللہ کہتا ہے "اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ "(سورۃ طلاق: ۱۲) اللہ تو وہ ہے جس نے سات کائناتیں تخلیق کی ہیں اور سات کائناتوں میں سات زمینیں تخلیق کی ہیں۔ خدا نے (صرف) ایک کائنات نہیں بنائی، ابھی سائنسز اُس مقام تک نہیں پہنچیں To certify this fact of the God مگر قریب ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز حقائق بھی خدا کی کسی دوسری بنی ہوئی کائنات کو کنفرم کریں گے۔ مگر یہ دوسری کائنات نہیں ہوگی۔ انسان اپنی بہترین ذہنی جدوجہد کے باوجود ابھی کائناتِ اوّل کی دہلیز طے نہیں کر پایا، اُس کو کیا پتہ کائناتیں کتنی بڑی ہیں؟ کسی کو کیا پتہ جنت کتنی بڑی ہے۔ مگر جنت کا عرض تو اللہ نے لکھا ہوا ہے۔ قرآن میں پیمائش چھوٹی سی دی ہے اور فرمایا کہ "عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ "(آل عمران: ۱۳۳) میری جنت کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو پیمانے مُک (ختم) جاتے ہیں، حواس ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان کا ذہن اس تائید و تصدیق کے قابل نہیں رہتا کہ وہ خدا کے اِن بڑے مظاہر کو گن سکے، ماپ سکے، پیمائش کر سکے۔ زمین و آسمان میں ایک کائنات ابھی تک ہم سے ماپی نہیں گئی ہے۔ چھوٹی سی دو ارب گلیکسیز ہیں۔ ہر گلیکسی میں دو ارب سورج ہیں اور دونوں کے Distances کسی بھی حساب میں نہیں آ رہے۔ ابھی تو ایک کائنات پوری نہیں ہوئی۔ ابھی تو ایک عالم پورا نہیں ہوا۔ محمد رسول ﷺ کی اپروچ تو ربّ العالمین کے تمام، تمام عالمین تک ہے تو How would you be able to understand? کہ اللہ کے رسول ﷺ کہاں کہاں ہوتے ہیں، کہاں کہاں پائے

Marfat.com

جاتے ہیں اور کدھر کدھر اُن کی گرفت ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں کون اُن سے آشنا نہیں ہے، اور کون بد بخت ہے جو اُن کی یاد بھلائے پھرتا ہے۔

یہ ایک چیز تھی جو Deliberately ہمارے سینوں میں سے نکالی گئی کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی وہ Improtance جو اللہ نے انہیں دی تھی اور جو ہمارے دلوں میں تھی ہم اسے کم کر دیں۔ ہم Second issue of Islam reduce کر دیں۔ پہلا ایشو تھا خدا کی وحدانیت اور دوسرا ایشو تھا کہ ہم اپنے رسول ﷺ کو Christians کی طرح نہیں مانتے۔ Christians کا تو یہ حساب ہے کہ جو Negative ہو Positive ہو اللہ اُن پہ رحم کرے، ہمارے لیے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِتنی مقدس ذاتِ گرامی ہیں، ہم تو ان کی محبت کے بغیر کبھی اپنے آپ کو مکمل نہیں سمجھتے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ آج کا وہ معاشرہ جو Christians نہیں رہا، جو بے خبری میں حضرت عیسیٰؑ کا نام ایسی ایسی فضول جگہوں پہ استعمال کر رہے ہیں...... ہمارے تو پیغمبر ﷺ کی وہ توہین نہیں کر رہے، آپ کو غلط فہمی ہے۔ اگر وہ ایک دو خاکے اُڑا رہے ہیں....... دیکھو بات یہ ہے کہ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے۔ قوموں کے زوال و عروج میں یہ ساعتیں بہت آتی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ایک حاجیوں کا جہاز لٹا، جب وہ جہاز لٹا تو ایک عورت نے آواز دی وَا مُحَمَّدَا ...... !یا رسول اللہ ﷺ! اے محمدؐ ہماری مدد کو آوَ۔ تو راڈرک جو سپین کا کنگ تھا اس نے کہا آج محمد ﷺ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آج اگر اپنے خدا کو بھی بلاوَ تو بھی تمہاری مدد نہیں کر سکتا اور یہ وہ جملہ تھا جس کی وجہ سے طارق بن زیاد بارہ ہزار Soldiers لے کے سپین کے ساحل پہ اُترا۔ وہ کس قسم کا Commited سپاہی ہو سکتا ہے۔ اُترتے ہی کشتیاں جلا دی۔ ساتھ والوں نے کہا بھئی نیک بخت سوا لاکھ کی فوج سامنے کھڑی

Marfat.com

ہے۔ پورے Spanian knights کھڑے ہیں۔پورے یورپ کے Knights ہمارے مقابلے میں کھڑے ہیں۔ اگر خدانخواستہ شکست ہوگئی تو کیا کریں گے؟ علامہؒ نے بڑے خوبصورت تین اشعار میں طارق بن زیاد کے اس پورے واقعہ کو لکھا ہے کہ:

طارق چُوبر کنارہ اندلس سفینہ سوخت

کہ جب طارق نے سفینہ کو اندلس کے کنارے آگ لگائی۔

گفتند کار توبہ نگاہ خرد خطااست

تو انہوں کہا یہ کیا غلطی کر رہے ہو یہ تو عقل مندوں کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں شکست ہوئی تو بھاگ کے کہاں جائیں گے؟

دوریم از سواد وطن بازچوں رسیم

کہ وطن سے اتنے دور آ کے ہم لڑ رہے ہیں کہ کوئی گنجائش تو چھوڑو بچنے کی۔

ترک سبب زروئے شریعت کجاروا است

اب بھی آپ کو مذہب کے نام پہ بہت سے لوگ بہکاتے ہیں کہ ....

"ترک سبب زروئے شریعت کجاروا است"

شریعت میں کب کہا گیا ہے کہ سبب نہیں ترک کرنا چاہیے۔ آپ اگر مرنے کو اترے ہو تو بچت کا ایک رستہ کھلا رہنا چاہیے۔ تو طارق بن زیاد نے داہنا ہاتھ اپنے قبضہ شمشیر پہ رکھا اور کہا:

خندید و دست خویش بہ شمشیر بردوگفت

ہر ملک مِلک ماست کہ مِلک خدااست

ارے نالائقوں اللہ نے ہمیں ملک دیا۔ تم شکست کا سوچ رہے ہو۔ یہاں ہم نے

Marfat.com

شکست کھا کے نہیں جانا۔ ہر ملک ہمارا ملک ہے یہ ہمارے اللہ کی ملکیت ہے ''ھر ملک مِلکِ ماالست کہ مِلکِ خداالست'' ایسے مسلمان اترے ہیں تبھی آٹھ سو برس سپین آپ کا ملک رہا۔ جب وہ مسلمان ختم ہو گئے، وہ حُبِ رسول ﷺ ختم ہو گئی۔ وہ وَا مُحَمَّدَ ﷺ کی پکار پہ چلنے والا مسلمان تھا، واپس تو نہیں لوٹ سکتا تھا۔

پھر ایک واقعہ پیش آیا Reginald the ruler of Kirk وہ مسلمانوں کے قافلے لوٹ لیا کرتا تھا۔ He also plotted آپ کے شاید علم میں یہ بات نہیں کہ اس نے خانہ کعبہ تک چڑھائی کے لیے رستہ بھی متعین کر لیا تھا۔ He was halfway then وہ پکڑا گیا اور اس وقت Battle of Hattin شروع ہو گئی۔ وادی حطین کی جنگ جس میں One hunderd and thirty two princes of the west مغرب کے سارے کے سارے Crusaders آئے، اور پورے کا پورا یورپ آیا، اور جہاں بھی کوئی Christians موجود تھے، سپین کے سارے کے سارے وہاں آئے۔ وادیِ حطین کی جنگ اسے کہتے ہیں۔ دوسری طرف سوکھا سا دبلا پتلا سا نولا سا سلطان صلاح الدین ایوبیؒ تھا۔ اور صلاح الدینؒ کے بارے میں لین پُول یہ لکھتا ہے۔ Never in the history such a great King was born as Salahuddin on the day of the conquest of the battle of Hattin (فلم نہ دیکھنا اس میں کچھ نہیں آیا) اصل جنگ میں وادیءِ حطین کی جنگ میں سلطان الدین ایوبیؒ نے بغیر کسی جنگ چھیڑے پورے کا پورا Christian لشکر تباہ کر دیا۔ اگر آپ ہسٹری تھوڑی سی پڑھو تو یہ حال ہو گیا تھا کہ عیسائی Knights جب صحرا میں گرتے تھے تو دعا مانگتے تھے

Marfat.com

اور مسلمان شہ سواروں کو کہتے تھے، اللہ کا واسطہ ہے گردن اتارنے سے پہلے ایک گھونٹ پانی کا پلا دو۔ یہ جملہ تھا ان کا کہ خدا کا واسطہ ہے کہ گردن اُتارنے سے پہلے ایک گھونٹ پانی کا پلا دو۔ یعنی اس وادی العتش میں سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بغیر اپنے آپ کو Major battle میں Commit کیے ایک ایسی فتح سمیٹی جس نے آگے جا کے بیت المقدس کی نصرت حاصل کی۔ اس وقت جو چونتیس Princes پکڑ کر لائے گئے۔ ان میں ریجنالڈ والیءِ کرک بھی تھا۔ اُسی نے سلطان صلاح الدینؒ کی ایک پھوپھی زاد بہن کو قتل کیا تھا۔ جس نے پکار کے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری مدد کو آیئے۔ عجیب بات ہے آج بڑے دعوے ہوتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا بہت بُرا ہے۔ مگر میں ہسٹری میں دیکھتا ہوں کہ تمام بڑی بڑی تین چار جنگوں میں جب بھی خواتین کو زیادہ ہی مصیبت پڑتی، جب بھی کسی قیدی خاتون نے آواز دی ہے تو یہی کہا ہے......وَامُحَمَّدَ اے ﷺ! کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری مدد کو آیئے۔ وہاں اس قسم کا جملہ اور کلام نہیں سنا گیا جیسے ہمارے ماشا اللہ بڑے سخت گیر قسم کے مسلمان بولتے ہیں کہ ایسے کہنا بھی کلمۂ کفر ہے۔ وہاں اگر آپ ہسٹری دیکھو تو بڑی فتوحات کے پس منظر میں ایک جملہ ہی چلتا ہے کہ وَامُحَمَّدَ !! اے محمد ﷺ ہماری مدد کو پہنچو۔ ریجنالڈ نے اسے نیزہ مارا اور شہید کیا اور اس (Reginald) نے کہا آج جس کو چاہو بُلا لو۔ آج مجھ سے تم لوگوں کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ جب صلاح الدینؒ نے پکڑ لیا، ریجنالڈ بھی پکڑ کر لایا گیا۔ بڑی سخت پیاس میں، وہ بھی ترس رہا تھا پانی کو۔ جب انہیں پانی دیا جا رہا تھا تو ریجنالڈ کو بھی پانی دیا گیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے کہا کہ ہم نے اسے پانی نہیں دیا۔ ہم نے اسے پانی نہیں دیا۔ پھر وہ اُٹھا اور اُس نے تلوار ہاتھ میں لی اور ریجنالڈ کی گردن پہ ایک ہاتھ مارا۔ باقی سارے بادشاہ ڈر

Marfat.com

گئے کہ یہ کیا........ بادشاہوں کو یہ اس طرح قتل کرے گا۔تو سلطان صلاح الدینؒ نے کہا کہ Kings do not kill Kings بڑا مشہور جملہ ہے، بعد میں ہسٹری میں Quote ہوا۔سلطان صلاح الدینؒ نے کہا: دیکھو بادشاہ بادشاہوں کو قتل نہیں کرتے مگر اس بد بخت نے میرے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور میں نے قسم کھائی تھی کہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔

یہ کوئی چھوٹے بندے کی قید نہیں تھی یا بڑے بندے کی قید نہیں تھی۔ اگر کوئی مسلمان ہے تو سب لوگوں کے دل کی دھڑکن، مسلمانوں کے دل کی دھڑکن اسمِ گرامیِ محمد ﷺ سے روشن ہوتی ہے۔ یہ ایک ترفع ہے۔ میں مانتا ہوں کہ بعض لوگ شاید متاثر نہ ہوں۔اس لیے متاثر نہیں ہوتے کہ ان کا Idealism کوئی نہیں ہوتا۔ ان کے خیالات اتنے بلند نہیں ہوتے۔ دنیا میں ڈوبے ہوئے مسلمان! ہاں تمہارے آنسو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے نکلیں یا نہ نکلیں اُن کے آنسو ضرور آپ کے لیے نکلے تھے۔اُن کے آنسو ضرور نکلے تھے آپ کے لیے جو آج اِدھر بیٹھے ہو۔حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ ایک دفعہ بیٹھے بیٹھے اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اصحاب ڈرے، اصحابؓ پتہ ہے کیسے ڈرے، ساکت ہو گئے۔ عربی میں ایک بڑا خوبصورت محاورہ ہے کہ سر بھی نہیں ہلا رہے تھے۔ ایسے لگتا تھا ان کے سروں پہ پرندے بیٹھے ہیں، ذرا ہلائیں گے تو اُڑ جائیں گے۔ اصحابؓ ڈرے کہ خدانخواستہ ہم سے کوئی گستاخی ہوگئی ہے کہ آج چشمِ مبارک میں آنسو آ گئے ہیں تو پوچھا یا رسول اللہ! ہم سے کوئی گستاخی ہوئی؟ فرمایا: نہیں، آپ سے کوئی گستاخی نہیں ہوئی۔ آپ تو اتنے اچھے ساتھی ہو۔ میں تو اُن لوگوں کا سوچ کر رو پڑا ہوں جو میرے بہت دیر کے بعد آئیں گے۔ نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہوگا، نہ سنا ہوگا۔ انہوں نے صرف میری باتیں

Marfat.com

سنی ہوں گی اور پھر میری باتوں سے وہ پیار کریں گے اور پھر مجھ سے وہ پیار کریں گے۔ میں تو اُن لوگوں کا سوچ کے رو پڑا ہوں۔ وہ آپ کو اُس وقت دیکھ رہے تھے۔ وہ اس وقت دیکھ رہے تھے کہ لوگ آئیں گے جو میرے نام پہ، میری عزت پہ مرمٹیں گے۔ میرے نام پہ مرمٹیں گے۔ میرا نام آنے سے اُن کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں گے۔ اور ربِ کعبہ کی قسم ہے کہ کسی کو تیسری نسل بھی یاد نہیں رہتی چہ جائے کہ پندرہ سو برس بعد کے (امتیوں کا خیال)۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی چشمِ مبارک سے ہمارے لیے آنسو نکلے تو آپ کا خیال ہے کہ آپ میں سے کوئی جہنم میں جائے گا؟ اَستَغفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ (سنن نسائی)

یہ یاد رکھنا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مجھے آٹھ چیزیں عطا کی گئیں۔ اِن میں ایک چیز ہم اور آپ کے متعلق ہے۔ وہ نوجوان عورت اور مرد جس کی آنکھ سے میرے لیے (اللہ کے لیے) ایک آنسو نکلا۔ کتنا سستا سودا ہے، اللہ کے لیے ایک آنسو نکلنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اس پر نارِ دوزخ حرام کر دی گئی۔ اس پہ دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی۔ (صحیح بخاری) دوزخ کو حکم ہے اُس آنکھ کو نہ جلانے کا جس آنکھ سے ایک آنسو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے لیے نکلا۔ کیا عجیب سستا سودا ہے اور کیا عجیب بات ہے کہ ہمارے دل دنیا کو اتنے بڑھ گئے ہیں۔ دل دنیا کو جاتے تو ہیں۔ حضرت حنظلہؓ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے (حدیثِ بخاری اور مسلم ہے) فرمایا ابوبکرؓ میں منافق ہو گیا ہوں۔ کہا حنظلہؓ کیسے؟ کہتے ہیں اے ابوبکر، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمیں دنیا کا کچھ یاد نہیں ہوتا۔ ہم کسی طرح بھی اس کے قائل نہیں ہوتے ہم صرف اللہ اور رسول ﷺ کے بارے میں سوچتے ہیں مگر جب وہاں سے باہر نکلتے ہیں

Marfat.com

تو ہم پہ رنگا رنگ کی چیزیں نازل ہو جاتی ہیں۔ ہمارے دل بگڑ جاتے ہیں۔ کیا یہ نفاق نہیں ہے؟ کیا ہم منافق نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ بھی رو پڑے۔ دونوں روتے ہوئے صحبتِ رسول ﷺ میں آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ ہم تو منافق ہو گئے ہیں، ہمارے تو دل تقسیم ہو گئے ہیں، ہم تو بٹ چکے ہیں۔ ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو آپ کے سوا اور خدا کے سوا ہمیں کچھ یاد نہیں ہوتا۔ جب آپ کی صحبت سے نکلتے ہیں تو دنیا ہمارے سر پہ سوار ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو طریقہ ہے ایک سانس اللہ کے ساتھ، ایک سانس دنیا کے ساتھ۔ یہ نفاق نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ) دنیا میں رہنا نفاق نہیں ہے۔ مگر وہ جو اللہ کا سانس ہے وہ کدھر چلا گیا؟ وہ جو اللہ کے رسول ﷺ کا سانس ہے وہ کدھر چلا گیا؟

میں مدتوں سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں کہ قرآن و حدیث کو ہر Gender اپنے لیے استعمال کرتا ہے۔ Female gender اپنے لیے استعمال کرتا ہے، Male gender اپنے لیے استعمال کرتا ہے۔ جب یہ کہنا ہو میرے حقوق پورے کرو، مرد قرآن سنا رہا ہوتا ہے اور پوری طرح دباؤ ڈال رہا ہوتا ہے۔ خواتین سے کہتا ہے دیکھو یہ میرے حقوق ہیں تم اِن میں سے کوئی پورا نہیں کر رہی۔ خواتین کوئی کم ہیں، جب انہوں نے آگے سے اٹیک کرنا ہو تو کہتی ہیں دیکھو میرے حق میں یہ لکھا ہے اور تم میرے حقوق پورا نہیں کرتے۔ یعنی یہ کیا مصیبت ہے کہ قرآن و حدیث کے سارے قوانین لوگ اپنے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ بڑی مدت کی بات ہے کراچی میں ایک ماشاء اللہ بڑی Activist خاتون نے مجھ سے پوچھا کہ آپ عورت اور مرد میں کس کی برتری کے قائل ہیں؟ کس کی Superiority کے قائل ہیں، کس کی Inferiority کے قائل ہیں۔ میں نے کہا

Marfat.com

بات سنو یہ تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ہم تو کسی چیز کے قائل نہیں ہیں۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ اگر عورت مرد کے بارے میں وہ کرے جو اس کو اللہ نے کہا ہے اور مرد عورت کے بارے میں وہ کرے جو اس کو اللہ نے کہا ہے تو کبھی زندگی بھر کوئی فتنہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب خدا کے قوانین سے ہم ہٹتے ہیں تو پھر ہماری زندگیاں فتنہ اور شوروشر کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم اللہ کی بات مانتے ہوتے تو کبھی ایسا نہیں ہوتا۔

اصحابِ رسول ﷺ کی محبت تو رسول اللہ ﷺ کے لیے بڑی مشہور ہے مگر ابھی میں ایسی آپ کو حدیث سناؤں گا جو مستند ترین ہے۔ ہمارے ہاں حدیث کی سند یہ ہوتی ہے کہ مشہور، متواتر اور سکہ بند یعنی حَسن اور صحیح۔ حسن، صحیح، متواتر اور مشہور احادیث کا مطلب یہ ہے کہ دو قسم کی احادیث ایسی ہیں جو باقی احادیث سے بہت بڑا رُتبہ رکھتی ہیں۔ چلتے چلتے آپ کو ایک بات بتا دوں۔ آپ کے بہت سارے لوگ بہت زیادہ قرآن کے References quote کرتے ہیں۔ Many of people think only Quran is sufficient for its instructions to the Muslims ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اس لیے کہ 80% law of Islam is based on Sunnah and only 20% law of Islam is based on the Quran میرا خیال یہ ہے کہ جو لوگ بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اُنہوں نے کبھی نہ قوانینِ اسلام کو دیکھا ہوتا ہے، نہ پرکھا ہوتا ہے۔ یہ بات آپ کو چاہے عجیب لگے مگر فیکٹ یہ ہے کہ ۸۰ فیصد اسلام کی بنیاد حدیث پہ ہے اور ۲۰ فیصد Law of Islam کی بنیاد قرآن حکیم پہ ہے۔ قرآن حکیم کے بغیر حدیث تسلیم نہیں کی جاتی۔ اگر قرآن کی آپ کو وضاحت چاہیے ہو تو سوائے حدیث کے اور کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

لگے ہاتھوں ایک چھوٹا سا مسئلہ ڈسکس کر دوں کہ حدیث کیا بیان کرتی ہے اور کیا نہیں کرتی۔ آپ کو یاد ہے کہ قرآن میں ایک آیت آئی " إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ " {البقرة: ۲۲۲} کہ اللہ مُطَّہِّرین لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے، طاہر لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ تو بڑا کنفیوژن سا پیدا ہو گیا کہ طاہر کی کیا تعریف ہو سکتی ہے؟ اب اگر آپ خیالی اور تصوراتی تعریف کرو تو ''طاہر'' بڑی دُور چلا جائے گا۔ اتنی دُور چلا جائے گا کہ آپ کے نزدیک تو مصیبت بن جائے گی کہ کون سا بندہ پھر طاہر ہو سکتا ہے؟ پھر حضور ﷺ کے پاس اصحاب آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم ویسے تو بڑی کوشش کرتے ہیں صاف ستھرا رہنے کی، تمام فرائض پورے کرنے کی مگر یہ جو اللہ نے کہا کہ " إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ " کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور پاک لوگوں سے، اِس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ'' جو ڈھیلے کے بعد آبِ دست لیتے ہیں''۔

اس کا مطلب ہے A little more clean اتفاق کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے زیادہ محبت رکھتا ہے Those who are a little more clean اس کے برعکس جب ہم اپنے دورِ حاضر کو دیکھتے ہیں۔ The most educated لوگوں کو دیکھتے ہیں، خواتین کو دیکھتے ہیں، مردوں کو دیکھتے ہیں۔ I am very sorry to say کہ We are not even generally clean, not to speak of a little more clean اگر ہم نے Prophet کو follow کرنا ہے تو خالی نعت پڑھنے سے گزارہ نہیں، خالی نعت پڑھنے سے گزارہ نہیں۔ میرا تو خیال ہے You are more justifying the

Marfat.com

type of music with which you are singing the Naat of the Prophet (P.B.U.H). آپ نعت کم پڑھ رہے ہوتے ہو اور اُس میوزک کو زیادہ Appreciate کر رہے ہوتے ہو جو نعت کے پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔ یہ ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم اپنے Prophet کو We are not reducing into a film actor, not at all نہ ہم اُسے کسی Cheap قسم کے ولایتی سنگر کی صورت میں محدود کر سکتے ہیں۔ ہمارا پیغمبر صفاتی طور پہ مکمل ہے " اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ " {المائدۃ:۳} اللہ فرماتا ہے آج میں نے نہ صرف اپنا کلام ختم کیا بلکہ اپنا Messanger بھی ختم کر دیا۔ نعمت رسالت ہے اور کلام قرآن ہے۔ نہ صرف قرآن ختم فرمادیا بلکہ رسالت ختم فرمادی۔

دیکھو بجز آپ ﷺ کوئی نبی اور Prophet اتنا قابلِ تقلید نہیں لگتا۔ دیکھو ہر اُمت کے پاس عُذر ہے، حالانکہ تمام پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قوموں کے پاس آئے۔ ان کو خدا کے احکام سنائے مگر ہر قوم کے پاس کوئی نہ کوئی عُذر رہ جاتا ہے، یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم نے کتنا تنگ کیا۔ اب آپ سمجھتے ہو یہودی بڑے لائق ہوتے ہیں۔ آپ تو یہ کہتے ہو یہودی بڑے لائق ہوتے ہیں دانشور ہوتے ہیں۔ وہ تو دنیا میں یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ مگر دراصل جو اُن کو جانتا ہے اس کی بھی Opinion سنو وہ کیا کہتا ہے۔ ان کے تو اپنے پیغمبر یہ کہہ رہے ہیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما رہے ہیں "قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ "{البقرۃ:۶۷} اے اللہ اِن سے میں پناہ مانگتا ہوں، یہ بڑی ہی جاہل قوم ہے The fact is کہ یہ بڑی ہی جاہل قوم ہے۔ الحمدُللہ خداوند کریم نے ہمیں توفیق بخشی ہے کہ ہم اپنے رسول ﷺ کے کہے سنے پہ چلیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ نعت

Marfat.com

سے اوران باتوں سے گریز تو میں نہیں کہتا، آپ کا دل چاہتا ہو تعریفِ رسول ﷺ پہ تو ضرور پڑھیں۔ مگر کچھ کچھ اُن کی صفاتی تقلید بھی آپ کو کرنی چاہیے۔ اگر آپ اُن کی صفاتی تقلید نہیں کرو گے تو یہ لفظی تغیرات آپ کو کبھی اچھا مسلمان ثابت نہیں کر سکیں گے۔

حضور ﷺ کی بڑی خوبصورت حدیث ہے، فرمایا آدمی اپنے دوست کے دِین پہ ہوتا ہے۔ (سنن ابی داوٗد۔ ترمذی) اگر اِس کو اُلٹا کے دیکھو'' آدمی جس قسم کے دین پہ ہوتا ہے اسی قسم کی صحبت طلب کرتا ہے'' پھر آپ کو زیادہ واضح طور پر سمجھ آجائے گی۔ We always look for the company جو ہمارے مزاج کے مطابق ہو۔ کبھی ایک تبلیغی کو دوسرے تبلیغی سے جدا دیکھا ہے؟ حلیے میں، شکل میں، رُوپ میں، کبھی بھی جدا نہیں دیکھا ہوگا۔ کبھی ایک جماعت اسلامی کا ممبر دوسرے جماعتِ اسلامی کے ممبر سے جدا دیکھا ہے؟ انداز، طرز، طریقے (سب ایک جیسے)۔ کبھی ایک بریلوی کو دوسرے بریلوی سے جدا دیکھا ہے۔ جو لوگوں کے Temper ہوتے ہیں اس کے مطابق وہ صحبت طلب کرتے ہیں۔ یہاں ایک تیسرا اشارہ بھی موجود ہے۔ اگر دوست رکھنا ہے تو محمد رسول ﷺ کو دوست رکھو تا کہ جب تم اُن کو دوست رکھو گے تو ان کے دین پہ ہو گے اور پھر آپ خدا کے ہو گے، پھر آپ اللہ کے دین پہ ہو گے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے بہتر کسی کو دوست نہیں بنانا چاہیے۔ یہ احمد، ترمذی، ابوداوٗد اور بیہقی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ'' آدمی اپنے دوست کے دین پہ ہوتا ہے۔''

آپ کو یاد ہے جب جنگِ اُحد ہو رہی تھی، یہ جو دوستی کی مثال ہے، عورت نے ہی قائم کی ہے۔ ویسے معاف کرنا، مردوں نے نہیں قائم کی، عورت نے کی

Marfat.com

ہے۔ یہ جو محبتِ رسول ﷺ کی مثال ہے، مردوں میں آتی رہی ہے، بہت آتی رہی ہے۔ حضرت سعد کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے ماں باپ تم پہ قربان، تیر چلاتا جا۔'' مگر جو مثال ہے محبت کی اللہ کے رسول ﷺ سے وہ ایک انصاری عورت نے قائم کی ہے۔ جب وہ معرکے میں آگے بڑھی تو اس کو ایک Messanger ملا۔ اس نے پوچھا کیا بنا جنگ کا؟ اس نے کہا تیرا باپ مارا گیا۔ اس انصاری عورت نے کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ "(البقرۃ: ۱۵۶) پھر تھوڑی دور اور آگے گئی تو اس کو پتہ چلا کہ اے بی بی تیرا بھائی بھی مارا گیا۔ اس نے کہا اچھا" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" اور آگے گئی تو اس کو کہا گیا تیرا شوہر بھی مارا گیا ہے۔ اس نے کہا" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ "جب یہ تینوں حادثات کی صدا اس کے کانوں میں پڑتی جاتی تھی تو ہر مرتبہ وہ ایک ہی بات پوچھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ ہر ڈیتھ کی خبر سنتی، صبر کرتی اور پوچھتی رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بخیر ہیں۔ جب اس نے یہ سنا، آپؐ کا چہرہ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اٹھی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے ہم کسی غم کا شکار نہیں ہوتے۔ یہ وہ محبت تھی اور اس قسم کی محبت کے نمونے آپ کو ملے ہیں۔ یہ ایک عورت نے قائم کی، انصار میں سے ایک خاتون نے اِس محبت کی مثال قائم کی۔

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز لوگوں میں سب سے میرے قریب وہ شخص ہوگا جو کثرت سے مجھ پہ درود بھیجتا ہوگا''۔ (جامع ترمذی) درود کی ویسے تو اور بھی بڑی صفات ہیں۔ مگر ایک دفعہ حضرت کعبؓ تشریف لائے اور کہا ''یارسول ﷺ میں یہ وظیفہ پڑھتا ہوں، یہ

Marfat.com

پڑھتا ہوں۔فرمایا درود پڑھا کرو۔عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آدھا درود نہ کر دوں؟فرمایا اور پڑھا کر۔کہا یا رسول اللہ ﷺ میں پورا درود نہ کردوں؟فرمایا اور پڑھا کر۔کہا یا رسول اللہ ﷺ میں درود ہی نہ پڑھا کروں؟فرمایا کفایت کرے گا۔"
(جامع ترمذی)

تھوڑی سی آپ کو وارننگ کرنی ہے۔میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ برصغیر میں ہندو ہمارا Basic مذہب تو نہیں لے سکا...... دو چیزیں نہیں لے سکا، خدا نہیں لے سکا اور پیغمبرؐ نہیں لے سکا........ مگر باقی معاملاتِ میں وہ صفایا کر گیا۔جنّ میں، بھُوت میں، چڑیل میں، پری میں، آسیب میں، تعویذ میں، دھاگے میں، رزق بند کرنے میں، کھولنے میں، ہر جگہ صفایا کر گیا ہندو۔اس نے ہمیں خدائے واحد کی حکومت سے ہٹا کر مسلسل انہی جھوٹے قِسم کے فریبوں میں ڈال دیا ہے۔کبھی ہم سوچتے ہیں اِس شخص نے تعویذ کیا ہے، کبھی اُس نے۔خدا کے بجائے ہم اپنی زندگیوں کا مالک لوگوں کو سمجھنا شروع ہو گئے ہیں اور اللہ کی حاکمیت کو ہم نے تقسیم کر دیا ہے۔ہم نے اُس کے اختیارات لوگوں کو دے دیے ہیں۔کسی سے پوچھو بابا کیا ہوا؟ کہ جی تعویذ کیا ہے کسی نے، میرا رزق بند ہو گیا ہے۔معاذ اللہ استغفر اللہ کسی کی مجال ہے اِس کائنات کے مالک کے ہوتے ہوئے؟ وَاللّٰہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡسُطُ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ جس کا چاہتا ہوں رزق بند کرتا ہوں، جس کا چاہتا ہوں رزق کھولتا ہوں۔ہمارا یہ حال ہے کہ جس معاشرے میں، میں بیٹھا ہوا ہوں اس میں صرف دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ایک وہ جو جادو کرتے ہیں ایک وہ جن پہ جادو ہوتا ہے۔تیسری نسل ہی کوئی نظر نہیں آتی۔آخر یہ جہالت کب تک ہم میں رہے گی؟ کب تک ہم ان چیزوں کے قائل رہیں گے؟ آج کے Educated لوگ ہی تو اس قابل ہیں کہ

Marfat.com

اپنی بوڑھی ماؤں کو، اِن دیہاتیوں کو جا کے Clarity دو کہ اللہ کے ہوتے ہوئے، اس کے رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے، اِتنا کرم ہوتے ہوئے کون ہے جو آپ کا رزق بند کرے گا؟ ہاں ایک قانون ہے اللہ کا جب آپ حاکمیتِ خداوند کو چیلنج کرو گے تو سزا ضرور ملے گی" وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" (الزخرف :٣٦) اگر آپ رحمان کے ذکر سے غافل ہو گئے، اگر آپ اللہ کے ذکر کو چھوڑ دو گے اور لوگوں کو اپنا ملجا و ماوا بناؤ گے " وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" خداوند کریم نے کہا ہے کہ اگر تم نے اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیا، رحمان کے ذکر کو چھوڑ دیا تو پھر تم پہ شیطان کو قبضہ دیا جائے گا " نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" وہ تمہارے قریب رہے گا۔ اگر تم نے خدا کو چھوڑ دیا پھر جادوگر ضرور قریب رہے گا۔ پھر سمجھو ہاروت و ماروت کے پیدا کردہ ایجنٹ ضرور آپ کے پاس رہیں گے۔ مگر اگر اللہ کے ذکر میں ہو، نہ جادو آپ کے قریب آئے گا، نہ سحر آئے گا، نہ کوئی آپ کو بہکا سکے گا۔ کیوں.....؟ دیکھو کتنی آسان ہیں اللہ کی باتیں۔ آپ قرآن پتہ نہیں کیسے پڑھ لیتے ہو۔ فرمایا "مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ" (النساء :١٤٧) مجھے کیا پڑی ہے کہ عذاب کروں۔ Imagine کرو، اللہ میاں کتنے دوستانہ طریق سے کہہ رہا ہے اور مجھے کیا پڑی ہے کہ میں عذاب کروں۔ اس کا مطلب ہے اللہ کو عذاب نہیں دینا ہے۔ کہتا ہے "مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ" (النساء :١٤٧) مجھے کیا پڑی ہے کہ عذاب کروں "اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ" اگر تم مجھے یاد کرتے رہو، تمہارا ایمان اچھا ہے تو مجھے کیا پڑی ہے کہ عذاب کروں۔ کیا فارمولا نہیں ہے؟ کیا خدا نے فارمولا نہیں دیا کہ اگر تم مجھے یاد کرتے رہو، اچھے ایمان والے رہو تو مجھے کیا پڑی ہے

Marfat.com

کہ عذاب کروں۔ خدا نے بالکل آپ کے لہجے میں آپ کو سمجھا دیا کہ میں آپ کو کچھ نہیں کہنے کا۔ میں بالکل آپ کو پرابلم میں نہیں ڈالنے کا۔ اگر تم درمیان سے نکلو، خبر دار، ٹینشن نہیں لینے کا، میں کچھ نہیں کرنے کا۔ میں منتقم خدا نہیں ہوں۔ میں کوئی بنی اسرائیل کے یہوؔاہ کا کانسیپٹ نہیں ہوں۔ نہ میں کوئی درگا ہوں نہ سرسوتی ہوں۔ میں بہت فراخ دل ہوں۔ مجھ سے زیادہ وسیعُ الظرف کون ہوسکتا ہے۔ مجھ سے زیادہ کوئی وسیعُ الظرف نہیں۔

ایک بدو آیا اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں، اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ فرمایا اللہ خود۔ وہ ہنسا، ہنس کے چل دیا۔ بڑی حیرت کی بات ہے، شاید ہم بھی وہاں ہوتے تو ہم بھی حیران ہوتے کہ یار یہ ہنسا کیوں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اس کو ذرا بلاؤ، اس سے پوچھو ہنسا کیوں ہے۔ اتنے تبسم کی کیا ضرورت ہے اگر اللہ نے حساب لینا ہے۔ جب اس کو واپس بلایا تو اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا میاں خیر تھی، ہنسے کیوں؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا جواب ہے۔ I have never seen such a wisdom. I have never seen such a beauty of wisdom عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے زندگی میں دیکھا ہے کہ جب کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے تو آسان لیتا ہے۔ اور یا رسول اللہ ﷺ، اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہوگا۔ تو مجھے خوشی ہوئی۔ میں اس لیے خوش ہوا کہ اللہ بڑا ہی آسان حساب لے گا۔ یہ ایمان ہے۔ ایمان یہ ہے، اللہ پہ گمان یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے فرمایا اللہ پہ گمان اچھا رکھو اس کو جابر و قاہر کی طرح نہ یاد کرو۔ اس پہ گمان اچھا رکھو۔ (صحیح مسلم) تمہارا گمان تمہیں آگے لے کے جائے گا۔ اور خاص طور پر مرتے وقت گمان اچھا رکھو۔ پھر

Marfat.com

ایک دعا بتائی چھوٹی سی دعا اور کہا کہ یہ دعا مانگتے رہنا ،قبر تک مانگتے رہنا "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِکَ" اے اللہ ہمارے دل کو اپنے دین پہ ثابت قدمی دینا وقت آخر تک (ابن ماجہ۔ مستدرک حاکم)۔ وہ سکرات میں آپ کو مدد دے گا ،غمرات میں آپ کو مدد دے گا۔ آپ کی آنکھ جب دوسرے جہاں کھلے گی۔ دوسری گلیکسیز کے سفر میں آپ جاؤ گے۔ چھ ارب پیچھے سے آرہے ہیں۔ اس مصیبت میں پڑ گئے دنیا میں، اس قید میں پڑ گئے، یہ سارا جھمیلا۔ آپ کو پتہ ہے لوگ کہتے ہیں خوشی نہیں ملتی۔ اب خوشی کی جگہ ہو گی تو ملے گی ناں۔ انصاف کی جگہ ہو گی تو ملے گی ناں۔ یہاں تو مصائب ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِن" یہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے (جامع ترمذی۔ مسلم)

لوسنی گئی ہماری یوں پھرے ہیں دن کہ پھر سے
وہی گوشہء قفس ہے وہی فصلِ گُل کا ماتم

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم دنیا کو اتنا حسین سمجھ بیٹھے ہیں کہ فصلِ گُل کے ماتم سے بھی دُور، ہم اِس قید خانے میں جی لگائے بیٹھے ہیں۔ اِس قید خانے میں کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ کیمپ ہے۔ اس کیمپ میں You have been brought sicne six billion years ago. Here do your job and get to the other gateway of the galaxies اگر ماؤں کے باطن کو دیکھو تو ایک Gateway of galaxy ہے۔ قبر کو دیکھو تو دوسرا Gateway of galaxy ہے۔ ایک گلیکسی سے ہم اِدھر آئے ہیں اس کے بعد آگے جاتے ہیں۔

زندگی ایک سفر کا وقفہ ہے
اور آگے چلیں گے دم لے کر

Marfat.com

ایک سفر کا وقفہ ہے چھوٹا سا قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (۲۴: اعراف) جاؤ تھوڑی دیر کی دشمنیاں جا کے کاٹو۔ کچھ کو کچھ کا مخالف ٹھہرا دیا۔ کچھ سے کچھ کی لڑائی ٹھہرا دی۔ نیچے جاؤ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْن اس تھوڑے سے قیام میں تمہارا بہت بڑا فائدہ ہے۔ آگے کائناتی فائدہ، فائدہ Billion and Trillion years of life کا ہے "مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" (سورۃ ھود: ۱۰۷) بہت عرصہ تم نے زندہ رہنا ہے۔ we are not like those people, we say we live once ہم ایک مرتبہ نہیں جینے کے لیے آئے۔ ہم مستقل ایک بہت بڑی زندگی کو گزارنے کے لیے آئے ہیں۔ اگر اس تھوڑی سی پیچیدگی میں پڑ گئے اور اس بنیادی سوال کو حل کر لیا جس کے لیے خدا نے ہمیں زمین پر بھیجا تھا تو مجھے یقین ہے مجھے پورا پورا یقین ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تائید سے، اِس پیچ وخم سے نکل جائیں گے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کنوئیں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایک مرتبہ دل سے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اُس پہ دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔ ابوذرؓ نے کہا چاہے گناہ کبیرہ کیے ہوں؟ کہا چاہے گناہ کبیرہ کیے ہوں۔ پھر کہا چاہے گناہِ کبیرہ کیے ہوں؟ فرمایا چاہے گناہِ کبیرہ ہی کیے ہوں۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تیری ناک خاک آلود ہو، چاہے کچھ بھی کیا ہو۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم) مگر جو تمہارا یقین ہے تمہارے اللہ پہ وہ خالص ہونا چاہیے۔ اللہ کے حضور تمہیں پورا پورا یقین ہونا چاہیے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو۔ باقی سزا و جزا کا مسئلہ ہے۔ پھر تمہیں نارِ دوزخ نہیں، سزا ضرور ملے گی۔ تمہیں اپنی

Marfat.com

حماقتوں کی وقفے وقفے سے تھوڑی بہت سزا دے کے (بخش دیے جاؤ گے)۔مگر جس کو خدا پہ مکمل یقین ہے۔جس کو اپنی توبہ پہ یقین ہے وہ یقیناً اللہ کے فضل و کرم سے اپنے مقامِ عزت تک پہنچے گا۔

آپ کو پتہ ہے حضرت علیؓ کرّم اللہ وجہہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی شخص کے سامنے میرا نام پڑھا گیا اور اس نے درود نہیں بھیجا تو وہ بخیل ہے۔(جامع ترمذی)

بڑی اچھی بات ہے (جو آگے بیان کی جا رہی ہے)۔"بخیل وہ ہے کہ جس کے سامنے رسول اکرم ﷺ کا نام پڑھا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔" اس کی خاص وجہ ہے۔انسان اپنی شکر گزاری سے پہچانا جاتا ہے۔اخلاق کی سب سے بڑی ویلیو ہے احسان کرنا اور احسان ماننا۔جس شخص کو یہ نہیں پتہ کہ میں اپنی پوری زندگی کے لیے، پیدائش سے لے کر موت تک کے لیے کس شخص کا احسان مند ہوں وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔آپ کی نجات کس کی وجہ سے ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے۔آپ کی شفاعت کس وجہ سے ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے۔آپ کی زندگی کی بچت کس وجہ سے ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے۔آپ کی سوسائٹی کا استحکام کیسے ہے؟ اُن ویلیوز کی وجہ سے جو محمد رسول اللہ ﷺ سکھا گئے۔ آپ کے گھروں کی قدر و قیمت کس وجہ سے ہے؟ اُن اذکار کی وجہ ہے جو رسول اللہ ﷺ آپ کو سکھا گئے ہیں۔اگر کسی شخص کو یہ ہی نہیں پتہ ہے کہ مجھ پر سب سے بڑا احسان کس کا ہے وہ بخیل نہیں تو اور کیا ہے۔اس لیے فرمایا جس کے سامنے میرا نام آیا اور اس نے درود نہ پڑھا وہ بخیل ہے۔وہ واقعی بخیل ہے۔صحیح بخاری میں حضور ﷺ نے فرمایا (یہ زمانہ آنے والا ہے اس پہ نظر رکھنا) تم پہ ایک وہ زمانہ ہو گا کہ تمہارے

Marfat.com

لیے مجھے دیکھنا تمہاری اولاد اور مال و دولت سے بھی زیادہ عزیز تر ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ وہ آرہا ہے نہ اولاد عزیز رہے گی نہ مال عزیز رہے گا۔ وہ وقت ہے کہ تمہیں کوئی چیز اچھی نہیں لگے گی۔ پھر تمہیں میری یاد بہت آیا کرے گی۔ تمہارا سکون اور ثبات، تمہارے قرار، تمہارے دل کا چین صرف مجھے دیکھنے میں ہوگا۔ پھر تم دعائیں مانگا کرو گے۔ چلو ہمارے تو پلے ہی کچھ نہیں ہے نہ مال ہے نہ اولاد ہے نہ عزیز ہیں۔ جیسے آپ نے کبھی غور کیا ہو تو یورپ کے جو 'اولڈ ہاؤس' ہیں۔ Old people house وہاں بہت سارے بوڑھے لوگ ایسے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اگر کسی ایک بوڑھے کا خط آجائے تو سارے جمع ہو کے اُسے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ اُدھر انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ایک کا اگر خط آجائے تو سارے دوڑے دوڑے آتے ہیں۔ اچھا خط آیا ہے، تیرے بیٹے کا خط آیا ہے لاؤ ہمیں بھی سناؤ۔ پھر وہ بیچارے بوڑھے وہاں بیٹھ کے Enjoy کرتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھی Father's day پہ کوئی بھولا بھٹکا ہوا فرزند اپنے ماں باپ کو کوئی لیٹر لکھ دیتا ہے۔ الحمدُ لِلّٰہ ہماری سوسائٹی میں ابھی ماں باپ کی محبت موجود ہے۔ And we have a lot of regard اور یہ سارے Regards اللہ کے رسول ﷺ کی اور اُن باتوں کی وجہ سے ہیں جو ہمیں مذہباً اخلاقاً اللہ کے رسول ﷺ نے بتائی ہیں۔

یہ روایت بڑی پکی ہے۔ موطا اور بخاری کی ہے انس بن مالک ؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔ مرتا کوئی بھی نہیں ہے اندر جا کے، تھوڑی دیر کے لیے ہوش میں لاتے ہیں، سکرات کا وقت ہوتا ہے پھر اس کو امن دیتے ہیں تا کہ یہ گھبرایا ہوا جواب نہ دے۔ جب اُسے دوبارہ Full life

Marfat.com

کے ساتھ اٹھاتے ہیں، پہلے تو بہت پریشان ہوتا ہے کہ کہاں آ کے مَیں تنہائیِ قبر میں پھنس گیا ہوں۔ پھر اس کو پورا سکون دیتے ہیں کیونکہ سوال پوچھنا ہوتا ہے۔ اگر سوال پوچھتے ہوئے آدمی حواس میں نہ ہو تو لگتا ہے کہ کوئی غلط جواب دے جائے گا، پریشان کن جواب دے جائے گا۔ تو یہ انصاف کے بعید ہوتا ہے۔ اس لیے جب قبر میں اٹھایا جاتا ہے بندہ تو اُس کو پورے سکون سے اٹھایا جاتا ہے۔ بھئی میاں اب ٹھیک ٹھاک ہوش میں آ۔ پانی پینا ہے؟ کچھ کھانا پینا ہے؟ آرام سے جواب دینا۔ تو پھر اس کو جواب دینے کے قابل بنایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اب بتاؤ...... تو سوال پوچھا جاتا ہے مَنْ رَبُّکَ؟ زندگی گزار آئے، وقت اچھا پاس کیا، فلمیں شلمیں دیکھ لیں، بیوی بچے پال لیے بہت Enjoy کیا ہوگا۔ شکر پڑیاں کیسا تھا؟ کافی بہلا پھسلا کے پوچھتے ہیں مَــنْ رَبُّکَ؟ اب بتا اللہ کون تھا۔ اب بتا کس کے خیال میں زندگی گزار آئے ہو۔ کس کو مانا ہے، کس کا انکار کیا ہے؟ وہ جیسے شاعر نے کہا تھا وہاں پہ کہیں یہ قصہ نہ ہو ....

اب اس سے بڑھ کے بھی ہو گا کوئی فریبِ نفس
اب اس سے بڑھ کے ستائے گی آگہی مجھ کو
پتہ چلا گزاری تھی جس کی دھن میں حیات
اسی سے آج محبت نہیں رہی مجھ کو

یہ نہ ہو عین قبر میں جا کے نہ اللہ رہے نہ اُس کی محبت رہے اور آپ پریشان حال روتے پیٹتے ہوئے واپس آؤ۔ پھر اُس شخص سے جب یہ سوال Over ہو گا۔ غلط جواب ہو یا صحیح جواب ہو۔ اُس کو پھر ایک Compensatory سوال کیا جائے گا۔ دیکھو بڑی کمال کی اللہ میاں کی ٹیکنیک ہے۔ ہوسکتا ہے بھولے بھٹکے ہوئے لوگ اللہ سے اِدھر

Marfat.com

اُدھر ہو جائیں۔ مگر جب دوسرا سوال آئے گا۔ سب کو یاد آ جائے گا۔ کیونکہ جب وہ 'لا اِلہ اِلّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ' کہتے ہیں لوگوں کو اُنس تو زیادہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوتا ہے۔ اگر فرض کرو پہلا سوال Miss ہو گیا۔ ' لا اِلـہ اِلّا اللّٰہ ' ففٹی پرسنٹ ہیں ویسے چانس، آپ نے کہا پتہ نہیں کون تھا اللہ میاں، سوچا ہی نہیں کبھی تو دوسرا سوال جو ہے یہ مدد دینے والا ہے۔ اچھا یار یہ بتاؤ اِس شخص گرامیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ پھر حضور ﷺ کا سراپا اُن کے سامنے دکھایا جائے گا۔ فرمایا چلو اس شخص گرامیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر وہ مومن ہو، اگر اس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہو تو وہ کہتا ہے .... پتہ ہے کیا کہتا ہے؟ وہی جو سب سے پہلے آپ کے کان میں کہا جاتا ہے ...... اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اس لیے آپ کو پتہ ہے کہ کہا جاتا ہے افضل الذکر، ہر ذکر سے بڑا ذکر کون سا ہے؟ ''لَا اِلٰہِ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ '' وہ کلمہ عالیہ ہے۔ اور جس شخص کو نہیں پتہ، سُن لو یہ حدیث کے لفظ ہیں کہ اگر منافق یا کافر ہو تو اس سے پوچھا جائے گا کہ بھئی اس ہستی کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو وہ کہتا ہے مجھے تو معلوم نہیں میں تو وہی کہتا آیا ہوں جو لوگ کہتے آئے ہیں۔ سنی سنائی پہ نہ جانا، اپنے اللہ اور رسول ﷺ کے لیے اپنے دل میں کسی نہ کسی سطح کی کمٹ منٹ زندہ رکھنا۔ آگے بڑا سخت مرحلہ ہے پھر اسے ایسا مارا پیٹا جائے گا کہ زمین و آسمان والے اس کی چیخ و پکار سنیں گے۔

ایک چھوٹی سی محبتِ رسول ﷺ کی حدیث آپ کو سنا دوں کہ عبداللہؓ بن زید بن عبدالرب، یہ صاحبِ اذان کے لقب سے مشہور تھے۔ جب ان کے صاحب زادے نے آکے بڑی پریشانی میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سنائی تو آپ نے بے تابانہ ہاتھ فضا میں بلند کیے اور زبان سے یہ جملے نکالے کہ! خداوندا اب مجھے

Marfat.com

بینائی کی دولت سے محروم کر دے تاکہ یہ آنکھیں جو سرکارِ دوعالم ﷺ کے دیدار سے مشرف اور منور ہوا کرتی تھیں اب کسی دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ رسول اکرم ﷺ سے اتنا پیار کرنے والے اور اتنی محبت رکھنے والے پیدا ہوئے۔

آخر میں چند احادیث آپ کی نذر کرتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ اس کی بنیاد Authentically احادیث میں ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کے عرض کی یارسول ﷺ اُس شخص کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں Factual جو کسی قوم سے محبت کرتا ہو لیکن اُن لوگوں سے ملاقات نہ کی ہو۔ جو محبت تو کرتا ہو مگر ان لوگوں سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو یا ان کی صحبت ہی اُس کو میسر نہ ہوئی ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص انہی لوگوں کے ساتھ ہے جن کو وہ دوست رکھتا ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔

یہ Decisive (فیصلہ کُن) حدیث ہے، مستند ترین (مشہور، متواتر، حسن، صحیح) کہ ایک شخص نے آ کے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا تجھے کیا....... ؟ قیامت کا کیوں پوچھتا ہے؟ کیا تم نے نمازیں پڑھی ہیں؟ یارسول اللہ ﷺ نہیں۔ کیا بہت اچھے عمل کیے ہیں؟ یارسول اللہ ﷺ نہیں۔ فرمایا پھر تو قیامت کا کیوں پوچھتا ہے؟ تمہیں جانے کی جلدی کیا ہے؟ تمہارے پاس ہے کیا قیامت کے لیے؟ فرمایا یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت بڑی ہے۔ فرمایا لوگ قیامت کے دن اُن کے ساتھ ہی اُٹھائیں جائیں گے جن سے انہیں محبت ہو گی۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

دین کے تین ستون ہیں، صرف تین۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے پوچھا کہ

Marfat.com

ایمان کی حلاوت جانتے ہو کیا ہے؟ آپ پوچھتے ہو کہ ایمان کیا ہے؟ ایمان کی حلاوت کیا ہے؟ ایمان کا اصل Taste کس چیز میں ہے؟ اِیمان کی محبت کیا شے ہے؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے۔ فرمایا اللہ کو ایسے مانو کہ پھر اس میں کسی کو شریک نہ کرو یہ پہلی شرط ہے اور دوسری، کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو ماں، باپ بیٹے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ ایمان کی دوسری شرط ہے کہ آپ کا رسول ﷺ آپ کو ہر چیز سے زیادہ پیارا ہو۔ اور ایمان کی تیسری شرط یہ ہے کہ جب ایک دفعہ اسلام میں آ گئے، جب آپ مومن ہو گئے، مسلمان ہو گئے تو پھر واپس پلٹنے کو اِتنا ہی بُرا جانو جتنا آگ میں جانا ہوتا ہے۔ ایمان کی یہ تین بنیادی شرائط ہیں۔ پہلے اللہ کی وحدانیت ہے، دوسری رسول اکرم ﷺ کی محبت ہے اور تیسری پیچھے جانے سے ہٹنا، دوبارہ غیر مسلم ہونے سے غیر مذہبی ہونے سے، اللہ کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے احکامات سے گریز کرنے سے ہٹنا یہ تیسرا سب سے بڑا خوف ہے۔

وما علینا الا البلاغ

۱۱ر جون ۲۰۱۰ء

اسلام آباد

Marfat.com

عہدِ حاضر میں مواخات اور اُسوۂ رسول ﷺ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصّٰفّٰت: ۱۸۲ : ۱۸۱ : ۱۸۰)

خواتین و حضرات! انسان بہت دیر سے اِس دنیا میں آباد ہے۔ عرصہء دراز گزرا کہ ہمیں تاریخ سے شنویات سے بہت سارے علوم سے، انسانوں کی اُن قدیم آبادیوں سے بھی آگہی حاصل ہے جنہوں نے عہدِ اوّل میں اس زمین کو آباد کیا۔ بہت بڑی بڑی بادشاہتوں کا ذکر بھی ہمارے پاس ہے۔ Helen of Troy کو بھی ہم جانتے ہیں، بڑی عظیم جنگیں جو Arabian peninsula پہ لڑی گئیں۔ ہمیں روما کے اُن شہنشاہوں کی داستانیں بھی پتہ ہیں اور اُن کے اُن بڑے

Marfat.com

عالموں کا بھی علم ہے۔ Cicero اور Plutarch سے تاریخ اور فلسفہ شروع ہوا، ہمیں اس کا بھی علم ہے۔ ادھر ہمارے ہمسائے میں ۷ ہزار (ق.م) سے ۱۲ ہزار (ق.م) پرانی سلطنتیں ترتیب دی گئیں۔ کنفیوشس، تاؤ ایسے بڑے عظیم فلسفی و مفکر تھے جن کی تعلیمات نے مانچو، ہان، قن، بہت بڑی بڑی بادشاہتیں قائم کیں۔ دیوارِ چین تو آپ دیکھتے ہی رہے ہوں گے۔ اور پھر ان داستانوں میں ہم اِس عریاں بدن انسان کا سُراغ ڈھونڈتے ہیں۔ حکومتیں، بادشاہتیں، یہ جاہ و جلال کے افسانے، قتل و غارت، ایک تصور سا کہ ۵۷۱ قبل مسیح سے پہلے آخر وہ کون سے بڑے بڑے اصول تھے۔ پیغمبر بھی آئے انسان بھی آئے۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ حضرتِ عیسیٰؑ یہودی ربّیوں کو ڈانٹتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے بدبختو! تم اونٹ نگل لیتے ہو اور مچھروں پہ فتویٰ لگا دیتے ہو۔ کسی نے ایسا نظام نہ تخلیق کیا جو انسانوں کو انسانوں سے قریب تر کر دیتا۔ یہ تو افلاطون اور سقراط بھی کہہ گئے، ارسطو نے بھی کہا کہ Man is a social animal۔ اور یہ اپنی آبادیوں اور صحبتوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ۳۵ سالہ عظیم جمہوریت جو Pericles نے قائم کی انسان کے طبقاتی تفاوت کی وجہ سے برباد ہو گئی۔ غریب غریب تر اور امیر نہ صرف امیر تر بلکہ بدتر اخلاقیات کے سبب اپنی حکومتیں بھی گنوا بیٹھا۔ صرف ۳۵ سال میں Pericles کی جمہوریت فنا ہو گئی۔ پھر ہم سپارٹا کو دیکھتے ہیں۔ ایک طرف وہ دنیا پہ حکومت کرنے نکلے مگر اخلاقی پستی اور انسانی ہمدردی کا یہ حال تھا کہ صرف ۱۵ برس میں یہ سلطنت خاک پذیر ہوئی۔

پوری تاریخ کا قبل از محمد رسول اللہ ﷺ، جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اگرچہ پہلے بہت پیغمبرؑ گزرے۔ مہاتما سدھارتا بدھا بھی گزرے تھے۔ حیرت کی بات

Marfat.com

ہے کہ انہوں نے جبریتِ ذات کو لازم کیا اور کوئی ایسی جدوجہد نہ فرمائی جس میں زندگی کے بارے میں کچھ حُسنِ ظن ہوتا کہ یہ بھی کوئی اچھی جگہ ہو سکتی ہے۔ انہی حضرت نے دوٹوک ہو کے کہہ دیا کہ زمین امن کی جگہ نہیں ہے یہ دکھوں کا گھر ہے یہاں کوئی فلاح و بہبود ہو ہی نہیں سکتی۔ جو کچھ کرنا ہے دو چار اصولوں کے تحت اپنی ذاتی زندگی گزارو اور بس امن میں شانتی میں نروان میں ڈھل جاؤ۔

سیدنا عیسیٰؑ بڑے پیغمبر ہیں، بہت بڑے۔ پیدائش معجزے سے ہوئی، وفات معجزے سے ہوئی۔ ابھی تک اُن کی زندگی ایک معجزے کی طرح ہماری آنکھوں میں سلامت ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ شدید جدوجہد کے باوجود ہزار پا کنکھجورے کی طرح وہ زد میں آیا ہوا معاشرہ اتنے معجزاتی پیغمبر سے بھی سدھر نہ سکا۔ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے جیسے ان کی داستانیں کہتی ہیں (کہ انہیں مصلوب کر دیا گیا)۔ یہ علیحدہ بات کہ پروردگارِ عالم نے فرمایا: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ نہ انہیں قتل کیا گیا نہ صلیب دی گئی اور خدا نے دھرایا: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا (النساء:۱۵۷) یقینی بات ہے کہ اُن کو کون قتل کر سکتا ہے جس کو: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء:۱۵۸) میں نے اپنی طرف اُٹھانا تھا۔ حفاظت دینی تھی۔ جس کو میں نے حجتِ آخر کی طرح زندہ رکھنا تھا اُس کو کون قتل کر سکتا ہے۔ مگر محسوس ایسے ہوا کہ بڑی بڑی آیاتِ الٰہیہ کے باوجود دس آیات جو ہیں حضرتِ موسیٰ پہ اُتریں۔ کبھی پہاڑ اُٹھا کے لوگوں کے سر پہ رکھا، مانتے ہو کہ نہیں؟ کہا ہاں مانتے ہیں۔ ادھر خدا پلٹے، ادھر لوگ پلٹ گئے۔ پتہ نہیں کیوں خدا نے ان کی اتنی ناز برداری کی؟ اتنے بڑے طاقتور ربّ کو اتنی منت اور سماجت کی ضرورت تو نہ تھی۔ اکثر میں سوچتا ہوں کہ آخر ہم نالائق سے انسانوں میں کیا وصف تھا جو خدا بار بار پلٹتا رہا، کتابیں نازل کرتا رہا، پیغمبر بھیجتا

Marfat.com

رہا۔اور کیوں اس طرح ہمارے نازنخرے برداشت کیے۔اصول تو یہ تھا کہ جیسے پچھلی قوموں میں جاری رہا کہ Moral emancipation اتنی زیادہ ہوگئی کہ پورے کے پورے معاشرے میں ایک بندۂ خدا کا نظر آنا مشکل تھا۔پھر خدا نے انہیں زمین سے نیست و نابود کیا۔بڑے عجیب Objective انداز میں کہتا ہے اے لوگو! تم نے کبھی اوندھی پڑی بستیاں نہیں دیکھیں؟ خشک اور بوسیدہ منڈیرے گرے ہوئے کنویں نہیں دیکھے؟ تم نے کبھی عبرت سے نہیں دیکھا؟ نہیں، ہم نے کہاں عبرت سے دیکھنا ہے۔ہم نے اُسی منڈیرے سے ایک پتھر اُٹھا کے اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنا ہے اور آنے جانے والے مسافروں کو ہم نے کہا، ''دیکھا یہ ۳۰ قبل مسیح سے پہلے کا نمونہ ہے۔'' وہ آسکر وائلڈ نے کہا تھا If you are not an artist then we are atleast work of art ہماری تمام جدوجہد آثارِ اساطیر سے صرف اتنی ہے کہ ہم انوکھے پن سے آشنا جدید تر کہلوائیں۔ہمیں خدا سے کوئی واسطہ نہیں۔اب اللہ سے پوچھو، لگتا ہے کہ پہلی قوموں کا تباہ کرنا فضول ہی نکلا، کیوں؟ اگر انہوں نے یہ تاثر لینا ہے: فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ (الحشر: ۲) عبرت تو کہیں نہیں آئی۔شرم و حیا تو دل کی آنکھ میں نہیں تھی۔مگر ایک عجیب بات ہے اِس Huge wastage کو برداشت کرنا آسان نہیں ہوتا۔خاص کر ایک قادرِ مطلق Creator جو آسمان سے ایک پتھر گرادے تو تمام دنیا ملیامیٹ ہو جائے، جیسے ابھی پاس سے (روس) گزرا تھا۔زیادہ قریب نہیں آیا، بچت ہوگئی۔

تعلیم دینے والے بہت آئے، بے شمار آئے۔ایک بڑا طویل سلسلہ تھا۔اللہ بھی معلم ہے، سب سے پہلا معلم اللہ ہے۔تعلیم کا آغاز اللہ نے کیا He was the first ever teacher of this universal order and

Marfat.com

maybe all the universal orders تو جب پہلی مرتبہ جبرائیلؑ کو بھیجا تو اُس نے کوئی خزانوں کا ذکر نہیں کیا، عبادتوں کا ذکر نہیں کیا، فرمایا پڑھ: اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّـکَ الَّـذِیْ خَـلَقَ (سورۃ العلق: ۱) تاکہ میں اُس پیغام سے یہ سمجھوں کہ اللہ نے کہا ہے میرے رسول ﷺ پڑھ اور دُوسروں کو پڑھا۔ اے میرے رسول ﷺ پڑھ اور دوسروں کو پڑھا۔ یہ تعلیم کاہے کے لیے تھی، کس لیے تھی؟ مگر ایک بات میں آپ سے کہنا چاہوں گا اُستاد کا سب سے بڑا وصف اس کی تعلیم نہیں ہوتا بلکہ عمل اور علم میں باہمی مناسبت ہوتی ہے۔ آپ یہ نہ کہیں کہ میں مسلمان ہوں، میں یہ بات کر رہا ہوں۔ بہت سارے لوگوں نے یہ بات پڑھی ،سوچی اور کی مگر مجھے As a student سب سے انوکھی بات یہ نظر آئی کہ سرکارِ رسالت مآب ﷺ اس درجہ کے اُستاد تھے کہ آپ اُن کو علم سے جدا نہیں کر سکتے۔ اُن کا علم اور اُن کی زندگی، اُن کی زندگی اور اُن کا علم، ایسے باہم دگر سمٹے ہوئے تھے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرے رسول ﷺ نے یہ کہا اور وہ ایسے نہیں تھے۔ اسی لیے جب اُم المومنین سیدنا عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ اے مسلمانوں کی ماں! ہمارے رسول ﷺ کا عمل کیسا تھا؟ فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ مگر قرآن کوئی فلسفے کی کتاب نہیں تھی۔ کوئی ذاتی ترفع کی کتاب نہیں تھی۔ ہم ڈھیروں کتابیں پڑھتے ہیں مگر ہمارے اعمال اُن کتابوں کے مطابق نہیں ہوتے۔ یہ ایک ایسا اُستاد تھا جو زمین پر تکمیلِ علم اور تکمیلِ تعلیم کرنے کے لیے آیا تھا۔ کہ جو کچھ اُس نے کہا، جو کچھ اُن کی زبان سے نکلا، اُن کی شخصیت کا ایک ایک پل ایک ایک جزو اسی تعلیم کا عکاس تھا۔ جب تعلیم چل رہی ہو تو اُس کے نتائج سامنے آنے چاہییں۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ کا مقصد ایک ہمدرد، مہربان، خداپرست معاشرہ تخلیق کرنا تھا تو اس کا کوئی نتیجہ تو کہیں نکلتا۔ اب بھی تو ہیں

Marfat.com

ایک دو بلین مسلمان تو ہوں گے اِدھر اُدھر رُلتے کھلتے۔ اِدھر پاکستان میں ۱۸ کروڑ مسلمان ہیں۔ اب اُن کے اعمال کے باوجود کیا وجہ ہے کہ باہر سے آنے والا پہلے اپنی سیکورٹی جمع کرتا ہے۔ میں حیران ہوں حضرتِ شعیبؑ کی قوم کے بارے میں قرآنِ حکیم کہتا ہے کہ راستہ کاٹنے والے اُچکے اور ٹھگ تھے۔ میں ڈاکٹر امجد ثاقب صاحب سے اتفاق کرتا ہوں، پاکستانی ایسے نہیں ہیں۔ مگر باہر سے آنے والے اپنا Impression ساتھ لاتے ہیں۔ اتنے لُٹے ہیں سڑکوں پر اتنے برباد ہوئے ہیں ائیر پورٹس سے نکلتے ہوئے، اتنے لوگ شراکت داریوں میں گئے کہ اب تو میری اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں انہیں حوصلہ دے کر کہوں، نہیں نہیں یار پاکستان میں اچھے لوگ بھی آباد ہیں۔

کچھ اتنی بار اسے رد کیا گیا احمد
کہ اب تو مجھ کو دُعا سے حجاب آتا ہے

اتنی زیادہ مرتبہ یہ فتنہ و فساد کی خبریں ہمارے ذہن میں پڑتی ہیں اور ہر بندہ منہ پھٹ ہے۔ آپ کبھی ٹیلی ویژن کھول کے دیکھتے ہو۔ ہر ٹیلی ویژن کی سکرین اور اُس میں جوش و خروش میں ڈوبا ہوا کوئی نہ کوئی نیوز کاسٹر آپ کو صرف ایک خبر دے رہا ہوتا ہے، آج اتنی تباہیاں ہوئیں، آج اتنے لوگ مارے گئے، آج اتنے ہنگامے ہوئے، آج اتنی چوریاں ہوئیں، آج اتنے ناجائز کام ہوئے۔ ایسے لگتا ہے کہ ۱۸ کروڑ انسانوں میں ایک بھی صاحبِ کردار نہیں ہے کہ وہ کہے کہ آج ایک اچھا کام بھی ہوا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایک بڑی خبر جب آتی ہے، بڑے مزے کی خبریں آتی ہیں۔ ''ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں'' سُنا ہے کبھی آپ نے اخباروں میں 'ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں'، نیچے میں بڑے غور

Marfat.com

سے دیکھتا ہوں یار خبر کیا ہے؟ ''ایک سپاہی نے ایک بٹوا لوٹا دیا''۔ یعنی کمال کی بات ہے، ہمارے نزدیک یہ معجزہ ہے، کرامت ہے، عجیب وغریب بات ہے کہ ''ایک سپاہی نے ایک گرا ہوا بٹوا مالک کو پہنچا دیا''، ہیں ناں ابھی کچھ لوگ باقی۔

حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کی ایک حدیث ہے، میں پڑھ کے ہنستا بھی ہوں روتا بھی ہوں مگر ہے بڑے مزے کی، کہ زمانہء آخر میں لوگ کہیں گے کہ وہاں ایک شہر ہے، اُس شہر میں ایک بازار ہے، اُس بازار میں گلی ہے، اُس گلی میں ایک مکان ہے، اُس مکان میں ایک ایماندار بندہ رہتا ہے۔ کہیں ہمیں تو نہیں اپنے گریبان جھانکنے کی ضرورت؟ میرا خیال ہے نہیں ہے۔ اتنے بے ایمان ابھی ہم نہیں ہوئے۔ مگر ہمارے تاثرات دیکھو جو ہمارا میڈیا ہمیں دے رہا ہے۔ اس خرافات کو کوئی چیلنج بھی نہیں کرتا۔

کبھی کبھی کسی بزرگ عالم دوست سے ملاقات ہو جائے تو میں پوچھتا ہوں یار! آپ پاکستان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں، ہم نے نہیں کہا تھا نہ بناؤ۔ مگر کمال کی بات ہے، اس ملک کو دیکھیں، جب میں قائداعظم کی بات سنتا ہوں تو مجھے عجیب سا لگتا ہے کہ اس ملک کو دنیا کی کوئی طاقت پرِ کاہ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تو پوچھا گیا قائداعظم اتنی محنت ...... کیوں کرتے ہو؟ جاں خراب کرتے ہو اس فضول سے کام میں، ناشکر گزار لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہو۔ ابھی کل کی بات ہے قائداعظم کا نام لکھا ہوا تھا انہوں نے نام ہی بدل دیا، کتنی مہربانی فرمائی اسلام آباد والوں نے، اتنی مہربانی فرمائی۔ یہ تو بڑے ناشکر گزار ہیں تم کیا کرتے ہو؟ کہنے لگا یار بات سنو! میں تو صرف اللہ کو جانتا ہوں اور مانتا ہوں۔ میری صرف اتنی سی خواہش ہے کہ جب میں اُس کا دیا ہوا کام پُورا کرلوں اور خدا کے حضور جاؤں تو اتنی سی بات

Marfat.com

کہہ دے Welldone Mr. Jinnah! بس اتنی سی بات کہہ دے۔ میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے کہ جب میں ملک بنالوں، میں اللہ کے حضور پہنچوں تو مجھے صرف اتنا جملہ کہہ دے (وہ بھی انگریزی میں ہے، انگریزی کے رسیا تھے قائداعظم) کہنے لگے بس اتنی سی بات میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کہے Welldone Mr. Jinnah!۔ ایک دوسری مرتبہ کہا کہ میری یہ آرزو ہے کہ اللہ مجھے کہے محمد علی تُم مسلمانوں میں پیدا ہوئے، تم مسلمان ہو کے پروان چڑھے، تُم نے مسلمان کی سوچ پائی، تم نے مسلمانوں کا سا عمل کیا، تمہیں جو کام سونپا وہ تم نے پورا کیا، تم ہمارے نزدیک مسلمان ہو اور اچھے مسلمان کی طرح مرو گے۔ اس شریف آدمی کا حُسنِ نیت نہ شامل ہوتا تو پاکستان کب کا خواب و خیال ہو گیا ہوتا۔ مگر کتنا ارادہ مضبوط ہوتا ہے اُس نیت کا، کتنی برکت اللہ نے ڈالی اُس نیت میں جو کسی فلاح و بہبود کے نظریے میں آپ کو نظر آتی ہے۔

انہی تعلیمات کا ایک سلسلہ حضور ﷺ کی مواخات میں ہے۔ میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ مواخات ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ قائم ہوئی۔ ایک مواخات مکّی زندگی میں اور ایک مواخات مدنی زندگی میں۔ (مکی زندگی والے میرے اور ڈاکٹر صاحب کے سامنے، آس پاس ہو سکتے ہیں) وہاں ایک stable معاشرہ تھا، وہ غنی بھی تھے رئیس بھی تھے، وہاں مواخات کا مطلب تمام تر اخلاقی مدارج سے گزرنا، ایک دوسرے کو بھائی سمجھنا۔ ہمیں ایک دوسرے کو بھائی سمجھنے کی عادت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پہلی مواخات مکہّ میں قائم کی اور اس میں ستائیس اصحاب کے درمیان ایک ابتدائی رشتہ قائم کیا۔ یہ ان کاموں کے لیے نہیں تھا، Helping کی طرح نہیں تھا۔ یہ ایک اخلاقی بنیاد تھی۔ یہ حضرتِ حمزہؓ اور حضرتِ زید بن حارثہؓ کے

Marfat.com

درمیان مواخات کا رشتہ قائم ہوا۔ میں زیادہ Quote نہیں کروں گا کیونکہ لوگ زیادہ ہیں، وقت تھوڑا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر بن خطابؓ مواخاتی بھائی تھے۔ اسی طرح سیدنا عثمانؓ اور سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ مواخاتی بھائی تھے، سیدنا مصعب بن عمیرؓ اور سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ اور اس طرح بہت سارے صحابہ آپس میں بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔ شاید اُن میں وہ (مال وزر) Exchange نہیں ہوتے تھے، بہت سارے سردارانِ قریش بھی تھے، غریب بھی نہیں تھے۔ But money is not all، ایک جُملہ، ایک کھجور، ایک راستے کا پتھر اُٹھانا بھی صدقہ ہے۔ ایک اچھی خواہش پالنا اپنے بھائی کے بارے میں صدقہ ہے، کسی کے پیچھے اُس کے لیے دُعا کر دینا قبولیت کا باعث ہے اور صدقہ ہے۔ صدقہ یہ نہیں جو کسی امیر اور رئیس کے باورچی خانے سے نکلتا ہو۔ صدقہ حُسنِ نیت اور حُسنِ استطاعت کے لیے اک ذرّہ بھی خدا کو اُحد پہاڑ سے بڑا لگتا ہے۔

جب حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں وہی مہاجرین جو اپنی قوم کے سردار تھے، اُمراء تھے، بڑے بڑے لوگ تھے۔ مدینہ میں مسافرانہ آئے، پلّے کچھ نہیں تھا۔ اُداس تھے گھر بار چھوڑ آئے تھے، بیوی بچے چھوڑ آئے تھے۔ ایک بہت بڑی کمٹمنٹ کو Own کرتے ہوئے انہوں نے اپنی زندگی کی ترتیب بدل ڈالی تھی۔ وہ خدا اور اپنے رسول ﷺ کے لیے جان تک قربان کرنے چلے آئے تھے۔ آپ کو پتہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اہمیت کیا تھی؟ آجکل تو لوگ کوشش کرتے ہیں، بڑے بڑے مذہبی دیکھے ہیں کہ وہ خدا کے رسول ﷺ کی اہمیت کم کر کے اپنی زیادہ کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دو احادیث ہیں، فرمایا جانتے ہو کہ ایمان کی حلاوت کیا ہے؟ ایمان کا نشہ، مٹھاس، مزا کیا ہے؟ فرمایا یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کہیے آپ فرمائیے۔ کہا اللہ کو ایسے مانو کہ اُس کے بعد کسی اور کو اُس میں شریک نہ کرو اور مجھ سے ایسی محبت رکھو جو لاشریک ہو، اس میں کسی اور کی محبت شامل نہ ہو۔ یعنی پہلی بات کہ خدا کو عبادت میں لاشریک مانو اور دوسری بات آقا و رسول کی محبت کو لاشریک کردو اور اُس میں کسی اور کی محبت کو شامل نہ کردیا، اُس کو اتنی اہمیت نہ دینا کہ وہ ہمارے رسول ﷺ سے بڑھ جائے۔ اور تیسری بات کہ ایک دفعہ ہدایت پا جاؤ، ایمان پا جاؤ، چکھ لو یہ مزا، تو دوبارہ رجعت کو اپنے لیے ایسے سمجھو جیسے سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈالنا۔

برصغیر میں برے تو بہت ہیں ہم لوگ، فضول سے لوگ ہیں، ہم نے ابھی تک ہندوؤں والی عادتیں نہیں چھوڑیں۔ اُنہوں نے برہمن بنائے ہم نے جٹ بنالیے، چودھری بنالیے، ہم نے خواجے بنالیے، راجے بنالیے۔ ہم تو ہندو کو بہت پیچھے چھوڑ گئے وہ بیچارے چار Casts بنا کے تھک گئے تھے۔ مگر انہوں نے Cast system خدمات کے لحاظ سے بنایا۔ پڑھنے پڑھانے کے لیے برہمن چُن لیا، لڑنے جھگڑنے کے لیے راجپوت چُن لیے، تجارت کے لیے ویش آگئے اور Menial services کے لیے شودرز آگئے۔ چھوٹی چھوٹی سروسز۔ مگر ہم نے تو بس اندھیر نگری مچادی۔ ذاتوں کے انبار لگادیے۔ اب تو ہماری بسیں بھی ذات رکھتی ہیں۔ سکوٹروں پہ ذات، حیرانی کی بات ہے جدھر چلے جاؤ...... فلاں طیارہ، فلاں بس...... آپ دیکھو گے کہ وہ بس بھی ادھر اُدھر ہوتی جاتی ہے کہ آخر میں بھی کچھ ہوں، میری بھی کوئی ذات ہے۔ کسی نے لکھا گجر طیارہ تو کسی نے جاٹ بمبار طیارہ لکھ دیا۔ حیرت کی بات ہے او نیک بختو یہ کیا ہو رہا ہے تمہیں؟ تم نے ذات اِن چیزوں سے دکھانی ہے کہ اپنے اخلاق و کردار سے دکھانی ہے۔ آپ یقین کیجیے گا جب سے

Marfat.com

میں بڑا ہوا ہوں میں نے کبھی اپنی ذات نہیں لکھی۔

یہ وہ بڑا اُستاد تھا جس کی ایجوکیشنل ٹریننگ مواخات میں آ کے نکلی۔ پتہ لگا کہ کوئی Teacher's work is done کمال کی بات ہے۔آپ کا خیال تھا انصار پہلے سے ایسے تھے؟ نہیں ایسے نہیں تھے۔ سعدؓ بن معاذ تو ایسے نہیں تھے، سعدؓ بن عبادہ تو ایسے نہیں تھے۔ وہی جنگجو، تاجر پیشہ ضرور تھے، اپنے مسائل میں الجھے ہوئے، یہودیوں کے ہاتھ پھنسے ہوئے۔ جگہ جگہ اُدھر بھی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ کبھی بنو نضیر سے، کبھی بنو قریظہ سے، راستے بھی کٹتے تھے۔ مگر جب سے رسول ﷺ آئے اور مواخاتِ مکہ کے بعد مواخاتِ مدینہ طے ہوئی۔ اس ضمن میں مَیں آپ کو دو ایک واقعات ضرور سُنانا چاہتا ہوں۔

حضرتِ عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرتِ سعدؓ بن ربیع کے بھائی بن گئے جیسے ابوبکر صدیقؓ خارجہؓ بن زید کے بنے، سیدنا عمر فاروقؓ سیدنا عتبہ بن مالکؓ کے بنے، عثمانؓ بن عفان، عوفؓ بن ثابت کے بنے۔ جب بھائی بھائی ٹھہر گئے تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بھائی نے کہا، یہ سگے بھائی نہیں تھے، ایک ماں کی کوکھ سے نہیں پیدا ہوئے تھے مگر ایک پیغمبر کی شاگردی کے ضرور اسیر تھے۔ ایک اُستاد سے سبق ضرور پڑھا تھا۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا، بھائی سو جان قربان آپ ہمارے بھائی ٹھہرے، آل و عیال میں جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے اُس کو ہم برابر تقسیم کرتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کے حق میں خیانت نہیں کر سکتا۔ ہم ہر چیز برابر بانٹیں گے۔ ہاں میری دو بیویاں ہیں، آپ بغیر رشتے کے آئے ہو تو میں چاہوں گا کہ آپ میری جس بیوی کو بھی پسند کرو میں اُسے Divorce کر دوں گا اور اُس سے آپ نکاح کر لو۔ خواتین و حضرات! Unimaginable ہے کچھ یہ بات۔ تاریخی

Marfat.com

افسانے لگتے ہیں۔ بھلا اتنی بڑی قربانی! لوگ اٹھارہ اٹھارہ بیویوں میں ایک نہیں واپس کرتے یہاں صرف دو تھیں اور دو پہ یہ حال ہے کہ فرمایا: جس کو تم پسند کرو۔ یعنی اپنی مرضی بھی نہیں لگائی۔ حیرانی کی بات ہے کہ وہ اپنی عزت بھی بانٹ رہے تھے۔ وہ صرف محبت نہیں بانٹ رہے تھے اپنی عزت بھی بانٹ رہے تھے۔ اپنی ہر شے اپنے بھائی کے لیے دے رہے تھے۔

یہ مواخات نرالی تھی، عجیب و غریب تھی۔ مگر آپ کہیں گے یہ جذباتیت تھی۔ میں نے عرب کو کبھی اتنا جذباتی دیکھا ہی نہیں۔ وہ تو نہ زندگی کی پروا کرتا تھا نہ موت کی۔ آج بھی ساری دنیا میں ریکارڈ ہے جتنی آسانی سے عرب کا بدو مرتا ہے دنیا میں کوئی بھی نہیں مرتا۔ دوسرے نمبر پہ جاپانی ہیں۔ جاپانی بھی ایسے ہیں اگر پہاڑ پہ دوست نہ پہنچے، پانچ منٹ لیٹ آئے تو خودکشی، اللہ کے حوالے۔ اتنا صدمہ وہ نہیں سہہ سکتے۔ مگر ادھر یہ حال ہے کہ جس طرح عرب بدو اتنے دلیر تھے، اتنی عزت اور غرور والے تھے۔ آپ یقین کرو کہ جب معاذؓ اور معوذؓ ابوجہل کا سر کاٹنے کی کوشش میں تھے تو اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ کے چرواہے ہیں۔ کہنے لگا خوار ہو یہ آسماں کہ سردارِ قریش کا سر چرواہے کاٹیں گے؟ پھر اُس نے کہا سنو، اب تم کاٹ تو رہے ہو میری گردن ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ جب نیزے پہ چڑھے تو سب سے اونچی لگے اور لوگوں کو میرے سردارِ قریش ہونے کا علم ہو۔ اتنے بڑے غرور کے مالک اور اِسلام میں یہ حال، مواخات میں یہ حال It is unimaginable.

نارملی (Normally) صحراؤں اور پہاڑوں کی کوکھ سے Survivalist ضرور اُٹھے ہیں، چنگیز و ہلاکو ضرور اُٹھے ہیں، امیر تیمور برلاس جیسے

Marfat.com

لوگ ضرور اُٹھے ہیں جو یخ بستہ چٹانوں کو توڑ کے ان میں سے پانی پیتے ہیں اور جب بھوکے ہوتے ہیں تو اپنے گھوڑوں کو خنجر مار کر اُن کے خون سے پیٹ بھرتے ہیں۔ یہ Survivalist ضرور آئے مگر اس قسم کے لوگ نہیں دیکھے۔ ایک بڑے مزے کا آپ کو واقعہ سناؤں۔ اصل میں یہ واقعہ اُس تعلیم سے تعلق رکھتا ہے جس کا مواخات میں ہم ریفرنس دے رہے ہیں۔ کیا عجیب اُستاد تھا، نرالا ہی تھا۔ کیسے کیسے شاگرد پیدا کیے۔ اب پتہ نہیں کس کو داد دیں مگر سب سے بڑی داد اللہ ہی کو دینی پڑتی ہے کہ: سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ۚ وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۚ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الصّافات: ۱۸۰-۱۸۳)۔ علامہ طنطاوی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مسلمان کا پانی بند ہو گیا اور پانی کس نے بند کیا؟ ابوسفیان نے۔ اس نے دہائی دی امیر المومنین! میرا پانی سردارِ قریش نے بند کر دیا۔ حضرت عمر کوڑا لیے پہنچے (کوڑا تو بہت مشہور تھا حضرت عمر فاروق کا) انہوں نے کہا اے سردارِ قریش یہ پانی اس کا حق ہے اِس کو کھول دو۔ اُس نے کہا...... اے تُو مجھے کہہ رہا ہے...... پتہ ہے تیری کیا اوقات ہے؟ تُو کِس خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟ اور تیرے جیسے لوگ مجھ جیسے سردار کو کہیں گے کہ پانی کھولو۔ عمرؓ طیش میں نہیں آئے، کہا دیکھ ابوسفیانؓ پانی کھول دے ورنہ ربِّ کعبہ کی قسم ہے اگر تُو نہیں کھولے گا تو میں اِن کوڑوں سے تیری کمر اُدھیڑ دُوں گا۔ ابوسفیان نے چپکے سے پانی کھول دیا۔ جب پانی کھول دیا، اب دیکھیے آگے آپ لوگوں کو ان کی اصل نیچر پتہ لگے گی جو حضور ﷺ نے بدلی۔ کیسے بدلی I can't believe, but it did change عمل میں جو چیز آتی ہے وہ ہمیں نظر آتی ہے۔ حضرت عمرؓ کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے، کہا اے ربّ کعبہ تیرے عزت و جلال کی قسم ہے کہ مجھ جیسے ایک حقیر خاندان کے سامنے تُو نے

Marfat.com

ایک رئیسِ مکّہ کو سر جھکانے پہ مجبور کر دیا، اے ربِّ کعبہ سب بڑائی تیرے لیے ہے۔ ابوسفیان بھی بڑا سیانا تھا فٹافٹ اُس نے بھی دو سجدے ڈالے۔ سجدہ کر کے اُٹھتے ہی کہا..... اے ربِّ کعبہ تیرے عزت و جلال کی قسم ہے اگر مَیں تیرا اور تیرے رسولؐ کا حکم نہ مانتا ہوتا تو اس کے کہنے پر پانی کھولتا؟

It's unimaginable کہ وہ لوگ کیسے چینج ہو سکتے تھے جو جنابِ رسالت مآب ﷺ نے تبدیل کیے۔ الحمدللہ یہ افتخار ہمیں حاصل ہے، یہ عزت ہمیں حاصل ہے کہ ہم اُن سے وابستہ ہیں۔ وہ ہمارے باپ بھی ہیں، اس باپ کے بیٹے ہیں ہم سب۔ یہ اخوت ہمیں اس لیے زیادہ Suit کرتی ہے۔ ہم اُنؐ کی بیویوں کو اُمہات المومنین کہتے ہیں، کیا ہمارے باپ نہ ٹھہرے وہ؟ وہ ہمارے باپ بھی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی زندگی پہ نظر جاتی ہے تو ایک عجیب سا خیال آتا ہے۔ وہ خیال جس کی وجہ سے آج یہ نظامِ اخوت ڈاکٹر صاحب نے جاری کیا ہے۔ اللہ کو پتہ تھا، بار بار قرآن حکیم میں بڑے دعوے آگئے اللہ کے۔۔۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بڑا رحمان بڑا رحیم بڑا کریم۔ بھئی ہمیں کیا...... ہوگا آسمانوں پہ۔ ہمارے پاس تو کوئی دلیل نہیں تھی کہ کتنا مہربان ہے۔ قرآن پڑھتے جاؤ: کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورۃ انعام: ۱۲) جدھر دیکھو یہی بات ہو رہی ہے، میں رحمان، میں رحیم، میں کریم، مگر بندوں کو کیسے پتہ لگتا؟ اللہ کی ایک صفتِ مبارکہ ہے کہ مثال انسانوں سے دیتا ہے۔ اگر اُس نے محبت کی مثال دینی ہے نا تو کہے گا میں تم پہ ۱۰۰ ماؤں سے زیادہ مہربان ہوں۔ نیچرلی (Naturally) یہ تو پتہ ہی ہے ناں ہر ایک کو کہ میری ماں کتنی مہربان ہے مجھ پہ۔ اس لیے ہم Easily guess کر لیتے ہیں ...... ''ماں Multiplied by 100''۔

Marfat.com

دیکھیں اللہ نے اپنی صناعی کی کوئی مثال دینی ہو تو وہ کہتا ہے کہ میں علیم و حکیم ہوں۔ ایک بہت بڑا سائنس دان جب کرشمہءِ قدرت کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تو ہم کہتے ہیں یار، اللہ کتنا بڑا سائنسدان ہوگا؟

ابھی کل Michio Kaku کہہ رہا تھا،

"The time is comming if we can build a replicator, we can turn the burger of our hand into a child."

Replicator ہی چاہیے۔ پھر اُس نے ایک جملہ کہا اگر ہم نے Replicator بنا لیے The stage when human beings will turn into gods اگر ایک چھوٹے سے آلے کی وجہ سے نسلِ انسان دیوتاؤں کی صف میں چلی جائے گی تو اُس سے سو گُنا بڑا کتنا بڑا ہوگا؟ It's un-imaginable

مواخات کے پسِ منظر میں یہ تمام مثالیں جو میں آپ سے عرض کر رہا تھا (ان کا محرک یہ تھا) کہ حضور ﷺ کے کردار سے جو نکلا، جو عمل پذیر ہوا، جو اُس وقت کے مسلمانوں میں آیا کوئی دنیا کا انسان......! I can tell you, I am not talking because مجھے اصحاب سے محبت ہے، میں فقط Compare کر کے بتا رہا ہوں کہ آج تک انسانی معاشرت اور معیشت کے مطالعے کے بعد میں نے کسی شخص کے دل میں ایک ذرا سی وہ عافیت اور سکون نہیں پایا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں تھا۔ بہت بڑے لوگ تھے۔ کوئی ان کی خاکِ پا تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ میں جب اپنے آپ کو اچھا بنانے کا سوچتا ہوں ناں، میں چار Ranks بنا لیتا ہوں، جو میں نے اپنی زندگی سے خارج کرنے ہوتے ہیں، وہ چار رینکس یہ ہیں..... رسول ﷺ گئے، اصحابؓ گئے، تابعین گئے، تبع تابعین گئے۔ میرا

Marfat.com

کام آسان ہو جاتا ہے۔ میں سوچتا ہوں اگر مجھے Maximum standard تک اُٹھنا ہے تو تبع تبع تابعین کے سٹینڈرتک اُٹھوں ۔یعنی Perfect normalcy اعلیٰ ترین اعتدال۔

اگر رسول ﷺ کی صفات دیکھیں تو ہم نے Transferable دیکھیں۔ وہ عیسیٰ تو نہیں تھے کہ ہم فوراً ذکر کرتے حضور ﷺ آپ کی رحمت ہم نہیں نقل کر سکتے، حضور ﷺ ہم اتنے مہربان نہیں ہو سکتے، حضور ﷺ ہم اتنی خیرات نہیں کر سکتے۔تو اللہ نے رسول ﷺ کو پیدا اس لیے کیا کہ اُن کی زندگی کے مطالعے کے بعد آپ بڑی آسانی سے جان سکتے ہو کہ خدا کتنا مہربان ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

حضور کی زندگی میں غیظ وغضب کی کوئی ہوا نہیں چلتی۔محبت اور اُنس کی فضائیں ہر وقت رہتی ہیں۔اعتدال کی فضائیں ہر وقت آسماں رسید ہیں۔وہ ایک ایسی شخصیت ہے کہ آج اتنا عرصہ گزر گیا جس کا نام لیتے ہی رحم وکرم کی چادریں ہمارے دل ودماغ پہ چھا جاتی ہیں۔وہ آپؐ خود اصلی زندگی میں ان لوگوں کے لیے کیا ہوتے ہوں گے؟

سیرتِ ابن ہشام کا واقعہ سناؤں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کھڑے تھے، کچھ بدو خیرات مانگنے آئے۔آپ اُن کو دے رہے تھے، وہ زور کررہے تھے۔دھکیلتے دھکیلتے انہوں نے حضور ﷺ کو جھاڑیوں میں پھینک دیا، آپؐ کی چادر کانٹوں کے ساتھ اُلجھ گئی۔آپؐ اپنی چادر ہٹا رہے تھے اور بڑے دھیمے لہجے میں فرماتے جارہے تھے، ''کاش کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں تمہارے حق میں کتنا فراخ ہوں''۔میں تمہارے لیے دریا کی طرح ہوں۔کاش کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں تمہارے لیے دریا کی طرح

Marfat.com

ہوں۔ حضورﷺ کی انہی عاداتِ شریفہ میں کوئی سحر ہوگا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اُن کی عادات میں خدا کی طرف سے ایسا اثر تھا...... قرآن میں اللہ فرماتا ہے جب میرے لوگ چلتے ہیں، میرے دوست چلتے ہیں، میرے پیغمبرؑ چلتے ہیں، بازاروں میں چلتے ہیں، گلیوں میں چلتے ہیں تو اُن کے آگے آگے نُور چلتا ہے۔ یہ نور چلتا ہی ہوگا تبھی لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ مسانید پر کھڑے بڑے بڑے فتویٰ دینے سے یا تقاریر سے تو نہیں لوگ بدلتے۔ لوگ تو اُس نُور کی وجہ سے بدلتے ہیں جو اللہ کے بندے آگے آگے لیے چلتے ہیں۔ اور پھر رسول اللہﷺ کا نور: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا... (جامع ترمذی ۲:۱۳۴۳) جو پیغمبرؑ ہر وقت یہی دعا مانگے یا اللہ! میرے آگے نور دے، میرے پیچھے نور دے، میرے دائیں نور دے، میرے بائیں نور دے، میرے گوشت میں نور دے۔ مسائل تو بڑے احمقانہ سے Built ہو جاتے ہیں کہ جی بندہ کیا ہے؟ کسی نے سوال کیا کہ جی رسولﷺ کیا ہیں؟ نور ہیں؟ بشر ہیں؟ بھئی اُن کو تو چھوڑ دو، میں بھی نور ہوں، میں بھی بشر ہوں۔ لوگ ایک بات سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، یہ زبان مادہ ہے۔ اِس سے نکلتا ہوا لفظ نور ہے، توانائی ہے۔ یہ دماغ ہے نسوں سے بھرا ہوا، اگر دماغ کھول کے دیکھو تو اِس قسم کا کوئی حسین جملہ اُس میں نظر نہیں آتا۔ مغز نہیں دیکھا آپ نے بکری کا، اُس میں کوئی حسین جملہ نہیں نظر آتا۔ مگر کمال کی بات ہے کہ اس گودے میں سے ہم اتنی خوبصورت توانائی کے جملے نکالتے ہیں، اتنے حسین الفاظ نکال لیتے ہیں۔ مگر وہ توانائی ہے وہ نور ہے۔ دل ایک لوتھڑا ہے گوشت کا، ٹرنکس آرٹیریز اور ٹرنکس وی نوسس، دایاں دِل بایاں دِل۔ مگر اسکے اندر سے محبت اُنس پھوٹ پڑ رہا ہوتا ہے، بھلا پوچھو جی، یہ رسولﷺ کی طرف کیوں

Marfat.com

جاتے ہو، آپ اپنی طرف دیکھ لو کہ تم آدھے نور ہو، آدھے مادہ ہو۔ یہ باتیں شاید (لوگ) جب چھوٹی گلیوں میں بٹ جائیں، جب چھوٹے چھوٹے رستوں میں بٹ جائیں تو کوتاہ قامت (سطحی سوچ رکھتے ہیں)، یہ آج کی بات نہیں ہے بڑی بڑی پرانی درسگاہوں میں، بڑے بڑے پرانے گردن مارتے ہوئے درویش اور وہ چولہوں کے سامنے بیٹھ کر اُڑتی ہوئی خاک اور متکبرین عمامہ ساز عالم، یہ سارے انہی کاموں میں مذہب کو اپنی میراث سمجھ کر جو چاہا اُس میں مِلا دیا۔ قرآن کہہ رہا تھا: اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ جس شخص نے اپنے اپنے دین میں فرق کیا: وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ (الانعام: ۱۵۹) اے پیغمبرؐ تو ان میں نہیں ہے۔ مسلمان ہونا مشکل ہے، گروہ میں داخل ہونا آسان ہے۔ مسلمان ہونے کے لیے مواخات اپنانی پڑتی ہے۔ اور اگر آپ مواخات نہیں اپناؤ گے، گولیاں اُٹھا لو، کلاشنکوف سے اِدھر اُدھر مارتے پھرو، دھماکے کرو، قتل و غارت کرو مگر مسلمان مواخات کے بم لے کے چلتا ہے۔ ساری دنیا کو قائل کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب سے میری کوئی تیسری چوتھی ملاقات ہے۔ ابو القیس کہتا ہے جب میں شام گیا، وہ بیچارہ شہر بدر تھا، تو کہتا ہے کہ شام میں مجھے کسی نے کہا کہ ایک عرب شہزادی کا یہاں مزار ہے۔ کہتا مجھے بڑا شوق ہوا میں بھی مزار دیکھنے چلا گیا۔ جب میں مزار پہ پہنچا تو مجھے بڑی رقت سی آئی کہ جیسے میں وطن سے بہت دور، اپنے گھر والوں سے بچھڑا ہوا اِس منزلِ حیات پہ آیا ہوں۔ ایسی بیچارگی اس پہ بھی کبھی آئی ہوگی۔ تو وہ اسے پکار کے کہتا ہے کہ تُو یہ سمجھ کہ میرے دل میں تیری بڑی محبت جاگی ہے بڑا پیار اُٹھا ہے..... کیونکہ "ایک غریب الدیار کو دوسرے غریب الدیار سے بڑی نسبت ہوتی ہے۔" دورِ حاضر کے ایک غریب الدیار ڈاکٹر صاحب بھی ہیں

Marfat.com

اور وہ واقعی غریب الدیار ہیں۔اس پیشے میں قدم اِدھر رکھا اُدھر کو جا نکلے۔یعنی کبھی ریگستانوں کی چھان ماری، مہاتما بدھا سے متاثر ہو کر ان کے قصائد بھی لکھے، شاعرانہ پن بھی تھی، رومانٹک بڑے تھے۔ Romanticism کے تین حصے ہوتے ہیں۔ہمارے زمانے میں Romanticism میں خواتین کا ذکر کم ہوتا تھا I am sorry to say زیادہ ذکر ہوتا تھا کہ Every romantic person has three revolts ہر رومانٹک آدمی کے تین کام ہوتے تھے۔تین طاقتوں کے خلاف وہ بغاوت کرتا تھا Tyranny of Religion مذہبی بلندیوں کی فہمائش کے خلاف کھڑا ہو جاتا تھا، Tyranny of parents ماں باپ کی نہیں سنتا تھا، مجھے گائیڈ کرنے والے یہ کون ہوتے ہیں؟ ماں باپ کے خلاف بغاوت پہ کھڑے ہو جاتے تھے۔پھر تیسری چیز Tyranny of people, Tyranny of public یعنی Tyranny of Religion, tyranny of parents and tyranny of public جوانی میں کچھ خاص کر گزروں، Rebellious ہو جاؤں۔مگر بہترین جوان وہ ہوتا کہ جس نے جوان عمر ہو کر اپنے لیے وہ اصول چنے جس پر سے زندگی کو تمام کرنا ہوتا ہے۔ A sensible young man جس کو پتہ ہے کہ میں نے اس حیاتِ آفریں کو بالآخر خیر باد کہنا ہے تو وہ اپنے انجام کے لیے اس عرصے میں اصول چنتا ہے۔ڈاکٹر امجد ثاقب صاحب نے بہت اچھے اصول چنے، بڑی محبت سے چنے، Expertise بھی تھیں۔بعض اوقات کہا جاتا ہے We are all in our wrong shoes دنیا میں یہ بڑا حادثہ دیکھا گیا، آتا کچھ ہے کام کچھ کر رہے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کو دو تین دفعہ میں نے دیکھا کہ ان کے تجرباتِ حیات میں، انہوں نے سروسز چھوڑی، ڈاکٹر ہوتے ہوئے ڈاکٹری چھوڑی۔دل میں ایک

Marfat.com

اُبج تھی، ایک خواہش اور خیال تھا اور مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت بہت زیادہ تھی اور اسلام کے قاعدہ وقانون کا اُنس بہت زیادہ تھا۔

میں ایک بات بتا دوں کہ مذہب شعورِ ذاتِ خدا کے بغیر کچھ نہیں ہے، ایک zero line ہے صرف۔ مذہبوں کا شعور رکھنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ مگر اُس میں ایک بڑی خاص Category ہے۔ مذہب واحد راستہ ہے جو آپ کو خدا تک لے جاتا ہے It's the only way which leads to God آپ کو پتہ ہے شروع سے لے کر، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک شریعتیں ڈھنگ بدلتی رہیں، آدمؑ کی شریعت اور، نوحؑ کی اور، موسیٰؑ کی اور، عیسیٰؑ کی اور، اور ہماری شریعت اور۔ بہت سی ایسی باتیں جو قومِ داؤدؑ کو حرام تھیں ہم پہ حلال ہیں۔ بہت سارے ایسے رشتے جو اُن پہ حلال تھے ہم پہ حرام ہیں۔ شریعتیں بدلتی رہیں، انسانی معاشرت کی ترقی کے ساتھ نکتہ نکتہ دو دو کر کے چیزیں بدلتی رہیں۔ مگر مذہب کا ایک مقصد مستقل رہا، ہمیشہ رہا اور اُس کو کبھی چیلنج نہیں کیا جا سکا کہ مذہب واحد راستہ ہے (مذہب کہتے ہی چلنے کے رستے کو ہیں) جو آپ کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اب اسلام کیا ہے؟ مجبوری۔ اگر بدھ مت سے (خدا) ملتا بڑا مزا رہتا۔ Christianity سے ملتا آج کوئی لڑائی جھگڑا ہی نہ ہوتا۔ اسلام مجبوری ہے اور مجبوری بڑی عجیب وغریب ہے۔ میں اسے چیلنج نہیں کر سکتا۔ خدا کہتا ہے کہ میں نے سارے راستے بلاک کر دیے۔ اب میں کسی راستے سے نہیں ملتا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام: سنو میں نے پرانے ادیان Revise کر دیے سارے۔ وہ انفارمیشن میں کم تھے، میرے بارے میں تعلیمات پوری نہیں تھیں۔ کچھ لوگوں نے گڑبڑ کی۔ میں اب ٹرسٹ نہیں کرتا، اپنے بارے میں کسی اور کتاب پر ٹرسٹ نہیں کرتا۔

Marfat.com

ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرہ: ۷۵) ایسے نالائق ہیں کہ جانتے بوجھتے ہوئے انہوں نے میری آیات پہ تصرف کیا اور بدل دیا: اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا (سورۃ التوبہ: ۹) انہوں نے کیا کیا؟ میری آیات کو بیچ دیا اپنے مقاصد کے لیے زیر زبر بدل دیے۔ میں نے کہا تھا: حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (سورۃ البقرۃ: ۵۸) ان کم بختوں نے نقطہ ڈال دیا، "حِنْطَة" کر دیا کہ سرینوں کے بل گھسٹے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ میں نے انکسار و عاجزی کا کہا تھا، انہوں نے Pose بنا لیے۔ میں اب ان کو ٹرسٹ نہیں کرتا: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورۃ آل عمران: ۱۹) میرے نزدیک اب اسلام ہی ہے۔ یہ ہی نہیں کہا، ذرا سختی سے آگے کہا یہ تو ہے نہ کہ یہ دینِ قبولیت ہے، اس کے علاوہ میں کسی اور راستے پہ خود کو Show ہی نہیں کروں گا جو مرضی کرتے رہو۔ مگر دوسری بات اس سے بھی عجیب کی: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران: ۸۵) اگر تم میں سے کوئی اسلام کے سوا کسی راستے پہ چل کے آیا میں نہیں قبول کروں گا۔

اسلام مجبوری ہے، اللہ منزل ہے۔ پروردگارِ عالم منزل ہے محبت کی، عشق کی، علم کی اور اسلام راستہ ہے۔ راستے میں گڑبڑ ہو جاتی ہے کوئی لیٹ آتا ہے، کوئی نیا آیا، کوئی پٹڑی سے اُتر کر پھر چڑھا۔ راستے میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ آپ وہ کام کرو جو آپ کو اللہ کے قریب کر دے۔ میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب کے دل میں خدا کی محبت ہی خوف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خوف کم ہے، محبت زیادہ ہے۔ اور محبت جب اپنا Result issue کرتی ہے تو اُس کا مظاہرہ خلق میں ہوتا ہے۔ ابھی میں ڈسکس کر رہا تھا کہ پورے عالمِ اسلام میں مَیں نے دین کا ایک بھی

Marfat.com

ایسا عالم نہیں دیکھا، نہ الازھر سے نہ بریلی سے نہ دیوبند سے کہ جس کو سیدھی سی ایک آیت ہے جو سمجھ ہی نہیں آتی۔ لوگ کہتے ہیں اسلام میں بینکاری کا تصور ......! کان اِدھر سے پکڑنا، کان اُدھر سے پکڑنا بات ایک ہی ہے اور اگر خدا کے نزدیک سود اتنا برا تھا جیسے ڈاکٹر صاحب کو بھی لگتا ہے، مجھے بھی لگتا ہے تو پھر کوئی سسٹم دے جاتا، کوئی لمبی بات کرتا قرآن میں۔ تین آیات کے علاوہ قرآن میں سود کا ذکر ہی کم آیا ہے: اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵) ہم نے حلال کیا تجارت کو حرام کیا سود۔ چلو جی بہت اچھا کیا۔ آپ بھی ملجا و ماوا ہیں، حضور آپ ہی کے پاس ہم نے آنا ہے، آپ کی رضا پوری کرنی ہے۔ کریں کیا.....؟ ہم کریں کیا.....؟؟؟ پھر فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۹) دیکھو اگر سود لو دو گے ناں پھر تیار رہو کہ اللہ و رسول ﷺ سے جنگ ہوگی۔ یہ تو بہت سخت آیت ہے، زہرہ گداز ہے، پتہ پانی ہو جاتا ہے یہ آیت سن کے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ میاں نے اس کا کوئی حل ہی نہ کیا ہو پورے قرآنِ حکیم میں کہ بھئی آخر سود کے خلاف کرنا کیا ہے ہم نے؟ کمال کی بات ہے کتاب کے بیچ میں اتنا چھوٹا سا Rule اور تمام سودی نظام کا توڑ Simply I am telling you, it's magnificent اتنا خوبصورت جملہ دو حرفوں کا تین حرفوں کا جملہ: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۶)

دونوں نظام علیحدہ علیحدہ کر دیے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اللہ سود گھٹاتا ہے اور صدقات بڑھاتا ہے۔ پورے اسلامی ملکوں میں Not a single movement کہ کوئی شخص بھی صدقات کا کوئی بینک قائم

Marfat.com

کرتا، کوئی گورنمنٹ صدقات کے رُخ متعین کرتی، کوئی حکومت ایک انسٹی ٹیوشن کی طرح صدقات کو قائم کرتی۔

؎ یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ عالم ہے اِن کا کہ پوری اسلامک ورلڈ میں صدقات As a separate institution قائم ہو ہی نہیں سکے، ایک صدی سے۔ اور یہ کیا ہے؟ کہ خطبۃ الوداع والے دن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آج کے دن میں تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباسؓ ابن عبدالمطلب (کا سود معاف کرتا ہوں)۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان تینوں آیات کے آنے کے باوجود عباسؓ سود لے رہے تھے دے رہے تھے؟ Why! why was he being allowed? رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے، اِسلام کے ہوتے ہوئے۔ بات یہ تھی کہ نہ آپ کا اللہ ایسا ہے نہ آپ کے رسول ﷺ ایسے تھے۔ جب تک آپ متبادل سسٹم نہیں Create کر لیتے، جب تک لوگوں کی دہلیز پہ مذہب کے فوائد نہیں پہنچ جاتے، مذہب کے نقائص نہیں پہنچ سکتے، سختیاں نہیں پہنچ سکتیں۔ مذہب تب تک آپ کے کام نہ آئے گا۔ میں کتنی بار اپنے دوستوں سے کہتا ہوں عجب طرفہ تماشا ہے کہ جو اللہ کے احکاماتِ سخت و شدید ہیں وہ تو سارے ہم تک پہنچتے ہیں اور جن میں تھوڑا سا ہمارا فائدہ ہو ان کی ہوا تک نہیں پہنچتی۔ پھر آدمی مسلمان کیسے ہو؟ کوئی نظام اپنی پوری حیثیت سے نافذ ہوگا تو آپ کو زندگی دے گا ناں۔ آج مواخات ہے کل صدقات ہیں پھر اسلام کے زکوۃ کے سسٹم ہیں۔ انگریز کہتا ہے کہ میں نے عمر فاروقؓ کے سسٹم پہ اپنا سکیورٹی سسٹم Launch کیا ہے، ہمارے پاس تو تین سسٹم ہیں۔ مگر جب تک صدقات کا نظام پوری طرح Build نہیں ہوا تھا، خدا اور رسول ﷺ نے بھی کسی

Marfat.com

مسلمان کو سود لینے دینے پہ سزا نہیں دی تھی اور خطبۃ الوداع والے دن اعلان کیا کہ اے لوگو آج کے دن اللہ کے لیے میں نے تمام سود باطل قرار دے دیا ہے اور سب سے پہلے میرے چچا عباسؓ کا سود میں نے معاف کر دیا ہے۔

اب وہ جو صدقات کے سسٹم ہیں، یہ بہت بڑا chapter ہے I am not going into details because I am not feeling very well ویسے بات سے بات نکلتی پتہ نہیں کہاں چلی جاتی ہے۔ تو اس لیے میں آپکو ایک Definite بات بتاؤں، ڈاکٹر صاحب سے بات بھی کر رہا تھا کہ یہ مواخات کوئی simple Effort نہیں ہے۔ کہ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اور دوسری بار اُس نے اپنی عزت و شہرت کے لیے ایک کام کر دیا، That is not bad یہ وہ سسٹم ہے کہ جو ایک کائناتی صداقت کی طرح اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ Basically یہ صدقات کا سسٹم ہے۔ ایک دفعہ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ اگلا پروجیکٹ یہ ہے کہ ہم قرضداروں کی گردنیں آزاد کریں گے۔ I was shocked مجھے پتہ ہے قرضوں میں لپٹی ہوئی لاشیں کیسی ہوتی ہیں I knew it میں نے ان کا چہرہ دیکھا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ جس نے یہ خیال دیا ہے، اُس نے اس کے پیچھے آدمی بھی خیال جیسا بنایا ہوگا۔ جس میں یہ ہمت ہو یہ انداز ہو۔ میں تو ڈاکٹر صاحب کے لیے دعا کر سکتا ہوں۔ آپ کو پتہ ہے ایمان Relative ہوتا ہے، متزلزل ہوتا ہے، کوئی بھی شخص دعویٰ نہیں کرتا کہ میں قبر تک ایمان ساتھ لے کے جاؤں گا Nobody can say جس نے دعویٰ کیا اُس نے حماقت کی۔ جنابِ علی کرم اللہ وجہہ کو جس دن خنجر لگا ابن ملجم نے مارا، آپ کو تو پتہ ہے انہوں نے پہلا جملہ یہی کہا جب یہ پتہ لگا فرمایا "خدا کی قسم میں آج کامیاب ہوا"۔

Marfat.com

منزل تک پہنچے بغیر آپ کامیابی کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ ہماری کرکٹ ٹیم ایسے کرتی ہے، بے شمار دعوے ٹھوک دیے آج تیسرے میچ میں، مَیں دیکھ رہا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (سورة البقرة: ١٥٦) نہ ٹیم خراب ہے نہ پلیئر خراب، ایک بات ہمیں سمجھ ہی نہیں آتی۔ آپ یقین کرو اگر ہم اس یقین کے ساتھ چلیں۔ جب بھی سنتا ہوں ناں کہ کرکٹ کا کپتان کہتا ہے اچھی کنڈیشن میں ہم یہ سارے میچ جیت لیں گے، میں کہتا ہوں اللہ اِن کو بڑی جوتیاں مارنے والا ہے۔ Briefly ایک مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا، ہاں آسٹریلین کہہ سکتا ہے، انگلش کہہ سکتا ہے، جن کا اسباب پہ تکیہ ہے وہ کہہ سکتے ہیں۔ جو زمینی حقائق کے لوگ ہیں وہ کہہ سکتے ہیں۔ آسمانی حقائق والے یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ آسمانی حقائق والے پہلے اُدھر دیکھیں گے کہیں گے اجازت ہو تو ایک لفظِ تعلّی بول دوں؟ ابو دجانہؓ رجز پڑھتے چلے جب جنگِ اُحد تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا کون میری تلوار کا حق ادا کرتا ہے؟ تو ابو دجانہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں۔ بڑے بڑے اصحاب بیٹھے تھے، آپ نے تلوار حضرتِ ابو دجانہؓ کو عطا کر دی۔ مار دھاڑ کرتے ہوئے آگے بڑھے، اچانک تلوار اُٹھائی، تلوار کی زد میں ایک عجیب سا بندہ دیکھا۔ پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا زوجہ ابو سفیان (سُن تو بہت چکے تھے حضرتِ حمزہؓ کی شہادت کا) مگر دیکھو اُس تلوار کا کتنا اثر ہے' باقی تو تعلیم تھی ناں۔ کہنے لگے ربِّ کعبہ کی قسم ہے دل تو کرتا ہے تجھے ایک وار سے دو ٹکڑے کر دوں مگر میں اللہ کے رسول ﷺ کی تلوار کو خبیث عورت کے خون سے آلودہ نہیں کر سکتا۔ تو تعلیم ہر جگہ ہی بروئے کار آتی ہے، ایک پل میں ایک شے میں ایک ایک چیز میں جاتی ہے۔ جب کوئی اُستاد اُٹھتا ہے تو اُس کے انداز ہر شے میں چلے جاتے ہیں۔ جیسے آپ نے وہ فقرہ سنا ہے ناں:

Marfat.com

اِکو کُوک فرید دی سُنجے کر گئی تھل

درویش بیٹھا، پتہ نہیں کیا چیخ وپکار کی ہوگی، تھل بھی آباد ہو گئے۔

یہ صدقات کا سب سے بڑا انسٹی ٹیوشن ہے جو ڈاکٹر صاحب نے شروع کیا We can all pray, we can all wish کہ پروردگارِ عالم انہیں زندگی دے، ہمت دے، اپنے اعمال پہ زیادہ خوشی نہ دے۔ یہ بھی مانگیے گا اطمینان دے، خوشی نہ دے، تعلّی نہ دے، مزاج غرور نہ دے۔ بس جو کیا اس میں کوئی بڑی شناخت نہیں۔ یہ بندگی کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔ بس کیا سو کیا، اتنا کون سا ہم نے تیر مار لیا۔ خبردار کام کر چھوڑنا مگر تعریف وتوصیف میں مت جانا۔ یہ وہ کام ہے جس میں آپ کی Cooperation ہے I am very certain within ten to fifteen years, this bank, this movement will be heard and felt all over the world not only by Muslims but all those so called welfare states of the world کہ جن کو ویلفیئر کے لیے مناسب راستہ نہیں ملتا۔ جب میں نے صدقات کا Idea دیا تو مجھے سٹیٹ بینک آف انگلینڈ (میرے دوست تھے اُدھر) نے کہا کہ ہمارے NGO's سوکھ رہے ہیں تو ہم اُن کو کس طرح پالیں گے؟ اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ میں نے کہا دیکھو بات یہ ہے کسی بینک کا نفع Unlimited تو نہیں ہو سکتا۔ They have to put some limit over there اور اس Limit سے اوپر بھی انہوں نے خود نہیں کھانا، ہاں نفع کما لیں جتنا مرضی یہودی ہیں دس گنا اب بھی سود ہے۔ بس کہیں limit لگا دیں کہ اس سے زیادہ پیسے ہم welfare scheme کو دے دیں گے تو NGO جو سوکھ رہے ہیں ان کو ایک definite

Marfat.com

source مل جائے گی یہ بھی چلتے رہیں گے اور وہ بھی چلتے رہیں گے۔ تو انہوں نے
کہا We agreed, but we can not do, we are
democrats۔ ہم کیونکہ سرمایہ مقرر نہیں کر سکتے۔

مگر میرا خیال یہ ہے کہ آج کل کے زمانے میں Emotional لوگ
ہوتے تو نہیں ہیں But I know one thing ڈاکٹر صاحب بڑے حقائق
پرست ہیں He is very practical میں نہیں بینک چلا سکتا تھا، نہ انوت۔
بالکل بیکار آدمی ہوں۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آئی ڈاکٹر صاحب نے کیسے چلا لیا۔ مگر یقیناً
رشک بے حسد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بینک کو، آپ کی معاونت کو دن دوگنی رات
چوگنی نہیں بلکہ 100 فیصد ترقی بخشے اور خداوند کریم اس میں برکت ڈالے (ڈالی بھی
ہے اس نے)۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کو مکمل کرے اور ہم یہ کہیں کہ اس گئے
گزرے دور میں، اس دورِ ابتلاء میں، بدانتظامیوں میں، کرپشن میں، ابھی بھی کچھ
مسلمان ایسے ہیں جو ساری دنیا کو قانونِ حیات بخش سکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

لیاقت باغ، راولپنڈی

۲۴ رفروری ۲۰۱۳ء

Marfat.com

اندازِ نعت اور عشقِ نبی ﷺ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الصّٰفّٰت: ۱۸۲: ۱۸۱: ۱۸۰)

خواتین و حضرات! یہ موضوع اور یہ سلسلۂ تعریف جو رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ مبارک کا ابھی جاری ہے، عقیدت کے علاوہ بھی ایک معیار مانگتا ہے۔ اور شاید اس معیار کی ابتدا بھی خدا کے حضور سے ہوئی کہ جب مخلوقاتِ عالم کو تخلیق کر لیا اور اپنی پہچان کا اعلان فرمایا اور اپنی شناخت کے لیے مخلوقات سے سوال پوچھا: اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ (الاعراف: ۱۷۲) تو تمام اس وقت کے حاضرین و

Marfat.com

حاضرات نے ''بَلٰی'' کہہ کر خداوند کریم کی خدائی کی تصدیق فرمائی۔ ربِّ کائنات کو یہ کوئی المیہ درپیش نہ تھا کہ وہ اپنی خدائی اور اپنی کبریائی کی تصدیق کسی سے چاہتا۔ بلکہ زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت بھی جب اس نے اُن میں اُمور ڈال دیے تو اُن کو حکم دیا کہ چاہو تو اپنی مرضی سے آؤ ورنہ پھر میں اختیار اور جبر رکھتا ہوں جیسے چاہوں تم سے کام لے لوں۔ تو سعادت مند اور نصیب والی وہ تمام مخلوقات چاہے وہ آسمان کے پہاڑ تھے، زمین تھی، کچھ بھی تھا سب نے خدا کی حاکمیت کا بحیثیتِ جماعت بھی اعلان کیا اور انفرادی حیثیت سے بھی اعلان کیا۔ مگر ایک پہلو ایسا تھا اللہ کا کہ اگر وہ جتنا بھی چاہتا اُس کا اعلان کر لیتا تو مخلوقات کو اُس سے تشفّی نہ ہوتی۔ اتنی مرتبہ خداوندِ کریم نے اپنی مخلوقات کو ایک تسلی بخشی اور یہ اس وجہ سے بخشی کہ جیسے شاعر کہتا ہے کہ

مرا رااے کاش کہ مادر نہ زادے

نہ مجھے ماں جنتی نہ میں حساب و کتاب سے گزرتا، نہ میں اِس کرب و بلا کے ادوار سے گزرتا، نہ مجھے فکرِ مسا ہوتی نہ صبح ہوتی۔ نہ میں ازل سے ڈرتا نہ میں ابد سے ڈرتا۔ مگر عدم سے وجود میں لا کر میرے اللہ نے مجھ سے میری مرضی نہیں پوچھی۔ مجھ سے نہیں پوچھا کہ تُو آنا چاہتا ہے کہ نہیں آنا چاہتا؟ بلکہ عدم سے وجود میں لاتے ہوئے ہر تخلیق کو ذہناً، کرباً اور جسماً یہ گلہ ہو کہ شاید میرے ساتھ کچھ زیادتی ہو گئی۔ شاید میرے ساتھ یہ اتنا طویل کرب و بلاء کا عرصہ جو گزرا ہے، جو تخلیقات میں، میں طینِ لازب سے اُٹھ کر اتنی مشکلوں سے جہالتوں کے دور سے گزرتا ہوا تخلیقی منازل تک پہنچا ہوں، یہ نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ اے کاش میں سوچتا نہ ہوتا۔ ابھی کہیں رات گئے شاید آسمانوں کی وسعتوں کو دیکھ کر اتنی بڑی حقیقتوں کو دیکھ کر جب مجھے اپنی حقارت کا

Marfat.com

احساس ہوتا ہے، ریگزاروں میں ایک ذرّے کی طرح میں ہیچ مقدار ہو کے گھومتا پھرتا ہوں تب مجھے احساس ہوتا ہے کہ

سیاہ رات کی چادر سے کانچ کے ٹکڑے

نظر سے چُن توڑ رہا ہوں

مگر یہ سوچتا ہوں

یہ کون دیکھ رہا ہے مجھے دکھائے بغیر

اس قسم کی اِبتلا میں وہ جو صاحبِ انصاف تھا اُس کو بھی احساس تھا کہ میں مخلوق کو اُس کی مرضی سے نہیں لایا تو پھر اُس نے ایک رعایت رکھی، بہت بڑی رعایت۔ وہ رعایت یہ تھی کہ جب بھی اُس نے اپنی صفاتِ عالیہ کو دیکھا اور یہ سوچا کہ میں ایک How can I give to my creation a maximum advantage? تو ایک حدیثِ رسول ﷺ ہے اور حدیثِ قدسی بھی کہ پروردگارِ عالم نیلم کی بنی ہوئی تختیوں پہ ذر سے لکھے ہوئے جواہرات کی طرح جو قلم نصب ہوئے تھے لوحِ محفوظ پہ ان میں ایک دن اور رات میں ۳۶۵ مرتبہ نظر کرتا ہے۔ پھر اس نے لوحِ محفوظ پہ نظر کی اور کہا کہ میرا یہ حکم لکھ دیا جائے کہ میری رحمت میری تمام صفات پہ غالب ہوگی۔ اُس لوحِ محفوظ پہ پروردگارِ عالم نے لکھ دیا کہ یہ سن لو وہ تمام مخلوقات جو گلہ گزار ہوں گی ان کو بتا دو کہ اگرچہ میں مخلوقات کو ان کی مرضی سے نہیں لایا، مگر میں نے اپنی مرضی سے اپنی رحمت کو تمام صفات پہ غلبہ دے دیا ہے۔ اب کوئی ایسا نہیں ہے جو میری رحمت سے محروم رہے گا۔ اللہ نے کہا میں بہت مہربان ہوں، سو ماؤں سے زیادہ مہربان ہوں۔ کہیں اس نے کہا کہ میں ربّ ہوں۔ ربوبیّت کا ایسا عنصر ہے کہ کافر اور مسلم کو کیا، ظالم اور مہربان کو کیا، سب کو یکساں طور پہ رزق کی

Marfat.com

فراہمی۔ یہ میں نے لکھ دیا ہے کہ میں سب سے پہلی صفت جو انسانوں میں رزق کی رکھوں گا اس میں اپنی مخالفت کے باوجود، میں ہر طرف سے مکمل انصاف کروں گا اور میری مخلوق مجھ سے گلہ نہیں کرے گی کہ اے اللہ تجھ کو مانا تو تُو نے رزق دیا، نہ مانا تو رزق کم کر دیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

مگر انسان کچھ اور بھی چاہتا تھا۔ اِتنی دوری تھی زمین و آسمان میں، اتنے فاصلے تھے کہ بُعدِ نظر سے بھی بڑی (دوری) تھی۔ اتنے فاصلے کہ بیشتر کائنات حجابِ نظر میں کھو جاتی تھی۔ وہ فاصلے تو شاید انسان کے علم اور حساب و کتاب میں آ ہی نہیں رہے تھے۔ مگر اتنی دوری سے اتنی مہربانی کا کون قائل ہوتا؟ کچھ تو وسوسہ دل میں رہ ہی جاتا، چاہے کوئی کتنا بھی اس کے قریب ہو جاتا۔ دیکھو تمام بت پرستی خدا کو قریب لانے کی ایک ناکام سی کوشش تھی۔ اتنے دور سے خدا کو قریب لاتے ہوئے بیچ میں پتہ نہیں کتنے خدا پیدا ہو گئے۔ آپ بھی اگر غور کرو تو پتھر کے اَصنام نہ سہی، کتنے پیر فقیر اِدھر اُدھر سے بیچ میں آ کے گھس جاتے ہیں اور بندے اور خدا کے درمیان اپنی خدائی کا اعلان کر دیتے ہیں۔ مگر پروردگارِ عالم نے اپنے اِس مسئلے کو حل کر لیا اور بڑی خوبصورتی سے حل کیا۔ خالقِ عقل کو یہ بھی داد دینی پڑتی ہے کہ زمین پہ ایسا Symbol create کر دیا جس کو دیکھ کر خداوندِ کریم کی رحمتِ عالم کا یقین آ جائے۔ یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ عوام کو حسی طور پر، خیال کے طور پر، ذہنی اور جذباتی طور پر ہم یہ ضرور یقین دلائیں گے کہ اگر محمد ﷺ رحمت للعالمین ہو سکتے ہیں تو پھر خدا بھی اتنا رحیم ہے۔ As a symbol of blessing تمام انبیاء میں رحم و کرم کا پہلو رکھتے رکھتے بالآخر وہ ایسے شخصِ کاملؐ کی تخلیق تک پہنچا کہ جس کی زندگی کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف ایک ایک سال اور ایک ایک لمحہ گِنا ہوا تھا۔ شاید کوئی ایسی قسم نہیں عجیب و غریب جو

Marfat.com

اللہ نے قرآن میں کھائی ہو اور جب رسول اللہ ﷺ کی باری آئی تو قسم کھائی کے اے پیغمبر ﷺ! تیری عمرِ مقدس کی قسم۔ ایک ایک لمحہ گِنا ہوا تھا، ایک ایک پَل لکھا ہوا تھا۔ اور پھر خداوندِ کریم نے واضح طور پر اعلان فرمایا کہ اگر کسی کو میرے رحم و کرم میں شبہ ہو...... حالانکہ قرآن بھی کئی مرتبہ کہہ چکا تھا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر: ۵۳) اے میرے بندو تُم نے بہت ظلم و ستم کیے، بڑی صلاحیتیں تمہیں میں نے بخشی تھیں، احسنِ تقویم بنایا تھا۔ میں نے جنّات میں بھی کچھ نہ کچھ Extremities رکھ دی تھیں، ملائکہ کو بھی یک طرفہ مخلوق بنایا تھا مگر اے حضرتِ انسان: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین: ۴) تمہیں تو بہترین تناسب سے تخلیق کیا۔ تمہاری صفات، تمہاری اطوار، تمہاری عادات ساری کی ساری ایک ہی کام کے لیے مختص تھیں۔ ایک ہی وصف اُن میں پایا جاتا تھا۔ اِن اوصاف کو اِس قابل ہونا تھا کہ اُس ذہانت کے ساتھ جو اللہ نے سب سے بڑھ کر آپ کو عطا کی تھی، اُس علم و عقل کے ساتھ جو خدا نے آپ پر Blessing کے طور پر اُتاری تھی، آپ کو Finally recognition of God تک پہنچنا تھا۔ اِنَّا ھَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا (الدھر: ۳) یہ تمام عقل و معرفت اور سیادتِ علمی و عقلی اور باطنی اس لیے دی ہے کہ تم ایک سوال کا جواب دے سکو کہا، اِنَّا ھَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کر دو۔

یہ فہم و ادراک سے بالا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الفاتحہ: ۱) کہتا ہے تو اسی Language کے ساتھ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) بھی کہتا ہے۔ کہ جہاں

Marfat.com

جہاں ربّ العالمین کی حدود ہیں وہاں وہاں رحمت اللعالمین کے علم بھی لہرا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی عجیب وغریب صفت ہے رسول اکرم ﷺ کی۔ پیغمبروں نے بڑے معجزات دکھائے ہیں بلکہ کچھ پیغمبر ﷺ تو تاریخِ عالم میں معجزات کے ساتھ داخل ہوئے اور معجزات کے ساتھ نکلے ہیں۔ مگر ایک بڑی عجیب وغریب سی بات ہے کہ لوگوں نے معجزات سے سیکھا کچھ نہیں تھا۔ باوجود دس آیات کے، جنابِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایسا ایک بھی معجزہ نظر آجائے جو انہوں نے بنی اسرائیل کو دکھائے تو شاید پاکستان پاگلوں کی طرح اُس شخص پہ ٹوٹ پڑے۔ مگر یہ کیا قومیں آباد تھیں جو عصرِ حاضر سے پہلے تھیں؟ یہ کون لوگ تھے؟ باوجود کہ آسمانوں سے خون کی بارش ہو رہی ہو، پہلوٹھی کے بچے اُٹھائے جا رہے ہیں، پانی خراب ہو رہے ہیں، مینڈکوں کی، جوؤں کی بارشیں ہو رہی ہیں، اور دیکھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں کہ ایک پیغمبرؑ کے قول سے اُس کا اللہ یہ کر رہا ہے، اس کے باوجود اِیمان نہیں لائے۔

سب سے بڑی رحمت جو رسول اللہ ﷺ میں تھی وہ علم کا درجہ بلند کرنا تھا۔ رحمتِ عالم کا سب سے بڑا وصف، کہ سب سے بڑی رحمت جو نسلِ انسان کو نصیب ہونی تھی وہ علم تھا۔ کیا خوبصورت دعا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مانگی اور حیرانی کی بات ہے کہ اگر آج کے تقابل میں آپ دیکھ لو تو یہ دعا بڑی عجیب لگتی ہے۔ شاید اُس وقت ۱۵۰۰ برس سے یہ دعا ایسے پڑھی جا رہی ہو جیسے پیغمبر ﷺ کے لیے نارمل، مگر آج کے حالات میں جب اِس دعا کو دیکھتے ہیں تو بڑی عجیب سی لگتی ہے۔ لارڈ برٹرینڈ رسل نے ایک دفعہ کہا تھا کہ We do not know the nature of things, we only know the relationship of things یہ اُس کا بڑا مشہور سائنسی قول ہے، فلسفیاتی قول ہے کہ We do not

Marfat.com

know the nature of things, we only know the relationship of things اور پندرہ سو برس پہلے، ایک ریگزار میں بیٹھا ہوا جہاں تہذیب کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ آپ کے پیغمبر ﷺ یہ دعا مانگتے ہیں کہ: اَللّٰھُمَّ نَبِّئْنِیْ بِحَقِیْقَۃِ الْاَشْیَاءِ اے پروردگار! مجھے اشیاء کی نیچر کا علم دے، حقیقت کا علم دے۔ کیسی عجیب و غریب بات ہے پھر اُس ذہن کو آپ رسل کے ذہن سے بڑا نہیں سمجھ رہے؟ وہ جو آج سے ۱۵۰۰ سو برس پہلے خدا کے حضور سے علم ایسا مانگ رہے ہیں۔ اس دعا میں ذرا غور کیجیے گا کہ پانچ چار چیزوں کو کیسا اکٹھا کیا گیا۔ کہ اے اللہ مجھے ایسا علم عطا کر اور ایسی چیزوں سے پناہ دے، ذرا وہ پناہ دیکھیے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ کہ اے اللہ مجھے اس نفس سے گریزاں فرما جو سیر ہی نہیں ہوتا۔ مگر دوسری طرف وہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ (صحیح مسلم) اے پروردگارِ عالم مجھے ایسے علم سے بھی دور رکھ جو لوگوں کے لیے منفعت بخش نہ ہو۔ کیا کسی بھی Professional integrity کے لیے رسول اکرم ﷺ کی یہ بات اس کا آئیڈیل نہیں بنتی؟ کہ اے پروردگار ہمیں اگر کسی بھی پروفیشن میں ڈال دے تو پھر ہم اس پروفیشن کی غرض و غایت میں اگر یہ Add کر دیں کہ اے اللہ اس علم سے پناہ دے جس میں لوگوں کے لیے منفعت نہ ہو، ان کے لیے امن نہ ہو، آرام نہ ہو تو پھر قول و فعل کے درمیان ایک حدِ فاصل آجاتی ہے۔ ہمیں اپنی تعلیم کے مقاصد معلوم ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنے نفس سے گریز مانگیں اور ایسا علم مانگیں جو لوگوں کے لیے منفعت بخش ہے تو پھر یقین جانو کہ حق ناحق سے جدا ہو جاتا ہے۔ اس سوسائٹی کی بنیاد علم پہ جاتی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں خدا کے حضور سے نکل کر وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں جو مخلوق کی بھلائی کے

Marfat.com

لیے صرف ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی بھی انٹرنیٹ پر چلے جائیں، تو جب ہم تعلیم کو دیکھتے ہیں اس کے لیے بہت بڑی بڑی باتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر انجام سب کا ایک ہے کہ تمام تعلیم کا انجام بالآخر اپنی ذات سے آ گہی ہے۔ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں تمام دنیا کے دانشور، علم کا انجام ایک ہی دیکھتے ہیں کہ اپنی ذات سے آ گہی ہو۔ البتہ خدا کے بندوں کا اسلام میں تھوڑا سا معیار Different ہے کہ اپنی ذات کی آ گہی ہو اور خدا کی شناخت ہو۔ شاید یہ مقصد متفق علیہ نہ ہو مگر جو پہلا حصہ ہے وہ تمام دنیا کے علم کا ایک متفق علیہ فیصلہ ہے کہ ہمیں اپنی ذات سے آ گہی ہو، ہمیں اپنے احساساتِ کمتری سے آ گہی ہو، ہم اپنے بحرانوں سے نکلیں اور ان بحرانوں سے نکل کر اپنی شخصیت کی تکمیل خدا کے لیے کریں، یا اگر اپنے آپ کے لیے بھی کریں تو ہم اس کی بہتری کا سوچیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے علم کو اتنی اہمیت دی ہے کہ خیال آتا ہے، حیرانی کی بات ہے، ایک نبی ﷺ جس نے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ تو ایک لفظ بھی نہیں پڑھے ہوئے تھے۔ اتنا بھی نہیں پڑھے ہوئے کہ جب ایک دفعہ شعر پڑھا، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی معیت حاصل تھی۔ آپؐ نے شعر پڑھا اور حضرتِ ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے شعر ٹھیک نہیں پڑھا۔ تو فرمایا اچھا...... پھر پڑھا۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے شعر ٹھیک نہیں پڑھا اور پھر کہا ربّ کعبہ کی قسم ہے یا رسول اللہ ﷺ، اللہ نے آپؐ کو شعروں کے لیے پیدا ہی نہیں کیا۔ آپؐ کو تو اللہ نے اس سے کہیں بڑی بہتری کے لیے پیدا کیا ہے۔ کہیں بڑی Blessing ہے جس کے لیے اللہ نے آپؐ کو پیدا کیا ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے شعر کے باب میں ایک اصول دیا اور اس اصول سے بہتر کوئی اصول

Marfat.com

نہیں ہوسکتا۔ کہا کہ شعر اچھا بھی ہوتا ہے، شعر برا بھی ہوتا ہے۔ اور مکمل طور پہ کسی شعر کی نفی نہیں کی جاسکتی، کسی بھی صلاحیتِ انسان کی مکمل طور پہ نفی نہیں کی جاسکتی۔ اس کے مقصد پہ غور کیا جائے کہ اس کے شعر کی تعریف کی جائے یا توصیف کی جائے۔ بڑا مشہور فارسی کا محاورہ کہ شعر و ادبیت کو دو چیزیں برباد کردیتی ہیں، تعریفِ ناسخن شناس اور خامشیِ سخن شناس۔ اگر جاننے والا خاموش ہے تو وہ شعر و ادبیت کے لیے قاتل ہے، اگر نہ جاننے والا تعریف و توصیف کررہا ہے تو پھر شعر بھی اور شاعر دونوں کے دونوں گئے گزرے ہیں۔ اور یہ اصولی عمل ہے کہ جب تک کوئی مرکزیت اور کوئی ادبیت کا Touch نہ ہو چاہے جتنا اچھا خیال ہو اسے خام سمجھا جائے گا۔ اگر آپ نے رسول اکرم ﷺ کا بولا ایک ایک جملہ دیکھنا ہے اور اُس ادبیت کی جھلک دیکھنی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے کلام میں تھی تو میں آپ کو اُن کی دو تین دعائیں سناتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی صَبُوْرًا اے اللہ صبر عطا فرما وَاجْعَلْنِی شَکُوْرًا اے اللہ مجھے اپنی یاد والا رکھ وَاجْعَلْنِی فِی عَیْنِیْ صَغِیْراً مجھے میری نگاہ میں چھوٹا رکھ وَفِی اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا اور خلق کی نگاہ میں مجھے بڑا کردے (البزار: ۲۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۱)۔ مجھے میری نگاہ میں چھوٹا رکھ اور مجھے خلق کی نگاہ میں بڑا کردے۔

حیرانی کی بات ہے کہ یہ الٹ ہوتا ہے۔ ہم اپنی نگاہوں میں بڑے ہوتے ہیں اور خلق ہم پر طنز و تشنیع کے بادل برسا رہی ہوتی ہے۔ میں ایک دفعہ ایک جامع دعا ڈھونڈ رہا تھا، کوئی ایسی دعا جو ایک ہی پڑھ لوں تو سارے کام ہو جائیں۔ پھر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی یہ دعا دیکھی: اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا. اے اللہ میرے تمام کاموں کا انجام بہتر فرمادے وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ اور دنیا کی رسوائی سے بچالے اور عذابِ آخرت سے بچالے (صحیح ابن حبان،

Marfat.com

مستدرک)۔ایسی مکمل اور جامع دعا کہ اس کے بعد کسی دعا کی گنجائش ہی نہیں نکلتی۔

میں حیران ہوں کہ مطلب کچھ اور ہوتا تھا حروفِ دعا کچھ اور ہیں۔نوعیت نہیں ملتی مگر اتنی Depth ہے تصور کی کہ جب آپ غور کرو گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اتنی جامع دعا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔خندق کا دن تھا، پورا مہینہ گزر چکا تھا۔اصحابؓ پتھر بھی باندھ چکے تھے پیٹ پر۔جان اضطراب میں الجھی ہوئی تھی، ہر وقت احساس تھا ابھی کے ابھی زندگی تمام ہو جائے گی۔اللہ کے بعد اصحابِ رسول ﷺ نے اللہ کے رسول ﷺ کو کہا، یا رسول ﷺ اللہ اب تو صبر ختم ہو رہا ہے، کلیجے حلق کو آ رہے ہیں، آج کچھ ایسی چیز کہیں جس سے ہمارے اضطرابِ دل کو قرار آ جائے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا، دو لفظوں میں ہے، چھوٹا سا جملہ ارشاد فرمایا کہ یہ پڑھا کرو، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا (مسند احمد۔طبرانی فی الکبیر) مگر دعا کا اگر ترجمہ دیکھو تو اس کا بلاء سے کوئی تعلق نہیں۔اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا اے اللہ ہمیں ڈھانپ لے، ہماری پردہ داری فرما۔پہلے حصے کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہماری پردہ داری فرما، ہمیں ڈھانپ لے وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا اور ہمیں امن عطا کر۔یہ کوئی غیر متعلق سی دعا لگتی ہے مگر، اگر دیکھا جائے تو یہ دو چیزیں مل جائیں تو باقی چیز چاہیے کیا ہوتی ہے؟ اور اس چیز کی جب دعا مانگی گئی، رات کو آندھی آئی، قریش کے خیمے اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو جنگِ خندق میں فتحِ مبین حاصل ہوئی۔تو ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول ﷺ اللہ نے تعلیم کیوں نہیں لی؟ یونیورسٹی میں کیوں نہیں پڑھے؟ کالج کیوں نہیں گئے؟ سکولوں میں کیوں نہیں گئے؟ کسی حجرے میں جا کے کیوں نہیں سیکھا؟

اس کے پیچھے بہت بڑی آرگومنٹ ہے۔کوئی اچھا اور بڑا استاد اگر کسی

Marfat.com

شاگرد پہ ناز رکھتا ہو تو اس کی انفارمیشن میں Mixing نہیں پسند کرتا۔ یہ اچھے استاد کی صفت نہیں ہے۔ اگر ایک استاد نے ایک اعلیٰ ترین نمونہ اپنی تعلیم کا پیدا کرنا ہے، اس کے بارے میں شبہ ہو جائے گا کہ یہ کس کی تعلیم ہے۔ یہ بحیرہ کی تعلیم ہے یا کسی صائب کی تعلیم ہے؟ کسی نے رستے میں چلتے ہوئے پڑھا دیا ہے؟ تو خداوندِ کریم کو منظور نہ تھا کہ جس صاحب کی تمام انفارمیشن کا انحصار مجھ پہ ہے اس میں کوئی اور انفارمیشن شامل ہو۔ اس لیے کسی بھی طرف کی تعلیم کا کوئی حصہ رسول اکرم ﷺ کو نہیں ملا اور اگر شامل ہو جاتا تو شک پڑ جاتا تھا، اگر شک پڑ جاتا تھا تو قرآن مشکوک ہو جاتا تھا۔ اس لیے Complete انفارمیشن ایک ایک لفظ، ایک ایک خیال، ایک ایک جملہ ہر چیز خدا نے اپنی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو عطا کرنا تھی۔ وہ اُمّی نہیں تھے، مگر آپ کہہ سکتے ہو کہ وہ دنیا کی تمام انفارمیشن سے تہی تھے۔ ان کو جو کچھ بھی حاصل تھا وہ اللہ کی طرف سے حاصل تھا۔

ایک سوال بڑا عجیب سا پیدا ہوتا ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو غیب حاصل تھا؟ کبھی کبھی خیال آتا ہے، تو ان کو اور کیا حاصل تھا؟ اگر وہ اُمّی تھے اور اگر ان کی انفارمیشن میں کوئی بھی دوسرا حصہ شامل نہ تھا تو پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے علاوہ کیا حاصل تھا؟ اگر آپ غور کریں تو بہت سارے مباحث ہماری کم علمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم غیب و حضور کی Definition اس طرح نہیں کرتے۔ اگر آپ کے پاس بیس کتابیں ہوں اور ایک صاحب نے دس پڑھی ہوں اور دوسرے نے بیس پڑھی ہوں تو دس کتابوں تک دونوں شہود میں ہوں گے مگر جب گیارہویں کتاب شروع ہوگئی، ایک صاحب غائب میں چلے جائیں گے۔ ان کی انفارمیشن رُک جائے گی اور دوسرے صاحب کی انفارمیشن جاری ہوگی۔ اور غیب کا

Marfat.com

مطلب بھی یہی ہوگا کہ کائنات میں اگر آپ جتنی بھی توجیہات کرلیں اس لفظ کی ''اگر کائنات میں کوئی غیب موجود ہے تو صرف اللہ ہے۔'' اور اگر کسی کی نظری شہادت اللہ پہ موجود ہو تو پھر بڑی مشکل پڑے گی۔ پھر بڑی مشکل پڑے گی فیصلہ کرنے میں کہ خدا کو دیکھنے کی شہادت دینے کے بعد بھی کوئی شخص غیب میں ہوسکتا ہے؟ تو بہت سارے ہمارے جو چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں، جو چھوٹے چھوٹے سوال ہیں یہ Technically, linguistically imperfect ہیں۔ اس لیے کہ اگر ان کو منطق پر پرکھا جائے تو بڑے عجیب سے نتائج نکلتے ہیں۔ فرض کریں اگر میں کہوں کہ رسول اللہ ﷺ جو تمام جملہ مسلمین اس پہ شہادت دیتے ہیں سوائے ایک دو شہادتوں کے جو اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی ہے۔ جیسے آپ لوگ تو بہت اچھے ماشاءاللہ وکالت میں بھی ہیں۔ اُم المومنینؓ کی شہادت پہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اُس وقت پیدا بھی نہیں ہوئیں تھیں جب معراج کا وقت آیا تھا۔ اُن کی شہادت شاید اتنی پائیدار نہیں ہوگی۔ مگر تمام جملہ اصحابؓ یہ شہادت دیتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا۔ اگر ربّ کو دیکھ لیا تو پھر کون سا غیب رہ گیا؟ یہ بھی آپ فرصت میں مجھے سمجھا دیجیے گا۔

رسولِ اکرم ﷺ کی محبت میں بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ غلو ہوسکتا ہے۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں زیادہ پیار کرنا Prophet کو صحیح نہیں ہے۔ اِس سے توحید مجروح ہو جاتی ہے۔ بہت سارے اعتراضات ایسے آتے ہیں کہ جس میں لگتا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت شاید خدا کی توحید میں کہیں دراندازی کر رہی ہے۔ مگر ایک حدیثِ مصدِقہ، بخاری میں ہے، مسلم میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں پتہ ہے حلاوتِ ایمان کیا ہے؟ کیا تمہیں پتہ ہے کہ حلاوتِ ایمان کیا ہے؟ تو اصحاب نے کہا یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ آپ ہی تو بتائیں گے۔آپ نے فرمایا خدا کی ایسی عبادت کرو کہ اس میں کوئی شریک نہ ہو اور مجھ سے ایسی محبت کرو جس میں کوئی شریک نہ ہو۔ یعنی کوئی ماں باپ، دادا، پڑدادا، کوئی کسی قسم کی محبت میری محبت پہ غالب نہ آئے اور تیسری بات کہ دوبارہ کفر کے لوٹنے کو اتنا ہی بُرا سمجھو جتنا سانپ کے بل میں ہاتھ دینا ہے تو پھر تمہیں ایمان کا مزا آجائے گا (صحیح بخاری، جلد اوّل) حلاوتِ ایمان، خالی ایمان نہیں..... ایمان کے لطائف نصیب ہوں گے..... تمہیں ایمان کا مزا آجائے گا۔

ابن تیمیہؒ بڑے سخت تھے، بڑے اچھے تھے، بڑے سخت تھے۔ مسلمانوں کا حال ہی اس وقت بُرا تھا۔ جیسے آج کوئی سازش کرتا ہے، پوری کوشش ہو رہی ہے کہ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

یورپ والے خدا سے بھی نہیں ڈرتے، ان کے پاس بھی خدا اپنا ہے۔ وہ تو اِس محبتِ رسول ﷺ سے ڈرتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کا دشمن ہے تو وہ آپ سے خدا پہ کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہیں پالے گا۔ وہ تو اگر پالے گا تو محبتِ رسول ﷺ کی Division چاہے گا، اِس کو اپنے سینے سے نکالے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ خالی رسول اللہ ﷺ نہیں ہیں۔ میرے جیسے آپ جیسے بڑے مجبور، جہاں پیدا ہوتے ہیں کسی کا باپ نہیں، کسی کا کچھ بھی نہیں، کسی کو اقدار اور ویلیوز کا سہارا بھی نہیں ہوتا، کسی کو نشانِ منزل نہیں نصیب ہو رہا ہوتا اور کسی کو باپ اچھا نہیں لگتا، کسی کا باپ شاید کردار میں اس بلندی تک نہ پہنچے جو کسی مسلمان کی ہونی چاہیے تو پروردگار نے ایک Ultimate مہربانی سے کام لیا۔ قرآن میں فرمایا! اے رسول ﷺ یہ تیری بیویاں جو ہیں، مومنین کی مائیں ہیں۔ اگر ان کی بیویاں ہماری مائیں ہوئیں تو وہ کیا ہوئے؟ تو

Marfat.com

خداوند کریم نے ازراہِ کرم ہم مسلمانوں کو ایک ایسا باپ دے دیا کہ جس پر خطا کا بہت کم گمان ہوتا ہے۔ جو ہمارا آئیڈیل بن سکتا ہے۔ ترفّع کی منازل میں، میں کسی بڑے سے بڑے غیر باپ کو باپ نہیں مان سکتا۔ Genetic ہونے کی حیثیت اور ہے مگر اگر مجھے پوری زندگی کے لیے کوئی رہنما، کوئی مہربان، کوئی کریم الذّات باپ چاہیے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ ہم سب کے باپ بھی ہیں۔ پھر وہ اُنس اور وہ محبت ایک رسالت سے چلتا ہے اور اس ایک پدرانہ جذبے سے چلتا ہے، جب یہ مل جاتے ہیں تو عقیدت کے معیار یقیناً بہت بڑے ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے Dogmatic علماء کو اس ڈائی مینشن کا خیال نہیں آیا۔ وہ اس کو غلو سمجھتے رہے۔ بہت ساری ڈائی مینشنز ایسی ہوتی ہیں کردار کی اور ہمارے جتنے مذہب والے Rigid ہیں....... دیکھیں ناں اب کیا ہے کہ قرانِ حکیم میں خلاصۂ حیاتِ محمد ﷺ لکھا ہے۔ ایک چھوٹی سی آیت، نہ عبدالرؤف لکھا نہ عبدالرحیم لکھا۔ لکھا کہ میں اگر کائنات کے لیے رؤف و رحیم ہوں تو محمد ﷺ تمہارے لیے رؤف و رحیم ہیں۔ اُس میں عبدل کا لفظ بھی نہیں Add کیا۔ یہ صفاتِ خالصہ ہیں جو نزول میں آتی ہیں اور جیسے اللہ رؤف و رحیم ہے اور اُس کی کتنی بڑی کائناتیں ہوں گی، سات کائناتیں سات زمینیں، اس سے بالا عرش ہے، کرسی ہے، کیا کچھ نہیں اس میں ملا ہوا مگر مجھے کیا اُس سے ....

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا

مجھے اس کی فکر نہیں مجھے تو اپنے جہان سے غرض و غایت اور تعلق ضرور ہے۔ نعتیں تو بڑی لکھی ہیں، لب و رخسار سے آگے نہیں بڑھیں۔ مگر وہی نعت

Marfat.com

اصلی نعت ہے کہ جو اللہ کے رسول ﷺ کی شخصیت، ان کی درونِ ذات، ان کے اخلاق کی روایات کو بلند کرتی ہے وہی اصل نعت ہے۔ اور یہ میں ضرور کہوں گا کہ یوں تو امیر مینائی نے بھی شعر لکھا تھا، مگر ہمارے تین تعلق ہیں نعت کے ساتھ۔ ایک وہ جو رسولِ اکرم ﷺ کی شباہت کے بارے میں ہے، ایک وہ جو ان کی عاداتِ خاص کے بارے میں ہے، ایک وہ جو بحیثیت اُمتی کے ہمارے تعلقات کے بارے میں ہے۔ ہم رسول ﷺ کو کیسے دیکھتے ہیں۔ جیسے امیر مینائی لکھتے ہیں کہ:

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

مگر باوجود اتنی خوبصورت Language اور شعر کے وہ اس درجے تک نہیں پہنچتے جب شاعر کہتا ہے:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ

اور

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

یہ اندازِ نعت اور ہے مگر اگر فرد کا بھی اندازِ نعت آپ دیکھ رہے ہیں تو میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا خوبصورت اندازِ محبت نہیں دیکھا کہ:

Marfat.com

تُو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی نا گزیر
از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

یہ اندازِ محبت میں نے بہت کم دیکھا ہے۔ ویسے تو غالب نے بھی اوّل و آخر بات ہی ختم کردی، مگر اُس نے جان چھڑالی۔ اُس کو محنت نہیں کرنی پڑی کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم

(غالب تو اُس کی تعریف کیا کرے گا جس ہستی کی تعریف خود ربِّ کائنات کرتا ہے)

آں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

(وہی ذات پاک ہی محمد ﷺ کا صحیح مقام و مرتبہ جانتی ہے)

لوگ سخت ہوتے ہیں۔ ابن تیمیہؒ بڑے اچھے لوگوں میں سے تھے، بڑے شاندار لوگوں میں سے تھے۔ مگر طبیعت کا جلال انہیں اپنی ہی کسی مصیبت میں پھنسا دیتا تھا۔ ابن تیمیہؒ کے ہوتے ہوئے ایک بہت بڑے صوفی موجود تھے۔ حضرتِ شاذلیؒ بھی موجود تھے۔ جملہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے Rank میں چار بہت بڑے اولیاء آتے ہیں، یہ ان میں ایک تھے۔ جیسے جنیدِ بغدادؒ ہیں، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں اسی طرح امام ابوالحسن شاذلیؒ ہیں اور ایک نعمت، اللہ نے آپ کو دے رکھی ہے سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ۔ یہ کلاسیکل Literary style کے اور اعلیٰ ترین Intellectual capacity کے اولیاء اللہ ہیں جن کا شاید مدمقابل ایسٹ اور ویسٹ میں نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے ایک شیخ (سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ) کی یہ برکت ہے کہ اُن کی کتاب ۳۲ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اور

Marfat.com

اسلام کی طرف سے Muslim Mystics پہ یہ واحد Authority quote ہوتی ہے۔ان کا اتنا بڑا مقام ہے، باوجود اس کے کہ اور بڑے اولیاء اللہ ہیں مگر خداوند کریم نے برصغیر میں یہ جو نعمت ہمارے لیے بھیجی ہے ان کے علم کی تعریف ساری دنیا کر رہی ہے۔امام ابن تیمیہؒ نے خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ کو لکھا کہ تو بڑا لوگوں کو بے اعمالی کے بدلے بھی جنت سناتا پھرتا ہے۔سنا ہے امام ابن تیمیہؒ اس وقت طاقت میں تھے، حکومت میں تھے۔تو کہا کہ سنا ہے تو لوگوں کو بڑی بشارتیں دیتا پھرتا ہے نبی ﷺ سے اُنس رکھو، اللہ سے اُنس رکھو، رسول ﷺ سے اُنس رکھو۔اگر آپ نے مجھے کوئی ثبوت نہ دکھایا تو پھر میں تمہارے ساتھ وہ حشر کروں گا جو میں باقی لوگوں کے ساتھ کرتا ہوں۔یعنی سزا دوں گا۔امام ابوالحسن شاذلیؒ نے ایک حدیث لکھ کر ابن تیمیہؒ کو واپس کر دی۔وہ حدیث متفق علیہ تھی، بہر حال ابن تیمیہؒ تھے تو محدث ہی، وہ متفق علیہ حدیث تھی اُس پہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔اور وہ صحاح ستہ میں بھی تھی، صحیحین میں بھی تھی اور صحیح بخاری میں بھی تھی، یعنی احادیث کے تمام رتبے کو پورا کرتی تھی۔وہ حدیث یہ تھی:

ایک بدو آیا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا تو نے قیامت کے لیے کیا اسباب اکٹھے کیے ہیں؟ تُو نے نمازیں بہت پڑھی ہیں؟ کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ کوتاہی ہوئی ہے کچھ کم ہوئی ہیں، زیادہ نہیں پڑھیں۔کہا کیا تُو نے صدقات بہت دیے ہیں؟ کہنے لگا نہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے پلّے کچھ نہیں تھا اور دیا بھی کچھ نہیں۔اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے مختلف اعمال کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف کورا جواب دیا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہوا۔تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ تو کس برتے پہ قیامت کا پوچھتا ہے؟ کہنے لگا یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت بڑی ہے۔ فرمایا لوگوں کو جس کے ساتھ محبت ہوگی اُسی کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)۔ خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ نے کہا کہ میاں میں اپنے پلّے سے کچھ بھی نہیں خرچتا، مجھے تو نہیں جنت دینی پڑتی، یہ تو میرے رسول ﷺ کا قول ہے، آپ کے رسول ﷺ کا قول ہے، اس کو لے جاؤ اگر یہ غلط ہے تو سزا مجھے دے دو اور اگر احادیث کو مانتے ہو، اِس کی افادیت مسلّم ہے۔ ابن تیمیہؒ چپ کر کے بیٹھ گئے۔

اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اصل میں خداوند کریم کو اعمال سے کام نہیں ہے۔ یہ اعمال آپ کے لیے بڑے important ہیں۔ میری نماز میرے لیے بہت important ہے، میرا روزہ میرے لیے بڑا important ہے۔ اگر آپ بار بار بھی قرآن پڑھو گے تو خدا کی یہ سٹیٹمنٹ نہیں بدلے گی کہ تمہاری نیکیاں تمہارے لیے ہیں، تمہاری برائیاں تمہارے لیے ہیں، تمہارے اسبابِ ہدایت تمہارے لیے ہیں۔ اللہ کو کسی اور چیز سے کام ہے۔ وہ آپ کبھی غور ہی نہیں کرتے This diversion of mental attitude جو آپ کے اندر موجود ہے، کمال کی بات یہ ہے کہ ایک پرچہ دیا جاتا ہے اور اس پہ آپ کو سوال لکھے ہوئے ہوتے ہیں اور آپ بڑے فاضل و عالم اور دانا ہیں۔ میرا خیال ہے کچھ بھی ہو جائے آپ بیس صفحوں کا واپس جواب دے دیتے ہیں۔ اگر وہاں سے جواب آ جائے اوپر لکھا ہوا It's all irrelevant یہ جواب تو پوچھا ہی نہیں گیا۔ جس کا جواب دینے کی آپ کوشش کر رہے ہو یہ تو پوچھا ہی نہیں گیا۔ جو آپ کو اللہ نے کام دیا، وہ بھی کیا کہ نہیں کیا؟۔ اس کا تو بہت پہلے فیصلہ ہو چکا تھا Before granting you artificial intelligence۔ عقل دینے سے پہلے اللہ نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھ لیا تھا: اِنّا

Marfat.com

عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب: ۷۲) ہم نے ایک امانت دی ہوئی تھی، کمال کی بات ہے تھوڑا سا غور کیجیے گا۔ امانت کبھی اپنی ہو سکتی ہے؟ پھر عقل ہماری کہاں سے ہوگئی؟ سوچ ہماری کہاں سے ہوگئی؟ جب یہ چیز اللہ نے آپ کو ایک خاص مقصد کے لیے دی، ایک امانت کے طور پہ دی: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ سب ڈر گئے، بڑی نازک Handling تھی Top computer سے نکلی ہوئی Handling۔ بہت سی مخلوقات تو ویسے ہی ناآگہی کا عذر کر کے بھاگ نکلیں۔ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا اسے اٹھانے سے، اِس قیمت کو اٹھانے سے ..... عقلمندی سے ڈر گئے، انہوں نے کہا جی سانوں رہن دیو، ایسے تراں مرن دیو، ساڈا حساب تے نیں نا ہونا (ہمیں معاف رکھو، یونہی مرنے دو، ہمارا حساب بھی تو نہیں ہوگا)۔ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا ڈر گئے سارے کہ یہ اتنی عجیب وغریب نعمت ہے، مگر جو جواب مانگا جا رہا ہے ناں اُس کی وجہ سے ڈر گئے، جنت اور دوزخ کی وجہ سے ڈر گئے۔ بڑے سیانے تھے۔ وہ سب سیانے تھے، وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ انسان نے کہا گل ای کوئی نیں، (مسئلہ ہی کوئی نہیں) میں بھی بڑا کچھ ہوں، میں دانائے روزگار ہوں......، خدا نے ایک ججمنٹ دی اس پہ، اور یہ ججمنٹ مسلّمہ ہے اور آج تک اس ججمنٹ کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کہ اس انسان نے ظلم اور جہالت سے کام لیا۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کہ یہ ظالم ہے اور جاہل ہے۔ ظالم اور جاہل کا فتویٰ دے کے اللہ اس پہ عذاب نہیں کر سکتا۔ کوئی اور بات ہوگی، پھر کوئی اور بات ہو گی کہ جس کی وجہ سے اس کو ظالم اور جاہل کہا۔ اس کو کہا گیا کہ یہ ظلم جو ہے تیری نسبت

Marfat.com

ہے سے you have underestimated the job and overestimated your ownself۔ ظلم اور جہالت کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے آپ کو اس وقت overestimate کر لیا۔ اگر آج کے زمانے میں اس ججمنٹ کو دیکھیں تو ہم نے دین کو، اللہ کو اور اس کی شناخت کو Underestimate کر لیا۔ We have lowered down the top priority of intellectual curiosity۔ اسی طرح، فیزیکل اعمال سے تو اس کو غرض ہی کوئی نہیں تھی، وہ اس Priority کے نتیجے میں نکلنی تھی۔ خدا کی تسلیم کے بعد اعمال کا رُخ متعین ہونا تھا۔ اگر آپ نے پہلا ہی اصول غلط کر دیا، خدا کی پہچان سے گریزاں ہو گئے، اس کی حیثیت اور اہمیت سے گریزاں ہو گئے، اگر خداوند کریم کو آپ نے تقدم نہ دیا اپنے دماغ میں، اوّلیت نہ دی، شناخت کو نہ آپ نے مقدم کیا تو آپ کے باقی سارے کام، جو مرضی کر لو They are irrelevant۔ آپ کی تمام خوبیاں irrelevant ہو جاتی ہیں۔ تمام اعمال irrevelant ہو جاتے ہیں۔

ہندو نے بھی بہت کچھ بنایا، بہت خوبصورت ہسپتال بنائے، نیکی کی، مگر سوال تو یہ ہے کہ جب قیامت میں امانت لوٹائی جائے گی تب دو ہی بنیادی سوال پوچھے جائیں گے۔ مَن رَبُّکَ پوچھا جائے گا تمہارا خدا کون تھا؟ نبی کون تھا؟ اگر آپ اس وقت عقل و معرفت کو غلط استعمال کرتے چلے آئے ہو تو وہاں بھی رسول اللہ ﷺ آپ کے کام آئیں گے۔ ہو سکتا ہے آپ اللہ کو بھول گئے ہوں، ہو سکتا ہے کہیں یادداشت غلطی کر جائے۔ ویسے بھی کونسا ہم اللہ کی فکر میں صبح و شام رہتے ہیں۔ بھئی جب مجبوری ہوئی، باقی ساری طرف سے مایوس ہوئے تو ''اللہ تو کر دے'' پھر اِدھر سے بھی مایوس ہوئے ''اللہ تنوں وی ویکھ لیا اے'' (یا اللہ آپ کو آزما

Marfat.com

دیکھا ہے)۔ یہی ہمارا طرزِ عمل ہے۔ ضرورت میں، مجبوری میں اللہ کو گئے، تھوڑی بہت کوشش کی، اگر کام ہوگیا۔ بس کمال کر دیا اللہ نے۔ یہ تو ہمارا رویہ ہے اور اللہ کو بھی پتہ ہے کہ میرے بارے میں اس قسم کا کوئی فضول تصور ضرور پالیں گے۔ پھر دوسرا Advantage دے دیا مَن نَبِیُّکَ اچھا چلو وہ نہ سہی یہ بتاؤ رسول ﷺ کون ہے؟ اگر آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ یاد آ گئے تو پہلا حصہ بھی یاد آ جائے گا لا الہ الا اللہ بھی یاد آ جائے گا۔ تو یہ ایک Extra advantage تھا جو قبر میں بھی جا کے اللہ میاں نے آپ کو دے دیا۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی حلاوت اس چیز میں ہے کہ تم ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھو۔

حضرت عمر فاروقؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے، کہ اے عمرؓ میں تجھے کتنا عزیز ہوں؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ جان سے کم، ہر چیز سے زیادہ۔ فرمایا اے عمرؓ! تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوگا اگر میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ نہ عزیز ہو جاؤں۔ کہا عمرؓ بن خطاب نے، یا رسول اللہ ﷺ آج کے بعد آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان) وہ بڑے کھرے لوگ تھے، منافق نہیں تھے۔ کوئی دھوکا نہیں دینا تھا انہوں نے یہ کہہ کے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ ہماری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور پھر بہانے کرتے۔ انہوں نے سچی سچی بات کی کہ میری importances اس وقت یہ بنی ہوئی ہیں کہ I love you very much۔ میں اپنی ضروریات آپ کے لیے دے سکتا ہے، سب کچھ بیچ سکتا ہوں مگر جان کے معاملے میں شاید میں آپ کا وہ خیال نہ کروں۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے کہا عمرؓ ان Priorities میں اگر میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز نہیں ہوں گا تو تمہیں ایمان نصیب نہیں ہوا۔ بس یہ سننا تھا تو عمرؓ نے کہہ دیا کہ آج کے بعد آپ

Marfat.com

مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ شاید ابوبکرؓ پہلے سے یہ سبق سیکھے ہوئے تھے کہ جب اُن سے کہا گیا، کیا چھوڑ کے آئے گھر میں؟ تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام کافی ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

یہ اتنا بڑا موضوع ہے اور اس کی کشادوبست میں زندگی صرف ہوتی جائے گی۔ پتہ نہیں کتنی سیرت کی کتابیں ان الفاظوں سے نکل جاتی ہیں جو آپ کے دل میں محبتِ رسول ﷺ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُس کے لیے ہر روز ایک نیا انداز ہونا چاہیے۔ کیا صفت ہے کہ جو بیان کی جائے...... بس وہی کہ

ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا رازداں اپنا

یہ تو وہ مقامِ محبت ہے کہ صبح و شام خدا کے ملائکہ اور خود خداوندِ کریم، رسول ﷺ پہ درود بھیجتے ہیں۔ عجیب سی بات ہے کہ خدا اور اُس کے ملائکہ یادِ رسول ﷺ سے غافل نہیں ہوتے، ہم ہو جاتے ہیں۔ اگر تسبیحِ پروردگار یہ ہے اور ملائکہ کا اصول یہ ہے صبح و شام ہر لمحے ہر گھڑی اگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کی مدح میں رہتے ہیں۔ تو پھر ہم پر بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو کلیم بھی کرتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ بھی تھے، ہمارے باپ بھی تھے، ہمارے لیے زندگی کی ہر چیز تھے۔ مگر میں ایک بات آخر میں آپ کو بہت ضروری کہنا چاہتا ہوں۔ یہ میں اُن بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں جو حدیث پڑھتے ہیں، جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگر خدا نے رسول اللہ ﷺ کی صفات میں سے دو صفات کو غالب کر کے اُن کی زندگی کا ایک Tone قرار

Marfat.com

دیا When we go to somebody تب ہم کہتے ہیں Over-all یہ بندہ برا تھا، ظالم تھا مگر جب یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سخی تھا تو ہماری ساری باقی کی چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔ ہمیشہ ایک شخصیت کے اُوپر ایک Tone آتی ہے، ایک Color آتا ہے جو سب سے نمایاں ہوتا ہے اور اُس کے مرنے کے بعد بھی وہی Color اس کی شناخت ہے۔ ہم اپنے بزرگوں کی بہت ساری باتیں غلط دیکھتے ہیں، بہت ساری ہوتی بھی ہیں مگر جب ہم ان کو Finish کرتے ہیں تو کہتے ہیں بابا میں یہ بھی تھا، یہ بھی تھا مگر بابا بڑے ہمدرد تھے۔ تو یہ ایک Tone نکلتی ہے پوری شخصیت سے۔ اور رسول اکرم ﷺ کی پوری شخصیتِ مبارکہ سے اللہ نے خود وہ اندازِ تعارف نکالا ہے کہ میرا پیغمبر بڑا رؤف اور بڑا رحیم ہے۔

اگر آپ حدیث پڑھ لو، پوری کی پوری، ایک چیز آپ کو بڑی عجیب و غریب لگے گی کہ پیغمبر ﷺ کی کسی حدیث سے کوئی سختی نہیں نکلتی، کوئی جبر نہیں نکلتا، کوئی غصہ نہیں نکلتا۔ ایسی محبت، ایسا تحمل، ایسی مروّت، ایسا حُسن ہے اُس شخصیت میں کہ کسی قسم کا اِکراہ و جبر نہیں نکلتا۔ پھر مجھے یہ بتایئے، جو لوگ حدیث پڑھتے ہیں، جو بڑے دین دار ہیں جو سکولوں میں مدرسوں میں، خانقاہوں میں، اللہ کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پہ چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان سے پوچھو تم اتنے جلّاد کیوں ہو جاتے ہو؟ اتنے سخت کیوں ہو جاتے ہو؟ تم لوگوں کو بخشتے کیوں نہیں ہو؟ اُن کو اُن کے حال پہ رہنے کیوں نہیں دیتے؟ تم اتنے ظالمانہ کردار کو کہاں سے سوغات میں لے کر آئے ہو؟ یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ نہیں ہے، اُن کا قول تو نہیں تھا، یہ اُن کا اخلاق تو نہیں تھا۔ فرمایا نرمی اختیار کرو، سختی مت اختیار کرو، خدا نرمی سے دیتا ہے اور سن لو کہ خدا نرمی سے دیتا ہے (صحیح بخاری و مسلم)۔ اب بتاؤ ان اقوال کے اور اس شخصیتؐ کے

Marfat.com

رحم و کرم کے ہوتے ہوئے ، اگر مسلمان سخت دل ہوگا، ظالم ہوگا تو اُسے چاہیے کہ اپنے آباؤ اجداد کی صفات بیان کرے، کم از کم رسول اکرم ﷺ سے محبت کا دعویٰ نہ کرے۔

وما علینا الا البلاغ

۲۳ر فروری ۲۰۱۲ء

جہلم

Marfat.com

نظریۂ شفاعت اور مقامِ وسیلہ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الصٰفّٰت: ۱۸۲: ۱۸۱: ۱۸۰)

خواتین وحضرات! شفاعت ایک ایسا موضوع ہے جو شاید اُمتِ مسلمہ کے کسی گروہ کے نزدیک متنازع نہیں ہے۔ مگر پھر بھی کچھ لوگ اکثر مقامات پہ بین لگانے کی کوشش کرتے ہیں، شفاعت کی حدود متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شفاعت کا مطلب ہے وسیلہ۔ ایک بہت بڑے انسٹی ٹیوشن سے ایک جزوی انسٹی ٹیوشن نکلا ہے۔ جب اللہ نے یہ کہا: کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ (سورۃ انعام: ۱۲) کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے یہ لازم قرار دیا کہ میں ان پہ ہر

Marfat.com

حال میں رحم کروں گا۔اب اس رحم کی ایک صورت رسولِ اکرم ﷺ کی پیدائش کی شکل میں تھی۔وہ شخصیتِ گرامیؑ جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) اب رحمتِ عالم کا جو سب سے بڑا جزو تھا، جو پروردگارِ عالم نے ان کو عطا فرمایا وہ شفاعت تھی۔شفاعت دو معنوں پہ مشتمل ہے، ایک جیسے میں نے عرض کیا اس کا مطلب ہے وسیلہ اور دوسرا اس کا مطلب ہے کہ کسی کے حق کے لیے یا کسی کی خاطر خیریت کی دعا۔شفاعت کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ کسی کے لیے کسی کے حضور خیر کی دعا کرنا۔جب رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ سامنے آئے گا تو اس سے مراد یہ ہو گی کہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا جو ان کی امت تک پہنچتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ جب ہم جنت کے دروازے پہ جائیں گے تو جبرائیلؑ پوچھیں گے اور میں کہوں گا کہ دروازہ کھولو، تو خوازِن جنت کہیں گے آپ کون ہیں؟ ہم سے بہت ساری ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جنہیں ہم سنی سنائی باتیں سمجھتے ہیں مگر وہاں اس درجہ پابندی احکام ہوتی ہے، مختلف جگہوں پر، کہ

وہ پوچھیں گے کہ کھولوں گا تو ضرور مگر آپ ہیں کون؟

آپؐ فرمائیں گے: ''میں محمد ﷺ۔''

تو خوازِن جنت کہیں گے مجھے آپ ہی کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہیں کھولنا۔(اخرجه مسلم فی الصحیح)

یہ حدیث کے Exact الفاظ ہیں۔ان میں آپ بہت سارے علماء کے Romanticism نہیں پائیں گے۔اسی طرح میں آپ کو یاد دلاؤں کہ جب حضور ﷺ شبِ معراج کو اسراء کے بعد آسمانوں کی طرف جا رہے تھے۔آپ کو پتہ ہے

Marfat.com

معراج کے بارے میں کتنی خوبصورت باتیں اور داستانیں کہی جاتی ہیں مگر حقیقت تھوڑی سی جدا ہوتی ہے۔ اس حقیقت میں Creator اور created کا فرق بڑا ضروری ہوتا ہے۔ مخلوقاتِ عالم کے سردار جب بلند ہو رہے تھے تو آسمانِ اول پر، ملائکہ میں سے جو دربان مقرر تھے،

انہوں نے پوچھا کہ کون؟

حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا: جبرائیلؑ

کہا: اکیلے ہو یا کوئی ساتھ آیا ہے؟

کہا: ساتھ محمد ﷺ ہیں۔

کہا: خود آئے ہیں کہ بلائے گئے ہیں؟

کہا: بلائے گئے ہیں۔

کہا: مرحبا! گزر جایئے۔ (اخرجه بخاری فی الصحیح)۔

اگر آپ داستان طرازی بیچ میں سے چھوڑ دیں، بڑی لمبی لمبی باتیں، حوروں کے نئے فیشن ایبل ڈریسز اور فرشتوں کی تفصیلات تو آپ کو جو اصلی حقیقت نظر آتی ہے وہ بڑی خوبصورت نظر آتی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اناؤنسمنٹ تو بہت بڑی ہو گی، اعلانات ہوں گے مگر کارِ دنیا بھی یہی ہے اور کارِ پروردگار بھی یہی ہے۔ جو ان کے حکم سے ڈیوٹی پہ متمکن لوگ ہوتے ہیں وہ خدا کے حکم کی سرتابی کی کوئی جرأت نہیں رکھتے اور ان کے نزدیک وہ قادرِ مطلق ہے۔ اسی لیے انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہا میں محمد ﷺ، کہا درست ہے، ہمیں حکم ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولا جائے۔ تو فرمایا وَ نَحْنُ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ کہ ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے (اخرجه مسلم فی الصحیح)۔

Marfat.com

یہ شفاعت ہے کیا؟ کہ جب ایک آیتِ قرآن اتری: قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰه کہ اے میرے پیغمبرؐ ان سے کہہ دو کہ تم نے بہت غلطیاں کیں، جس چیز کو میں نے احتیاط سے خرچنے کو کہا تھا، زندگی کو احتیاط سے خرچنے کا کہا تھا، اپنی صلاحیتیں ناجائز صرف کرتے رہے۔ میں نے جائز کمانے کو کہا تھا، میں نے جائز عمل صحت کو کہا تھا تم غلط کرتے رہے۔ تم نے اپنی شہوات کو غلط استعمال کیا، تم نے بچوں کو میرے مقابل کر دیا، کبھی بیویوں کو کبھی خاوندوں کو میرے مقابل کر دیا۔ تم نے ہر چیز کو میرے مقابل کر دیا۔ یہ خسارہ ہے۔ اصل ذہنیت، اصل حق، اصل جو مسلکِ انسان تھا وہ چھوٹا سا تھا کہ: اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا میں نے تمام عقل اسی لیے دی ہے، پہلا مقصد یہی ہے کہ چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو میرا انکار کر دو۔ پھر آپ نے اسراف کیا، جا بجا خرچتے پھرے، پھینکتے پھرے۔ اسی عقل کے ضیاع کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر انسان ایسا کرے گا: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (سورۃ الزمر: ۵۳) اللہ کی رحمت سے نہ مایوس ہونا، سب خطاؤں سے بڑی خطا نہ کر بیٹھنا۔ ایسی خطا نہ کر بیٹھنا جس کے بعد تمہارے لیے کوئی آسرا زمین و آسمان میں باقی نہیں بچے گا۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کیوں؟ آخر گناہ و ثواب میں کیا فرق ہے؟ آخر خداوند کریم کیا کلیم کرنا چاہتا ہے جو کہتا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا؟ پھر خدا نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا کہ تمہارا اللہ وہ ہے جو تمام گناہ معاف کرتا ہے۔ ''جَمِیْعًا'' کا لفظ Totality ہے، اس میں کوئی کسی قسم کی کوئی limit نہیں آتی۔ بلکہ حدیثِ مبارکہ جو حضرت ابوذر غفاریؓ سے منسوب ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے

Marfat.com

قلبِ صمیم سے، دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس پہ دوزخ کی آگ حرام ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا: چاہے اس نے گناہ کبیرہ کیے ہوں؟ پھر دہرایا، چاہے اس نے گناہ کبیرہ کیے ہوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا چاہے تجھے جتنا بھی بُرا لگے یہی بات سچ ہے۔ اے ابوذرؓ چاہے تو چاہے، چاہے تو نہ چاہے، چاہے تجھے برا لگے یا اچھا لگے، بات یہی ہے کہ جس نے دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اور خلوصِ قلب سے اس پہ قائم رہا اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔ (اخرجہ مسلم فی الصحیح)

مسئلہ یہ ہے کہ آخر یہ کیوں؟ اتنے بڑے انسٹی ٹیوشن کا معیار اتنا معمولی کیوں؟ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اسے معمولی سمجھتے ہیں۔ مگر ایک ہی تو چیز اللہ نے ہمیں دی ہے، ایک ہی تو صفت انسان کو دی ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے میں دو عالم میں ممتاز ہوں۔ میں بحیثیت انسان بڑا کیوں ہوں؟ مجھ میں اور جانور میں فرق کیوں پڑا؟ مجھ میں اور ملائکہ میں فرق کیوں پڑا؟ مجھے جنات سے افضل کیوں قرار دیا؟ اس لیے کہ خداوند کریم نے چاہا کہ جب میں نے تمہیں عقل دی اور عقل ہماری اپنی نہیں ہے۔ سب سے بڑی غلطی، کوئی انسان اگر زمین و آسمان میں پال سکتا ہے تو وہ عقل کو اپنی میراث کہے یا اپنی ذہانت کو اپنا کہے، یہ بالکل غلط ہے بلکہ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کہ یہ امانت ہے میں نے زمین و آسمان میں چیلنج کیا کہ کوئی لیتا ہے، اٹھاتا ہے؟ یہ وہ عقل ہے کہ جسے امانت کے طور پہ انسان کے حوالے کیا: فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب: ۷۲) انسان نے اسے اٹھالیا: فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ سب ڈر گئے، خوفزدہ ہو گئے اس علم کی دولت کو

Marfat.com

اٹھانے سے، عقل کو وصول کرنے میں سب گھبرا گئے: وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا پھر خدا نے رعایت دی کہ اس کی حملیت میں بھی، عقل کو استعمال کرنے میں بھی، اس کو وصول کرنے میں بھی انسان جہالت سے اور غضب سے کام لے گا۔ اپنے اوپر ظلم کرے گا جب اس کو خسارے میں ڈال دے گا اور اپنے ساتھ ناانصافی کرے گا۔ یہ اپنے آپ کو over estimate کر لے گا، یہ متکبرین میں شامل ہو جائے گا، یہ جہلائے وقت میں شریک ہوگا، یہ زمین کی خدائی کلیم کرے گا، فرعون و ہامان و شداد میں سے ہو جائے گا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک نظرِ غائر سے اسے مطلع فرمایا اور اس کے باوجود رعایت بخشی کہ سب کچھ تم کر بھی لو تو ایک کام نہ کرنا: لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ Don't disbelieve your God رحمت تو وہی طلب کرے گا جو خدا پہ یقین کرے گا۔ اگر دیکھا جائے تو نسلِ انسان کی تاریخ شروع یہاں سے ہوئی کہ انسان نے خطا کی اور خدا نے اسے بخش دیا، تیسرا تو کوئی عمل واقع ہی نہیں ہوا۔ اگر ہم مختصر کریں پوری نسلِ انسان کی تاریخ کو کہ اللہ نے انسان کو عزت و حرمت بخشی، اعلیٰ مقام پہ فائز کیا، پھر انسان سے خطا ہوئی، اس نے خطا کی پھر توبہ کی، اور توبہ کے نتیجے میں انسان کی بخشش ہوگئی۔

ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ شیطان کو کون عقلمند کہے گا؟ ویسے بڑا ذہین سمجھا جاتا ہے، ہم میں سے کئی شیطانوں کو وہ بڑا شیطان نظر آتا ہے۔ مگر ایک سوال یہ ہے کہ فرض کرو شیطان ایک بندے سے گناہ کرواتا ہے، مجھے نہیں آج تک سمجھ آئی کہ شیطان کا انٹرسٹ کیا ہے بندے سے گناہ کروانے کا؟ اور اتنی بڑی حماقت میں وہ کیوں پڑتا ہے؟ It is the biggest wastage of Satan, کہ most stupid thing you can ever imagine and do

Marfat.com

انسان سے گناہ کروائے۔سوال ہے کیسے ایک انسان سے گناہ کرواتا ہے، وہ بیچارہ توبہ کرتا ہے، اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔اس بے سود پریکٹس میں شیطان کو کیا ملتا ہے؟اگر آپ غور کریں تو دیکھیں گے کہ شیطان کی حماقت یہ بالکل نہیں ہے۔وہ انسان سے شاید گناہ کروانے میں interested نہیں ہے، کیونکہ انسان بہر صورت پیچھے پلٹ کے اپنے رب کے حضور توبہ کرتا ہے اور اگر وہ توبہ کرے گا اللہ ہر صورت اسے بخش دے گا اور اللہ اسے بخش دے گا تو شیطان کے ہاتھ کیا آیا؟ کیا آنا ہے اس کے ہاتھ؟ ہاں ایک کام وہ ضرور کرتا ہے، وہ Mentally tilt کر دیتا ہے، رجحانِ تعلیم بدل دیتا ہے، خدائی میں شریک کر دیتا ہے، خدا کی صورتیں بدل دیتا ہے، وہ ایک نیچرل پکی سڑک سے اتار کے اسے گمراہی کے رستے دکھاتا ہے۔چھوٹے موٹے گناہوں میں اس کا بھی کوئی انٹرسٹ نہیں۔بڑے میں وہ دلچسپی لیتا ہے اور سب سے بڑا گناہ شیطان کے نزدیک: لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص: ۸۲) میں اغوا کروں گا انسانوں کو، میں ان کو بہکاؤں گا، ان کو صحیح رستے سے میں اِدھر اُدھر کر دوں گا۔اسی لیے اگر بدن کے بیشمار گناہ بھی ہوں تو عقل کے ایک گناہ کے برابر نہیں پہنچتے۔کیونکہ یہ گناہ (انگلی سے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) مستقل ہے، دائم الوقت ہے، قبر کی تاریکیوں تک جانے والا گناہ ہوتا ہے۔یہ جو عقل کا گناہ ہوتا ہے یہ اتنا بڑا گناہ ہوتا ہے۔اسی عقل میں عاجزی چاہیے، اسی کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ یہ ہماری شے نہیں ہے، یہ اللہ نے امانت کے طور پہ دی ہے اور امانت کا مصرف صرف ایک بتایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الدھر: ۳) چاہو تو اپنے رب کو مانو چاہو تو اس کا انکار کر دو۔اب اتنی بڑی ویلیو جب Establish ہو جائے تو پھر باقی ہماری فیزیکل حرکات رہ جاتی ہیں۔یہ اچھی طرح یاد رکھیے کہ

Marfat.com

ہم Rightly place نہیں کریں گے چیزوں کو تو ہم خسارے میں رہیں گے۔ اگر ہم معمولی باتوں کو بڑھا کر اور بڑی باتوں کو چھوٹا کر دیں گے تو ہم خسارے میں رہیں گے۔ خدا کے نزدیک جو سب سے بڑا مسئلہ عقلِ انسان کو درپیش ہے وہ اپنی ترجیحات کا مرتب کرنا ہے۔ اگر آپ کی ترجیحِ اوّل آپ کا پروردگار نہیں ہے تو آپ اس زندگی سے ناکام گزرو گے، آپ کو کچھ حاصل نہیں ہونے کا۔ اگر آپ اپنی زندگی میں ایک کام کر لو کہ بہر صورت خدا کو ترجیحِ اول قرار دو، چاہے آپکا بدن فالو کرے نہ کرے۔ جیسے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لا الٰہ اِلّا اللّٰہ کہہ دیا اس پہ دوزخ کی آگ حرام ہوگئی، چاہے ابوذرؓ تم اسے پسند کرو یا نہ کرو۔

حضرت ابوذرؓ تو ماشاﷲ تعالیٰ اتنے عظیم القدر صحابی تھے کہ ان کا نام بغیر ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے پورا نہیں ہوتا مگر آج بھی بڑے ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کو کم قدر سمجھتے ہیں۔ آج بھی بڑے ایسے پکے عبادت کرنے والے لوگ ہیں جن کو غصہ آجاتا ہے یہ سن کر کہ یہ گناہ گار جنت میں جائے گا۔ ان کو طیش آجاتا ہے۔ ہمارے بہت سارے ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں، ہمارے ساتھ کے بھی گزرے ہیں، اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے وہ بیچارے اتنی محنت کر رہے ہوتے ہیں مذہب میں اتنی جان مار رہے ہوتے ہیں، تہجد ہو رہی ہوتی ہے، نوافل ہو رہے ہوتے ہیں، نمازیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ ایک بات یاد رکھیے اس سے کسی صورت فرائض و سنت کی اہمیت کم نہیں ہوتی، میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو زیادہ کر رہے ہوتے ہیں۔ جب وہ زیادہ کر رہے ہوتے ہیں اور مسلسل روزہ وصال رکھ رہے ہوتے ہیں۔ چھ چھ دن آپ کو بتایا جا رہا ہوتا ہے کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے، زندگی سے اتنا منہ موڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بڑا دکھ ہوتا ہے اس بات سے ''دیکھو جی اسی محنت

Marfat.com

کر کر کے مر گئے اے مفت وچ لئی جاندے نیں"۔ یہ مفت میں لے جا رہے ہیں وہ چیز۔ جب رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا۔ دو بڑی خوبصورت احادیث ہیں ایک حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث ہے۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے کہا کہ میں آپ کی ایک نصف امت کو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کر دیتا ہوں، یا تو یہ چوائس لے لو کہ میں نصف امت کو بغیر حساب کتاب کے داخل کر دیتا ہوں یا پھر شفاعت لے لو۔ تو ابو موسیٰ اشعریؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کیا انتخاب کیا؟ فرمایا میں نے شفاعت چنی کیونکہ یہ میری امت کے آخری گناہ گار تک بھی پہنچے گی۔ پھر دوسری حدیث میں 'نصف' کو 'ایک تہائی' کے معنی میں (بیان کیا گیا)۔ حضرت عوفؓ بن مالک، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کی حدیث ہے کہ جب وہ ایک رات کو جاگے تو دیکھا رسول اللہ ﷺ پاس نہیں ہیں اور ماحول میں کچھ سنسنی خیزی سی ہے تو حضرت عوفؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں تلاشِ رسول ﷺ میں نکلا، دیکھا تو مجھے آگے دو سائے نظر آئے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے اور دوسرے ایک صحابی تھے۔ حضورؐ کے پاس ہم پہنچے جو لشکر سے نکل کر ایک طرف اندھیرے میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی، عوفؓ بن مالک تم ہو؟ انہوں نے کہا جی حضورؐ میں حاضر ہوں۔ پھر کہا کیا ابو عبیدہؓ بھی ہیں؟ کہا ہاں میں بھی آیا ہوں اور پھر نبی کریم ﷺ نے تیسرے صحابی کا نام لیا اور کہا میں تمہیں بتاؤں میری آج اللہ سے کیا بات ہوئی؟ انہوں نے کہا حضور ﷺ ارشاد فرمایئے: فرمایا مجھ سے اللہ نے کہا کہ میں تیری امت کا ایک تہائی بغیر حساب کتاب داخل کر دیتا ہوں۔ یا یہ قبول کر لو یا شفاعت قبول کر لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شفاعت قبول کر لی۔ اس وجہ سے کہ میری امت کے نیک تو از خود چلے ہی جائیں گے، میری امت کے نیک لوگ تو

Marfat.com

چلے ہیں جائیں گے مگر میری امت کے گناہگار کی کون فکر کرے گا۔ میری امت کے ہر اس گناہ گار کو میری شفاعت پہنچے گی۔ ایک دفعہ اُم ہانیؓ تشریف لے جارہی تھیں، انکا تھوڑا سا حجاب کھلا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا دیکھو آپ کی رشتہ داری نہیں آپ کو بچائے گی جب تم لوگ اس طرح نکلتے ہو۔ اُم ہانیؓ فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا ہم پہ یہ طنز ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کمال کی بات ہے عمر کو شاید پتہ نہیں کہ جس نبی کی شفاعت ''ح'' اور ''حم'' تک پہنچے گی اور ''ح م ا'' تک پہنچے گی، کیا اس کی شفاعت اپنی اولاد تک نہیں پہنچے گی۔ (طبرانی فی الکبیر) یعنی جس نبی کی شفاعت زمین و آسمان کو پہنچ رہی ہے اور جس نبی کی شفاعت آخری انسان تک پہنچے گی جب وہ اسلام پہ قائم ہوگا، تو کیا اس کی اولاد کو نہیں پہنچے گی۔ اسی لیے جب شفاعت کا عنوان ہوا تو یہ آیت اتری جو میں آپکو سنارہا تھا: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ کہ اے بندگانِ خدا تم نے بہت اسراف کیے، بہت گناہ کیے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا: إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا تمہارا اللہ وہ ہے جو intotality سارے ہی گناہ معاف کرتا ہے إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۔

مدینے میں مبارکباد بٹنا شروع ہوگئی، مٹھائیاں بٹنی شروع ہوگئیں کہ اتنی بڑی آیت اتر آئی، اتنی خوبصورت آیت اتر آئی، ہماری بخشش کے لیے یہ کرم ہوا، یہ ابر رحمت کا نزول ہوا اور اس سے بڑی کیا بات ہوسکتی ہے کہ خدا نے کہہ دیا: إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا جب کوئی بات ایسے کرنی ہو جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے تو پھر کہا إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا کہ میں Totality میں تمہارے گناہ معاف کرتا ہوں: إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

Marfat.com

الرَّحِیم میں غفور ورحیم ہوں ۔لوگ مبارکبادد یتے ہوئے اہلِ بیت کے پاس بھی چلے گئے ۔اہلِ بیت کو کہا: دیکھو جی آج کیا آیت اتری ہے،سب کے نصیب ہی بہتر ہو گئے ۔ ماشااللہ تعالیٰ کوئی خوف وخطر باقی نہیں رہا۔اللہ نے یہ فرمایا دیا۔تو اہلِ بیت نے کہا،اچھاتم اس آیت سے خوش ہوتے ہوہم تو دوسری سے ہوتے ہیں۔پوچھا گیا آپ کس آیت سے خوش ہوتے ہو؟انہوں نے کہا جب اللہ نے کہا تھا:وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى(الضحی:۵) کہ اے پیغمبر ﷺ! اے محمد ﷺ! اے میرے بندۂ عالیٰ! ہم تمہیں ہر حال میں راضی کر کے چھوڑیں گے۔اور ہمارے رسول ﷺ وہ ہیں ہمارے پیغمبر ﷺ وہ ہیں کہ بغیر شفاعتِ شخصِ آخر کبھی راضی ہو نہیں سکتے۔یہی مقام وسیلہ یہی مقامِ محموداور یہی مقامِ شفاعت ہے۔

اب دیکھواذان ہوتے ہوئے آپ ایک دعا مانگتے ہو کہ یا اللہ ہمارے رسول ﷺ کو مقام وسیلہ عطا فرما۔یہ وہی مقام ہے۔حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ”میرے لیے مقام وسیلہ کی دعا کیا کرو، کیونکہ یہ جنت میں ایک منفرد اور تنہا مقام ہے اور مجھے امید ہے کہ میرا اللہ یہ[مقام] مجھے عطا فرمائے گا“۔یہ مقامِ وسیلہ ہی مقامِ شفاعت ہے، یہی مقامِ محمود ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے ان افراد کے لئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے۔(اخرجه الترمذی فی سنن، کتاب:صفة القيامته والرقائق والورع عن رسول الله ،باب:ما جاء فی الشفاعة ٤/ ٦٢٥_والحاكم فی المستدرك_ والطيالسی فی المسند)

جب قیامت کا میدان سجے گا، بہت کم جگہ ہوگی زمین پہ، پچھلے بھی لوگ ہوں گے، اگلے بھی ہوں گے۔اس وقت تو شاید زمین پہ تھوڑی بہت گنجائش ہو، مگر

Marfat.com

جب قیامت سجے گی تو زمین پہ سوائے پاؤں رکھنے کے فالتو جگہ نہیں ہو گی No resting place درخت بھی نہیں ہوں گے، پہاڑ کوئی نہیں ہو گا، سایہ نہیں ہو گا، چھاؤں نہیں ہو گی کچھ بھی نہیں ہو گا۔ دن بڑا لمبا ہو گا Technically speaking پچاس ہزار سال کا ایک دن ہو گا۔ ساری دنیا کے لوگ کھڑے ہوں گے، سارے ہی تھک جائیں گے اور پھر روتے پیٹتے کبھی آدمؑ کے پاس، کبھی نوحؑ کے پاس کبھی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس...... تو سارے انبیاء عذر کر جائیں گے اور کہیں گے نہیں بھئی ہمارے پاس یہ آفس ہی نہیں ہے ہم کیسے اپیل کر سکتے ہیں۔ ہم تو اس بخشش کی اپیل نہیں کر سکتے، ایسے کرو (ہر کوئی ان کو ڈائریکٹ کرے گا کہ) یہ تو عہدہ سارے کا سارا محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے۔ آپ ایسے کرو آپ اُن سے جا کے درخواست کرو۔ پھر لوگ جائیں گے، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں گے تو آپ ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں مجھ سے اللہ کا وعدہ ہے، پھر اللہ ان کو قائل کرے گا۔ ! اے عربی! یا محمد ﷺ آیئے اور ہم نے آپ کو جو مرتبہء شفاعت عطا کیا ہے آپ شفاعت فرمایئے۔ محدثین کا کہنا یہ ہے کہ وہ جبرائیلؑ اور اللہ کے درمیان بٹھائے جائیں گے۔ سب انبیاء کے منبر کھڑے کیے جائیں گے، ان کے تخت اٹھائے جائیں گے، پھر اللہ کے رسول ﷺ کا تخت اللہ کے سب سے قریب بچھایا جائے گا۔ آپ ﷺ جبرائیل اور خدا کے درمیان ہوں گے پھر خدا جو الفاظ آپ کو القاء کرے گا، ان الفاظ کی وجہ سے اللہ کہے گا کہ آپؐ نے درست کہا ہے اے پیغمبرؐ! ہم نے آپ کو شفاعت عطا کی ہے آپ شفاعت فرمایئے۔

پہلے ایک گروہ نکلے گا تو اللہ کہے گا جایئے رسول اللہ ﷺ آپ جایئے اور اپنے گناہگاروں کو نکال لیجیے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر حضور ﷺ کہیں گے کہ اے

Marfat.com

پروردگار ابھی تو بہت سارے میرے لوگ وہاں موجود ہیں۔ کہا جائیے یارسول اللہ ﷺ آپ جائیے، آپ کو ہم نے وعدہ دیا ہوا ہے، آپ جائیے اور باقی لوگوں کو لے آئیے۔ پھر گئے پھر لے آئے تو تیسری مرتبہ بھی کچھ لوگ دوزخ میں رہ جائیں گے۔ حضور ﷺ پھر اللہ کے حضور استدعا فرمائیں گے کہ اے مالک وکریم آپ کا وعدہ اور اس بندہ عاجز کی درخواست ......؟ جواب آئے گا ہاں اے میرے رسول ﷺ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی شفاعت ہر حال میں قبول کریں گے۔ آپؐ فرمائیں گے اے میرے پروردگار ابھی میری امت کے کچھ لوگ دوزخ میں باقی ہیں۔ اللہ فرمائے گا اے میرے رسول ﷺ اب تیری امت کا کوئی بندہ دوزخ میں نہیں ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب نے روک رکھا ہے۔ یعنی یہ بظاہر مسلمان لگتے تھے، بظاہر یہ ایمان پہ قائم تھے مگر دراصل ان میں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ ان کے ناموں کے گمان پہ نہ جاؤ، ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اور کوئی بھی ہمیں اور آپؐ کو ماننے والا دوزخ میں نہیں ہے (اخرجه بخاری فی الصحیح)۔

حضرت آدمؓ بن علی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا: روزِ قیامت سب لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے۔ ہر امت اپنے اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور عرض کرے گی: اے فلاں! شفاعت فرمائیے، اے فلاں! شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ شفاعت کی بات حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہوگی۔ پس اس روز شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا (اخرجه بخاری فی الصحیح: کتاب تفسیر القرآن: باب: قوله: عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا ٤/١٧٤٨۔ ونسائی فی سنن الکبریٰ ٦/٣٨١)۔

Marfat.com

شفاعت کی بہت ساری اقسام ہیں۔شفاعت کی سب سے بڑی وہ قسم ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے ستر ہزار اللہ کے بندے اور رسول اللہ ﷺ کے امتی، بغیر حساب و کتاب پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ (یہ بڑی اہم بات ہے خواتین کے لیے بھی) کہ آپؐ کی امت کے یہ کون لوگ ہیں جو بغیر حساب ستر ہزار جنت میں داخل کیے جائیں گے؟ فرمایا: جو شگون نہیں لیں گے، جو وہم اور وسوسے میں نہیں پڑیں گے، جو تعویذ دھاگے پہ اعتبار نہیں کریں گے، بالکل صاف ستھرا یقین ہوگا ان کا، جو جن پری کے سائے پہ نہیں یقین کریں گے، جو جادوگروں کا یقین نہیں کریں گے، صرف اور صرف اپنے اللہ سے وابستہ ہوں گے اور جب بھی کوئی ایسا وسوسہ انہیں آئے گا تو ایک چھوٹی سی بات کہیں گے آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔(اخرجه بخاری فی الصحیح، باب :الایمان) کہ جو مرضی کرلو جی! جنّو، بھوتو اور جادوگرو جو مرضی کر لو، اے حساب والو جتنے مرضی حساب کرلو، تم جو مرضی آسیب زدگی کرلو ہم تو کہتے ہیں آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ،ہم تو اپنے اللہ اور اپنے رسول ﷺ پہ ایمان لائیں گے، تمہارے لوگوں کی باتوں پہ یقین نہیں کریں گے۔اس میں ہمارا چانس موجود ہے۔دیکھوناں بیت رضوان والے دن تین ہزار اور کچھ سو صحابی ریکارڈ ہوئے، اگر اس وقت دیکھا جائے تو اصحاب رسول کم تھے دوسرے لوگ زیادہ تھے۔یقین جانیے اصحاب کے بعد ہر عہد میں کچھ نہ کچھ لوگوں کا حصہ اس ستر ہزار میں ہے کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ نے کہا ''بہت سے اگلوں میں سے اور کچھ پچھلوں میں سے'' ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۔ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ(سورۃ الواقعۃ: ۱۳،۱۴) کچھ نہ کچھ آپ لوگوں کا حصہ ہے۔ایسا ایمان اختیار کیجیے، ایسا ایمان جس میں وہم وسوسہ کی کوئی

Marfat.com

گنجائش نہ ہو اور ایسے صاحبِ ایمان بنیئے جو ہر چیز میں ہر رجوع میں اللہ ہی کو منزلِ آخر سمجھتے ہوں۔

اس شفاعت کے بعد ان لوگوں کا حصہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ وہ لوگ جو دوزخ میں داخل ہو جائیں گے پھر ان کو حضور ﷺ کی شفاعت سے نکالا جائے گا، اور پھر وہ لوگ تیسری شفاعت میں آئیں گے جو داخل ہونے کے مستحق ہوں گے مگر ان کو نکال دیا جائے گا اور وہ دوزخ نہیں دیکھیں گے باہر آ جائیں گے۔ پھر پانچویں نمبر پہ ان لوگوں کی شفاعت کی جائے گی جن کے حسن و قبح برابر ہوں گے، برائی اچھائی برابر ہو گی اور اللہ کے رسول ﷺ کی شفاعت ان تک پہنچے گی اور بغیر دوزخ کی شکل دیکھے وہ خدا کے فضل سے آئیں گے۔ کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اعراف کے لوگوں کی بھی شفاعت ہو گی، مگر چونکہ قرآن کے ضمن میں کچھ قوانین ایسے ہیں جیسے اللہ نے شفاعت کے آخری لمحے میں کہا کہ اے میرے رسول ﷺ ان کو کتاب نے روک رکھا ہے۔ ایک بڑی Reason جو شفاعت کو کینسل کر سکتی ہے یا اسے کم کر سکتی ہے وہ انکارِ خدا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کبھی توحید کا اقرار نہیں کیا، وہ لوگ جنہوں نے کبھی خدا کو نہیں مانا بس وہی لوگ شفاعت کے اس اعزاز سے محروم رہ جائیں گے۔

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک صحابی آئے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے بہت محبت ہے، دنیا میں تو بہت محبت ہے مجھے چین نہیں آتا۔ میں آپ کی کہی ہوئی باتوں پر بھی عمل کرتا ہوں پھر بھی چین نہیں آتا۔ جب تک ایک نظر میں آپ کو دیکھ نہ لوں، مجھے اتنی محبت ہے میرا دن نہیں گزرتا، رات نہیں گزرتی۔ حضور نے فرمایا: لوگ انہی کے ساتھ اُٹھائیں جائیں گے جن کے ساتھ انہیں محبت ہو

Marfat.com

گی۔ مدینے میں خوشخبریاں بٹنی شروع ہوگئیں کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگ انہی کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے جن سے انہیں محبت ہوگی۔ حضرت انسؓ بن مالک نے سنا تو کہا اچھا، اگر یہ بات ہے پھر تو مجھے اللہ کے رسول ﷺ سے بڑی محبت ہے اور مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے بڑی محبت ہے۔ اگر یہ بات ہوئی میں تو پھر انہی کے ساتھ اُٹھایا جاؤں گا اور بڑے خوش ہوئے۔ مگر ایک صحابی کو تھوڑا سا رنج ہوا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ تو دنیا میں ہوا، مگر جب ہم مر جائیں گے تو وہاں تو بڑے بڑے نیک لوگوں کے ساتھ آپؐ کا بسر ہوگا، بڑے بڑے پیغمبروں کے ساتھ ہوگا، یا آپؐ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے ساتھ ہوں گے۔ ہم جیسے کہاں رستہ پائیں گے؟ ہم جیسے کہاں رستہ پائیں گے، ہم آپؐ تک کیسے پہنچیں گے۔ یہاں بھی دنیا میں بہت سارے لوگ ایسے تاسفات کا اظہار کرتے رہتے ہیں، بہت سارے کہتے ہیں ہم اتنے حقیر ہیں کہ ہم فلاں حضرت کے قریب کیسے جائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، وہاں بھی یہ بات لاگو ہوگی کہ جس کو اللہ کے رسول ﷺ سے جتنی محبت ہے اور اسی نسبت سے وہ جنت میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کے قریب ہوگا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا: میرے پاس تو کوئی تیاری نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں (یعنی تمام صحابہ کو) کبھی کسی خبر سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ اقدس سے

Marfat.com

ہوئی کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور نبی اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں لہٰذا امید کرتا ہوں کہ ان کی محبت کے باعث میں بھی ان حضرات کے ساتھ ہی رہوں گا اگرچہ میرے اعمال تو ان کے اعمال جیسے نہیں۔ (اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب : المناقب، باب: مناقب عمر بن خطاب ابی حفص القرشی العدوی ۳/۱۳۴۹۔ و مسلم فی الصحیح، کتاب:البر و الصلة و الاداب ، باب :المرء مع من احب ٤/۲۰۳۲)

تاریخ میں ایک بڑا معرکہ سا گزرا ہے، اس وقت امام ابن تیمیہؒ بڑے سخت مزاج تھے۔ مسلمانوں میں سخت مزاج ملا بھی گزرے ہیں آسان بھی گزرے ہیں۔ منگولوں سے جنگ جاری تھی تو امام ابن تیمیہؒ فطرتاً مجاہد تھے، عام لوگوں پہ بڑے سخت تھے، کوئی رعایت دے دیتا، کوئی مذہب میں تھوڑی سی اجازت دے دیتا تو امام ابن تیمیہؒ بس ننگی تلوار بن جایا کرتے تھے۔ وہ کہتے عمل کے بغیر یہ بھی نہیں، عمل کے بغیر وہ بھی نہیں، بڑی سختی کیا کرتے تھے۔ بہت سارے لوگوں کے چونکہ فقیہ اور قاضی تھے، بہت سارے لوگوں کو سزا بھی دلوائی۔ اسی زمانے میں امامِ مغرب خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ بھی موجود تھے۔ یہ تمام اہل مغرب میں سے جتنے بھی ہیں خواجہ ابوالحسن ہی کہ وجہ سے (خداشناس ہیں)، ہمارے ہاں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں، جیسے اہل ہند میں سب سے ممتاز سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ ہیں۔ اسی طرح مغرب میں سب سے بڑے، تصوف اور عمل کے، دین کے امام خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ تھے۔ ایک دن امام ابن تیمیہؒ نے انہیں خط لکھا کہ تُو بڑی لوگوں کو اللہ کی خوشخبریاں سناتا پھرتا ہے، بڑی ان کو رحمت کی خبر دیتا ہے، بڑی شفاعت کی خبر دیتا ہے، باز آ ورنہ میں تیرا محاسبہ کروں

Marfat.com

گا اور تجھے سخت سزا دوں گا۔ امام ابوالحسن شاذلیؒ بڑے خوش مزاج تھے، انہوں نے کہا اے امام المحد ثین میں تو کچھ بھی نہیں کہتا پھرتا، میں البتہ آپ کو ایک حدیث لکھ کے بھیج رہا ہوں اس کی صحت اور سند کے ساتھ مجھے بتایئے گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ نہیں ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر آپ اپنا اعتراض واپس لیجیے گا اور مجھے امن میں رہنے دیں۔ وہ حدیث کیا تھی، متفق علیہ، صحیح، متواتر، مشہور اور حسن۔ حدیث یہ تھی کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے، میں نے نہ نماز پڑھی ہے زیادہ، ضروری ضروری، روزے بس پورے پورے، فالتو کوئی کام نہیں کیا ہوا، زیادہ عبادت نہیں کی ہوئی تو نبی کریم نے فرمایا: مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ فرمایا اچھا، پھر تو قیامت کے دن لوگ انہی کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے جن سے انہیں بہت محبت ہو گی۔ (اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الاحکام ۶/۲۶۱۵ و فی کتاب الادب ۵/۲۲۸۲ و فی کتاب فضائل اصحاب النبی، باب: مناقب عمر ۳/۱۳۴۹) ۔ جب یہ حدیث گئی، ابن تیمیہؒ نے دیکھا...... وہ ہماری طرح ضدی عالم نہیں تھے...... انہوں نے پرکھ لی تھی کہ حدیث بالکل صحیح ہے، حسن ہے، شاندار ہے۔ انہوں نے خواجہ ابوالحسنؒ سے معذرت کر لی۔

سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کیوں تکلیف ہو اگر گناہ گار بخشے جائیں گے؟ اس بدو کی طرح جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے پوچھا قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ اگر مفتی اللہ یار خان لیتے تو بڑا سخت ہوتا، مفتی نعمت اللہ لیتے تو بڑا سخت ہوتا، کوئی اور جواہر مرزا لیتے تو بڑا سخت ہوتا۔ بدو نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ خود۔ بدو ہنس

Marfat.com

پڑا، ہنس کے چل دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ پیچھے جاؤ اسے واپس بلایا تو آپ ﷺ نے بدو سے پوچھا ہنسا کیوں؟ جب اسے واپس بلایا تو پوچھا میاں یہ کوئی مذاق کی بات تھی، کوئی ہنسنے کی بات تھی؟ تو ہنسا کیوں؟ تو اس بدو نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم نے زمین پہ دیکھا ہے کہ جب کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے تو نرمی سے لیتا ہے، اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اس بدو نے کتنی عقل کی بات کی ہے۔ پھر فرمایا: اللہ سے گمان اچھا رکھو خاص طور پہ مرتے وقت بہت اچھا رکھو کیونکہ آدمی اپنے گمان پر اُٹھایا جائے گا، اور دعا بتائی اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ ۔ یہ لمحۂ آخر کی دعا ہے کہ اے پروردگار جب ہمیں موت آئے تو ہم اس ایمان پہ ثابت قدم ہوں کہ ہم ایک بڑے عالی ظرف خدا کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہم ایک بخشنے والے خدا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کمال کی بات ہے اللہ بخشنے پہ زور لگا رہا ہے اور ہمارا سارے کا سارا تصور اللہ کو عذاب سنانے والا خدا سمجھ رہا ہے I can't understand this ہم نے پلّے سے حدیث نہیں گھڑنی ہوتیں، ہم نے کوئی اپنا ذاتی نقطۂ نظر نہیں دینا ہوتا مگر ایک حدیث فائنل ہے اور جس عالم میں وہ نہیں ہوگی وہ عالم نہیں ہوگا۔ فائنل ہے اور کتنی خوبصورت ہے۔ ادبیات عالیہ میں بھی ایسی سٹیٹمنٹ نہیں ہے جیسی آپ کے رسول ﷺ دے رہے ہیں۔ فرمایا: جب کسی چیز سے نرمی رخصت ہو جائے تو وہ بدصورت ہو جاتی ہے اور جب کسی چیز میں نرمی داخل ہو جائے تو وہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ ہم کون سا مذہب لیے پھرتے ہیں؟ جہاں کوڑے، جہاں مار پیٹ، جہاں سختی، جہاں ہر وقت سزا ہی سنائی جا رہی ہے۔ اصل میں یہ ہمارے تصور میں برصغیر ہند سے تاثر آتا ہے۔ جب برائی بڑی پھیل گئی تو کوہ بندیا پہ چل کے برہما نے آگ جلائی تو وہاں چار راجپوت پرنس تخلیق ہوئے جو ہندو

Marfat.com

ماتھالوجی ہمیں بتاتی ہے۔ چندر بنسی سورج بنسی چالوکیا اور چوہان راجپوت مگر ساتھ ساتھ سزا دینے والی اتنی دیویاں پیدا ہوئیں، اتنی بدشکل دیویاں پیدا ہوئیں کہ آج بھی اگر آپ انڈین ٹی وی پہ دیکھ لو تو خوف آنے لگتا ہے۔ کالی، درگا اگر آپ ان کی شکل و سراپا دیکھو جو بدصورت ترین...... خواتین کی کم بختوں نے بڑی تذلیل کی، یعنی دیویوں کی شکل اتنی خوفناک بنائی ہے کہ کوئی ان کو خاتون سمجھ ہی نہیں سکتا...... اور ان کو دیکھ کے راتوں کو بھی ہمارے خواب اجڑ جاتے ہیں اتنی خوفناک شکلوں والی عورتیں ہیں۔ اللہ کے ہاں ایسی کوئی فضول چیز نہیں ہے۔ ایک صاف شفاف رستہ ایک خوبصورت ایک تنبیہِ غافلین ضرور ہے۔ جگہ جگہ آپ کو سنتِ رسولؐ اور اس میں ایک روشنی دکھا دی ہے۔ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے پانچ وقت کی نماز۔ ایک دفعہ میں امریکہ میں کھڑا تھا، اتفاق سے میں نے فش برگر لینا تھا کوئی دوسرا تو میں لے نہیں سکتا تھا۔ مجھے ابھی تک یاد ہے اس برگر کی وجہ سے پونا گھنٹہ ہم اس قطار میں کھڑے رہے۔ میرے دوست نے مجبور کیا میں تو بغیر کھائے نکل جاتا، اس کو بہت بھوک لگی تھی۔ مگر وہاں کھڑے کھڑے بطور مسلمان مجھے ایک خیال آیا کہ ایک برگر کی خاطر تو ہم پورا پونا گھنٹہ کھڑے ہو سکتے ہیں اور خدا کے حضور پانچ دس منٹ نماز میں نہیں کھڑے ہوتے۔ یہ پابندی عجیب سی ہے مگر نماز جو ہے ناں اگر آپ غور کرو، اگر آپ اللہ کی بات پہ جاؤ تو آپ سوچو گے یار، ہم کس چکر میں نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کیا چاہتا ہے کہ ہم نماز پڑھیں۔ اگر تو اللہ نے مار پیٹ کا، سزا و جزا کا نظام نماز سے منسلک کیا ہوا ہے تو میں نہیں کہتا، مگر جب رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: وَاَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ: ۱۴) کہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز پڑھو۔ یہ نہ ہو میں تمہارے حافظے سے اتر جاؤں، میں تمہارے

Marfat.com

خیال سے نکل جاؤں، ایسا نہ ہو کہ تم مجھے بھلا دو اور میں تمہیں بھلا دوں۔ یہ نہ کرنا کہ خدا کے نسیان میں داخل ہو جاؤ۔ ورنہ خدا نے کیا لینا ہے۔ کسی بھی ایسی عبادت سے اللہ نے کیا لینا ہے جو اس تک پہنچتی ہی نہیں ہے۔ قربانی اس تک پہنچتی ہی نہیں ہے، کہتا ہے تمہاری نیت پہنچتی ہے، تمہارا اخلاص پہنچتا ہے۔ تمہاری اوٹھ بیٹھ نہیں پہنچے گی، تمہارے لیے فائدہ مند ہے مجھے نہیں۔ اللہ کہتا ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں، میں نے معیار جو تمہاری شفاعت کا یہ رکھا ہے کہ: فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ مجھے ایسے یاد رکھو جیسے اپنے آباؤ اجداد کو کرتے ہو۔ یہ نہیں کہا کہ مجھے خوف سے یاد رکھو۔ یہ بھی نہیں کہا کہ میرے لیے ضرور کوئی ایسے اوٹ پٹانگ سے قدم اٹھاؤ، کوئی پہاڑوں میں جا کے چلّے کرتا پھرے، کوئی سمندروں کی تہہ میں ڈوب جائے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا: فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ جب تم بڑے گھر کے طواف کر لو ناں اور یہاں عام زندگی میں بھی، دونوں طرف حکم لاگو ہوتا ہے۔ وہاں مناسک حج پہ ہوتا ہے یہاں آپ کے روزمرہ کے معمولات پہ ہوتا ہے: فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ جب تم اپنے مناسک پورے کر لو کام کاج پورے کر لو: فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ مجھے اس طرح یاد کرو جیسے آباؤ اجداد کو کرتے ہو۔

کوئی ہے جو آباؤ اجداد کو نفرت سے یاد کر رہا ہو۔ ہوں گے اِکا دُکا Out of six billion, maybe five or ten مگر آباؤ اجداد کو تو لوگ محبت سے یاد کرتے ہیں، پیار سے یاد کرتے ہیں۔ بزرگوں کی پتہ نہیں کون کون سی باتیں سنا رہے ہوتے ہیں، اپنی ماں کو یاد کر کر کے رو رہے ہوتے ہیں، فاتحہ پڑھ رہے ہوتے ہیں، خیراتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ خداوند کریم فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے یاد کرو، پیار سے

Marfat.com

اُنس سے یاد کرو جیسے تم آباؤ اجداد کو کرتے ہو: اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ذرا زیادہ یاد کرو، ذرا زیادہ یاد کرو کیونکہ ماں باپ نے مجھے تمہیں نہیں بخشا، میں نے تمہیں ماں باپ بخشے ہیں۔ میں نے تمہیں رزق بخشا ہے، میں نے تمہیں پیدائشِ جہاں بخشی ہے، میں ہی تمہیں رخصتِ عالم پہ آمادہ کروں گا۔ میں ہی عزت بخشنے والا ہوں: فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء: ۱۳۹) میں ہی سب کچھ دینے والا ہوں تو حق تو یہی بنتا ہے نا: اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ذرا زیادہ ذکر کرو۔ مجھے ذرا زیادہ یاد کرو، مجھے تسلی ہو کہ میرے بندے نے سب سے زیادہ مجھے یاد کیا۔ نبیؐ ذاکر بھی تو یہی تعلیم دے رہے تھے۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بابِ جنابت میں پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس حالت میں خدا کو یاد کرتے تھے؟ فرمایا: وہ ہر حال میں خدا کو یاد کرتے تھے۔ اس آفس کی Singularity اسی وجہ سے زیادہ ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے خطبۃُ الوداع والے دن ایک بات کہی: کہ آج کے دن شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا۔ اب میری امت کا کوئی بندہ کفر و شرک نہیں کرے گا۔ مسئلہ یہ پیدا ہو جاتا ہے ہم اپنے ذہن کی کمی کی وجہ سے، ہم اپنی کم تعلیمی کی وجہ سے، ہم اپنے غلط الفاظ کی وجہ سے بعض اوقات ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں۔ ایک لفظی غلطی، ایک غریب آدمی جا کے کہتا ہے کسی ولی کے مزار پہ ''یا حضرت میرا کام کر دیجیے'' ایک دوسرا جاتا ہے اور کہتا ہے ''یا حضرت اللہ سے دعا کیجیے میرا کام ہو جائے'' یہ طریقہ قرآنی ہے اور اللہ نے خود قرآن میں بتا دیا ہے، یہ وسیلہ اور یہ شفاعت قرآنی ہے کہ: اے پیغمبر ﷺ جب تیرے پاس لوگ آئیں اور مجھ سے مغفرت کی دعا کریں اور تو بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرے پھر تو ہم بخشنے والے ہیں۔ وجہ صرف ایک سادہ سا پروٹوکول ہے۔ اب ظاہر ہے کہ پروردگارِ عالم نے ایک پورے کا پورا آفس ہی ایک بندے کے حوالے کر

Marfat.com

دیا۔ایک بابِ رحمت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا، ایک بابِ شفاعت ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کر دیا۔اب فرض کرو آپ ان کے امتی ہو، کیسا بد بخت امتی ہو گا، کیا غیر معقول امتی ہو گا جو بائی پاس کرنے کی کوشش کرے گا۔ہم میں سے بڑے متقی ایسے ہیں جو بائی پاس کرنے کی کوشش کرتے ہیں چھوڑ و جی چھوڑ و خدا کے رسول ؐ کو...... چھوڑ و کیسے بھئی؟ پہلی سب سے بڑی خدا کے رسول ﷺ کی شفاعت ہم پہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ان کی مہربانی، ان کے توسط سے ہمیں خدائے واحد کا یقین حاصل ہوا ہے۔چھوڑ و کیسے؟ کہ ہم نے تو اللہ کو اپنے رسول ﷺ کی وساطتِ علمیہ سے پایا ہے independently پہلے بھی دنیا آباد تھی، عرب بھی آباد تھے، ہندوستان بھی آباد تھا۔آج بھی ہندوستان میں ہر تیسرے ہندوستانی کا الگ دیوتا ہے۔تینتیس کروڑ دیوتا ہیں Can you imagine? کیا آپ imagine کر سکتے ہو کہ یہ کنفرمڈ حقیقت ہے کہ Every third Hindu has a god ہندوستان میں تینتیس کروڑ ہندو دیوتا ہیں، بھلا ایسی زمین سے اُٹھتے ہوئے آپ کو کون ہدایت دے سکتا تھا جب تک وہ اللہ کے رسول ؐ کا ایسا پابندِ محبت شخص نہ ہوتا۔کیا احسان مندی کا تقاضا یہ ہے کہ اُن لوگوں نے جنہوں نے خدا کے رسول ﷺ کی محبت میں، اللہ اور اس کے دین کی مدد کے لیے یا خدا سے خواستگار ہوئے یہ جاننے کے لیے کہ ہم اللہ کے بندوں کی خدمت کریں وہ اس برصغیر میں وارد ہوئے جن میں سب سے پہلے نمایاں اور معزز سیدنا علی بن عثمان ؒ ہجویری ہیں۔ پھر اس کے بعد اصحابِ چشت کے سلسلے شروع ہوئے۔کیا ان بزرگوں کی خدمات اہلِ ہند میں سے کوئی فروگزاشت کر سکتا ہے؟ کیا ان کے احساناتِ عظیم کا صلہ یہ ہو گا کہ ہم ان کے گریبانِ عزت پہ ہاتھ ڈال دیں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔خداوند کریم نے

Marfat.com

جن سے مناسب سمجھا ان سے کام لیا۔ مگر ایک جیلسی ہر وقت موجود رہتی ہے ......میں نے آپ سے عرض کیا تھا، غصہ چڑھنے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف کیوں کہتا ہے ''میں بخشا جاؤں گا''۔ یہ جو عام بندہ ہے، خطا بھی کرتا ہے ایسا کیوں کہتا ہے، ہمیں دیکھو ہم کتنے متقی ہیں۔ متقی ہونا کسی وقت بڑا خطرناک بھی ہوتا ہے اللہ میاں بڑا سخت خلاف ہو جاتا ہے۔ متقی ہونے کے کسی وقت اللہ میاں بڑا خلاف ہو جاتا ہے۔ دو قسم کے متقی ہوتے ہیں۔ ایک تو تقویٰ کے اصل معانی کے مطابق متقی۔ اور ایک وہ جو عباداتِ ظاہری باطنی جو بھی ہے ان کے مطابق اپنے آپ کو مقدسیت میں لے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو پاکباز سمجھتے ہیں بڑا نیک سمجھتے ہیں۔ ان کے بارے میں خدا بڑی سختی کرے گا کہتا ہے: فَلَا تُزَكُّوا اَنفُسَكُمْ (النجم : ۳۲) مت کہو تم پاکباز ہو، بڑی سخت سرزنش ہے۔ فَلَا تُزَكُّوا اَنفُسَكُمْ مت کہو تم پاکباز ہو: هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى میں اچھی طرح جانتا ہوں یار تم کتنے پاکباز ہو۔ دوسرے جملے میں تھوڑا سا طنز بھی ہے: هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى بڑی اچھی طرح جانتا ہوں تم کتنے پاکباز ہو۔ ادھر بار بار تقویٰ کرنے کو ہمیں کہا جا رہا ہے، ادھر کہا جا رہا ہے: فَلَا تُزَكُّوا اَنفُسَكُمْ مت کہو تم کہ پاکباز ہو: هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى میں اچھی طرح جانتا ہوں تم کتنے متقی ہو۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اس کا مطلب وہی ہے جو رسول اللہ کی حدیث سے روشن ہے کہ ''تقویٰ نرمی میں ہے'' ''تقویٰ دوسروں کی خطا کی برداشت میں ہے'' ''تقویٰ رغبتِ اخلاص ہے، محبت ہے''۔ تقویٰ یہ نہیں ہے کہ لٹھ لے کے لوگوں کے پیچھے پڑ جانا، تقویٰ یہ نہیں ہے۔ گھٹنوں پہ سوٹیاں مار کے نہیں تقویٰ سکھایا جا سکتا۔ تقویٰ محبت سے سکھایا جا سکتا ہے۔ تقویٰ حسنؓ کی طرح سکھایا جا سکتا ہے، کسی بدو کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ غلط وضو کر رہا ہے۔ خود مثال سے بتایا جا سکتا ہے کہ

Marfat.com

ایسا بھی ہوسکتا ہے، ایسا کرلے۔ Particularly استادوں میں اگر نرمی رہے گی تو اس دین میں نرمی رہے گی، اخلاق میں نرمی رہے گی۔ کسی شے میں نرمی نہیں رہی اور رسول اللہ ﷺ کے قول کے مطابق جب کسی چیز سے نرمی نکل جاتی ہے تو وہ چیز بدصورت ہوجاتی ہے۔

حضرت ابو عمامہؓ نے ایک دفعہ پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ: یارسول اللہ ﷺ آپ ہیں کن کے؟ فرمایا کہ میں اپنی امت کے گناہگاروں کے لیے ہوں اور ایک بڑی خوبصورت بات یہ فرمائی کہ میری امت کے گناہگاروں کے لیے مجھ سے زیادہ فائدہ کسی شخص میں نہیں ہے۔ اب گناہ گار غور کریں گے تو تب ناں۔ فرمایا گناہ گاروں کو مجھ سے زیادہ فائدہ کسی اور انسان سے نہیں پہنچنا، اس لیے میں اپنی امت کے آخری گناہگار کی سفارش کرنے والا اور شفاعت کرنے والا ہوں۔ ایک تو (دوسرے) پیغمبرؑ شفاعت کرتے نہیں ہیں اوپر سے اُنؑ کی رد بھی نہیں جاتی۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی عنایت سے مقامِ شفاعت بھی اپنے رسول ﷺ کو دیا ہو، پھر اس میں ہمارے علما کی طرح کچھ یہ بھی ڈال دیا ہو کہ یہ ہوگا یہ نہیں ہوگا۔ نہ اللہ میں بخل جائز ہے نہ رسول ﷺ میں کبھی جائز ہوگا۔ وہ بھی عالمِ کُل کو عطا کرنے والا: وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ اللہ عطا کرنے والا ہے، رسول ﷺ بانٹنے والے ہیں تو شفاعت میں بخل کیسے ہوسکتا ہے، علما کو سوچنا چاہیے کہ شفاعت میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کوئی تلخی نہیں ہے۔ یہ ہے کہ اگر آپ تھوڑا بہت شکریہ ادا کرنا چاہو تو پھر وہی کام کرو جیسے حضرتِ کعبؓ کے استفسار پر جب وہ بہت ساری تسبیحات کر رہے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے کعبؓ درود پڑھا کرو۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ایک تہائی کرلوں؟ فرمایا: اور پڑھا کرو۔ فرمایا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ میں آدھا کرلوں؟ فرمایا: اور پڑھا کرو۔ حضرت کعبؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ پھر میں درود ہی نہ پڑھا کروں؟ فرمایا: کفایت کرے گا۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ بلاشبہ ہم لوگ تھوڑے سے Guilty کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے ہمارا پورا مذہب گناہ وثواب پہ قائم ہے، اس سے زیادہ غلط اپروچ کبھی مسلم اُمہ کی ہوئی نہیں کہ ہم نے ساری کی ساری اپروچ گناہ وثواب پہ رکھی ہے۔ گناہ کا احساس انسان کی ہمت اور اس کے ذہن کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر آپ شفاعت پر، اللہ کی رحمت پر، اس کے کرم پہ یقین رکھو گے تو آپ کے گناہوں کی تلافی ہو جائے گی اور کبھی نہ کبھی آپ اس غلط کام کو چھوڑ کر راہ راست پہ آ جاؤ گے۔ مگر گناہ ری ایکشن پیدا کرتا ہے، خوف پیدا کرتا ہے۔ جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ مجھ سے ایک مرتبہ سرزد ہو گیا تو اس کا خوف اسے بتاتا ہے تجھے کوئی فائدہ نہیں نیک ہونے کا۔ کرتا رہ یہ۔ تو شیطان آپ کے خوف کو اس گناہ کے تسلسل پہ آمادہ کرتا ہے۔ جو بھی اللہ سے مایوس ہوا وہ اسی لیے سب سے بڑا گناہ ہے، اسی لیے سب سے بڑا گناہ یہ ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کسی شخص کو بھی زیب نہیں دیتا کہ خدا کی دین اور بخشش اور کرم پر اپنی اتھارٹی جاری کرے۔ میرا حق نہیں بنتا، کسی کا نہیں حق بنتا۔ آپ خدا کی جگہ کلام نہیں کر سکتے۔ اللہ نے جو کہہ دیا ہے اس کی تعمیل خالص کرو۔ جیسے پیغمبرؑ کے بعد حلال و حرام نہیں Establish ہو سکتے۔ جو وہاں سے مل گیا بس وہی مل گیا۔ جو حرام ہوا حرام ہوا جو حلال ہوا حلال ہوا جو مکروہ ٹھہرا وہ مکروہ ٹھہرا۔ مگر اسی طرح خدا کی کسی ایسی صفت پر کوئی بندہ قدغن نہیں لگا سکتا جو اللہ کے حضور سے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے جاری ہو گئی۔ اس لیے یہ سوال بالکل نہ سوچئے اور حسد سے بچئے، یہ بہت بڑی کینہ پروری ہو گی اگر میں یہ کہوں کہ میرا فلاں بھائی اس لیے نہیں بخشا جا سکتا کہ

Marfat.com

وہ گناہ گار ہے۔ احتیاط کیجیے بلکہ جیسے سیدنا شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کا قولِ مبارک ہے اوران سے کسی نے پوچھا کہ شیخ مروّت کی کیا تعریف ہے؟ فرمایا: مروّت کی تعریف یہ ہے کہ جب تو اپنے کسی گناہ گار بہن بھائی کو دیکھے تو سب سے پہلے خدا کا شکر کر کہ یہ خطا تجھ میں نہیں ہے، اور پھر اس کے لیے دعا کر کہ خدا اسے بھی اس خطا سے نجات دے۔

وما علینا الا البلاغ

۷ر جولائی ۲۰۱۳ء

بمقام سیالکوٹ

Marfat.com

خصوصیاتِ رسول ﷺ

اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (الاسراء: ۸۰) سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الصٰفّٰت: ۱۸۲:۱۸۱:۱۸۰)

خواتین وحضرات! مجھے حدیث یاد آ گئی کہ جب سے درود وسلام پڑھنا شروع کیا میرے گھر سے افلاس نکل گیا۔ حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کے پاس ایک صحابی تشریف لائے اور مال ومنال کی کمی کی شکایت کی اور کہا کہ بہت افلاس ہے بہت کمی ہے تو آپ نے اُن کو ایک درود بتایا۔ یہ واحد درود ہے پورے مذہب میں، باقی تو بہت ساری تسبیحات وغیرہ ہیں جن سے لوگ افلاس نکالنے کا استنباط

Marfat.com

کرتے ہیں۔مگر یہ سند بہ سند واحد درود ہے جو خدا کے رسول ﷺ نے صرف مال و منال کے لیے ارشاد فرمایا۔وہ درود یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔اگر آپ کو یاد رہے تو یہ ضرور پڑھ لیجیے گا تا کہ ہمارے اوپر جو ایک دورِ افلاس وغربت گزر رہا ہے، اگر کرم ہو اور اس درود کی برکت شامل ہو تو نہ صرف آپ کے ہاں سے بلکہ ہمارے گلی کوچوں سے بھی افلاس نکل جائے گا اور خدا اس اُمتِ مرحوم پر بھی زندگی کے کچھ لمحات ضرور نازل فرمائے گا۔

خواتین وحضرات! سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیا گر تھا

جب آپ اس موضوع کو ہاتھ لگاتے ہو، تخصیصِ رسول ﷺ کو، تو یہ چھوٹا سا موضوع نہیں رہتا۔اگر مجھے زمین کی ماہیتِ تخلیق دیکھنی ہو، مجھے اپنی گلیکسی کی ترتیب دیکھنی ہو، مجھے کائنات کی وجہِ تخلیق ڈھونڈنی ہو، مجھے کائناتوں کی وجہِ تخلیق ڈھونڈنی ہو، مجھے آسمانوں وزمین کے مالک کی توجہات کی وجوہات تلاش کرنی ہوں، مجھے پروردگارِ عالم کے ذہن میں کوشش کر کے جھانکنا ہو۔وہ تو عقلِ کُل ہے وہ تو خالقِ عقلِ کُل ہے۔مجھے دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آخر یہ تمام تر دنیا کی تخلیقات کا سبب کیوں بنا؟ کیوں ہوا؟ کیا وجہ ہوئی کہ اللہ کو ضرورت پڑی ایک انسان کی؟ کیا وجہ ہوئی کہ تخلیقات کے اس عنصر کی وجہ سے اسے اتنی بڑی کائناتیں تخلیق کرنی پڑیں...... اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق: ۱۲) ...... اللہ تو وہ ہے جس نے سات کائناتوں کو تخلیق کیا اور اسی قسم کی سات زمینوں کو تخلیق کیا۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں تخلیق کیا؟ اور اس ساری تخلیق کا باعث کیا اپروچ بنی؟ کائنات کے اُس ربّ کو آخر کیا صورتِ حال پیش آئی؟ ہمارے پاس صرف دو شہادتیں

Marfat.com

ہیں۔ بہت سارے لوگ حدیث پہ بہت سارے اعتراض کرتے ہیں مگر اتفاق کی بات دیکھیے کہ اگر ہمارے پاس حدیث نہ ہوتی تو قرآن کا اثبات مکمل نہیں ہوتا۔ اگر حدیث نہ ہوتی تو ہمیں حدیثِ قدسی نصیب نہ ہوتی۔ قرآن کے سوا بھی خدا نے بہت سی باتیں کیں مگر ہمیں اللہ کی کوئی بات پتہ نہ لگتی۔ اس موضوع پر جو بھی آپ نے چنا اور جس پر گفتگو ہو رہی ہے، اتفاقاً خدا کی حدیثِ قُدسی موجود ہے، اللہ کی اپنی مرضی موجود ہے۔ جب اُس نے چاہا، وہ اتنا بڑا خلاقِ عالم تھا اتنا بڑا تخلیق کار تھا......هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (سورۃ الحشر: ۲۴)...... وہ خالق تھا، تصویر کش تھا، مصور تھا، بدیع کائنات کا مالک تھا۔ جب اتنی بڑی کارکردگی کے حامل ربّ نے ایک بات چاہی، آپ اور مَیں اسے اِس چاہنے سے نہیں روک سکتے تھے۔ بہت سارے لوگ Question کرتے ہیں خدا کو کیا ضرورت پڑی؟ یہ ضرورت کا لفظ ہماری تخلیق ہے۔ وہ تو بہت بڑا مالک و آقا و زبردست بادشاہ ہے، ہر چیز اس کی مرضی میں آجاتی ہے، اُس کی رضا و قدرت میں آجاتی ہے۔ اُس کی ضرورتوں میں نہیں آتی۔ جب اُس نے چاہا کہ میں جانا جاؤں فَاَحْبَبْتُ اس نے چاہا کہ میں جانا جاؤں فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِیَعْرِفُونِی، اُس نے مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔

ساری ہسٹری، فلسفہ، دانشوری، علم و منطق میں ہمیں یہ بات سوائے اِس حدیث کے کہیں نظر نہیں آتی کہ آخر پروردگارِ عالم نے تخلیقِ عالم کے لیے کیا وجہ، کیا جواز طلب کیا؟ Maximum ہمارے پاس صرف یہ حدیثِ قُدسی ہے جو دو طرح سے روایت ہوئی ہے۔ بہت سارے محدثین اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ جو اعتراض کرتے ہیں۔ کوئی اس کی صحت پہ، کوئی اس پہ مگر بعض اوقات ہمیں اس موضوع پر کوئی دوسرا بندہ کسی طریقے سے گفتگو کرتا نظر نہیں آتا۔ اس لیے ہمارے

Marfat.com

پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ ہمیں کم از کم کسی نہ کسی سند سے جو شہادت ملتی ہے ہم اُس پہ اعتبار کریں۔ یہ واحد حدیث ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ایک وجہ نظر آتی ہے کائناتوں کی تخلیق کی کہ میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں۔ جب میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِیَعْرِفُوْنِی میں نے مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔ مگر ایک دوسری روایت میں حدیث یہ بھی کہتی ہے: فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا کہ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے محمد ﷺ کو تخلیق کیا۔ دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے، کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ایک مثل مشہور ہے کہ کوئی بڑا اچھا شاعر ہو اور کوئی اَن پڑھ اور دیہاتی اُس کی تعریف کر دے تو بڑا بیزار ہو جاتا ہے کہ اِس کو کیا پتہ؟ علمِ عروض کیا ہے، توازن کیا ہے؟ تخلیقِ شعر کیا ہے؟ یہ کس مزاج کا ہے؟ زبان کا استعمال کیا ہے؟ توارِدِ لفظی کیا ہے؟ بہت سارے مسئلے حائل ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ اِدراک اور کوئی تعریف کرنے والا خاموش رہے تو شاعر کو بڑی کوفت ہوتی ہے کہ میں اِس معزز جاننے والے سے تو اپنی تعریف لے نہیں سکا تو پھر میں اِن ہزاروں احمقوں سے یا جاہلوں سے تعریف کروا کے کیا کروں گا۔ بُرا نہ منایئے گا میرے ساتھ یہ واقعہ بھی ہوا ہے۔ میں کسی زمانے میں شاعری بھی کرتا تھا۔ ایک بڑے مشاعرے میں چلا گیا، جب میں شعر سنا رہا تھا، اپنی طرف سے میں اچھے شعر سنا رہا تھا، ہر شاعر کو یہی گمان ہوتا ہے۔ تب سے میں نے شاعری چھوڑ دی۔ میں نے کہا اگر لوگوں کی تعریف پہ آپ کے حُسنِ شعر کی بنیاد ہو تو اس کا ترک اس کے اختیار سے بہتر ہے۔ جب میں شعر سنا رہا تھا تو میں نے اپنا ایک شعر پڑھا کہ:

وقت یوں مُڑ کے دیکھتا ہے مجھے
جیسے لمحات کا اسیر ہوں میں

Marfat.com

اِدھر اُدھر میں نے دیکھا کسی طرف سے کوئی آواز تک بھی نہ آئی۔ بڑی بیزاری کے عالم میں بلکہ منت کرتا رہا کوئی کمبخت تو کہے خوب ہے اچھا ہے۔ ایسے لگتا تھا کہ وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتے کہ کون آیا کون گیا۔ ہر ایک اپنی باری کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ یہ جائے اور میں شعر پڑھوں۔ تو میں نے دوسرا شعر پڑھا میرے نزدیک وہ بڑا اچھا شعر تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں نے بڑی محنت کی ہے اس پہ:

آپ اپنے گناہ لکھتا ہوں
فارغِ منکر و نکیر ہوں میں

پھر کوئی جواب نہیں وہی Dullness ایسے لگتا تھا مردہ تن لوگ ہیں۔ اتنے میں، اس بیزاری میں، میں نے عہد کیا کہ آئندہ میں نے (بہت بڑا میں نے سبق سیکھا) خلق کی تعریف کے لیے کبھی جدوجہد نہیں کرنی۔ میں نے ارادہ کیا کہ جو عزت اللہ دے دے، جو برکت اللہ دے دے، جو تعریف وہ دے دے کافی ہے۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا (النساء: ۱۳۹) ساری عزتیں اللہ کے پاس ہیں۔ میں نے اب عزت و تعریف کے لے جدوجہد نہیں کرنی۔ اتنے میں ایک دیہاتی (چکوال کا علاقہ تھا) داخل ہوا۔ میں شعر کے بیچ میں تھا، تیسرے شعر کے بیچ میں کہ:

بے سبب جوگیوں کا بھیس نہیں
آشنائے رموزِ ہیر ہوں میں

ابھی یہی کہا تھا کہ مجھے ایک بکری کی آواز آئی اور اُس نے بڑی خوبصورت آواز میں مجھے داد دی۔ میں نے چونک کے دیکھا تو سامنے صدر دروازے سے ایک دیہاتی داخل ہوا جس نے مشاعرے میں ایک بکری پکڑی ہوئی تھی۔ کوئی بھی نہیں بولا مگر اس

Marfat.com

بکری نے اتنا شور مچایا، میری طبیعت خوش ہوگئی کہ انسان نہ سہی جانور نے داد تو دے دی۔ داد دینے والے پر بہت منحصر ہے کہ وہ کس رتبہ کا ہے، کس درجہ کا ہے اور کس قسم کی داد دے رہا ہے۔ اب ذرا دیکھو تو سہی پروردگارِ عالم کو جب داد کی ضرورت ہوئی، جب اس کو ضرورت پڑی اپنے تعارف کی۔ تو تعارف کروانے کے لیے بھی تو کوئی رتبہ چاہیے، کوئی رینک چاہیے، کوئی درجۂ عقل چاہیے، کوئی معقولیت چاہیے تھی، کوئی علمیت چاہیے تھی، کوئی ظرف چاہیے تھا، اخلاص چاہیے تھا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ کہتے ہیں کہ جب شروع میں اللہ نے کہا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کیا اپنے ربّ کو پہچانتے ہو؟ تو ایک بڑی جماعت تیزی سے نکلی اور سرِ خیلِ جماعت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ جنہوں نے آگے بڑھ کر قَالُوْا بَلٰی (الاعراف: ۱۷۲) کہا، اسی پہ ان کے درجاتِ نبوت قائم ہوئے ہیں۔ اسی پہ شناختِ پروردگار کے سب سے بڑے درجات قائم ہوئے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں درجات جو ہیں، عبادات پہ نہیں ہیں۔ اتفاق دیکھئے کہ پروردگار نے جتنے درجات بنائے، نہ وہ روزوں پہ تھے، نہ وہ نماز پہ تھے، نہ وہ تہجد گزاری پہ تھے بلکہ یہ عملیت کے درجات ہیں۔ یہ میرے اور آپ کے درجات ہیں کہ پانچ نمازوں کے علاوہ کون زیادہ پڑھتا ہے۔ اس کی قدر و عافیت زیادہ ہو جاتی ہے۔ کون زیادہ مسجد میں رہتا ہے؟ یہ ہمارے اور آپ کے درجات ہیں۔ مگر جب اعلیٰ ترین درجات تقسیم ہو رہے تھے تو پروردگار نے اس کا Criteria ذرا جدا کر دیا اور فرمایا...... نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ '' (سورۃ یوسف: ۷۶) ...... کہ جس کے چاہتے ہیں، ہم درجات بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

آپ کے اور میرے پیغمبرؐ کا انتخاب اور یہ درجہ، تعارف پہ قائم ہوا، علم پہ

Marfat.com

قائم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ کو کس نے جانا ؟ تو بلاشبہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جانا۔ اس وجہ سے ابو طالب مکیؒ نے ایک اچھی بات لکھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخواست کی کہ اے پروردگارِ عالم! میری اُمت کا حساب میرے حوالے کر دے۔ حضورؐ نے عرض کی کہ اے اللہ میری اُمت کا حساب میرے حوالے کر دے۔ اللہ نے کہا اے محمد ﷺ میں جانتا ہوں کہ تو اپنی امت پہ کتنا مہربان ہے، میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں مگر تجھے نہیں پتہ کہ میں تجھ سے بھی ہزاروں گنا زیادہ مہربان ہوں تو میں نے تیری امت کا حساب اپنے ذمے لیا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپؐ اپنی اُمت پہ کتنے مہربان ہیں۔ مگر آپ یقین رکھو یا محمد ﷺ کہ میں آپ سے زیادہ آپ کی اُمت پہ مہربانی کروں گا اور اسی لیے میں نے آپ کی اُمت کا حساب اپنے ذمے لے لیا۔ ہمیں اس کی ایک جھلک حدیثِ رسول ﷺ میں نظر آتی ہے۔ کہ جب ایک بدو ایک اَن پڑھ، رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ قیامت میں حساب کون لے گا؟ فرمایا اللہ خود۔ مسکرایا اور چل دیا۔ اصحاب کو بڑی حیرت ہوئی، وہاں بڑے خوف کے فلسفی بیٹھے تھے، بڑے احتساب کی ولایت والے بھی بیٹھے تھے، وہاں عبادات کے رسیا بھی بیٹھے تھے، وہاں عبداللہؓ ابن عمر جیسے بھی تھے کہ عبادات کر کر کے بوڑھے ہو چلے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے ابنِ عمرؓ تو عبادت کرتے کرتے تھک جائے گا اللہ انعام دیتے دیتے نہیں تھکے گا۔ اس لیے اعتدال اختیار کر۔

خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا: یار اس بدو سے پوچھو تو سہی یہ ہنسا کیوں ہے؟ یہ مسکرایا کیوں ہے؟ آخر ایسی کیا بات ہوئی ہے؟ تو اُس بدو کو واپس بُلایا گیا اور کہا کہ آخر اس میں ایسی کیا بات تھی کہ تُو مسکرایا اور ہنسا؟ تو اُس بدو نے کہا یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ ہم نے اپنے درمیان زمین پہ دیکھا ہے کہ جب کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے تو بڑی نرمی سے لیتا ہے، اور اللہ سے زیادہ عالی ظرف کون ہوگا۔تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا دیکھو اِس شخص کا اپنے اللہ پہ گمان کتنا خوبصورت ہے۔اور پھر فرمایا کہ اللہ پہ ہمیشہ اچھا گمان رکھو اور خاص طور پہ مرتے وقت اچھا گمان رکھو۔اسی لیے یہ دعا بھی تلقین فرمائی کہ: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِکَ (جامع ترمذی) کہ جب ہم انجام تک پہنچیں تو ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے۔اللہ بخشش والا ہے، کریم ہے اور جنابِ رحمت اللعالمین ﷺ کا خالق ہے۔وہ اِن رحمتوں سے بھی بڑھ کر نوازش کرنے والا ہے اور یہ ایمان ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے ہی سکھایا ہے، اُن کی تخصیص ان کی رحمت میں ہے۔

اگر آپ غور کرو تو اللہ نے مخلوق تخلیق کرنے کے بعد جب Dictative سمبل دیا، جب اس نے پوری کائنات پہ ایک تلقینی سمبل دیا اور واضح کیا کہ مخلوق کی طرف اس کی اپروچ کیا ہے، جبر کی، قہر کی، سزا کی، جزا کی، اعمال کی......؟ نہیں۔اس نے کہا میں نے فیصلہ کیا ہے۔اے میرے لوگو! اے مخلوقاتِ سماوات و ارض میں نے فیصلہ کیا ہے۔جب مخلوقات کو میں نے پیدا کیا تو میں نے ایک فیصلہ کیا اور وہ قرآن میں لکھ دیا ہے، کتاب میں لکھ دیا ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الانعام: ۱۲) کہ میں اپنی مخلوق پہ رحم کروں گا، ہر حال میں کروں گا اور فرمایا کہ مخلوق کی صفات میں میری صفتِ رحمت میری تمام صفات پہ غلبہ پائے گی اور میں ہر حال میں اپنی مخلوق پہ رحم کروں گا۔مگر وہ رحم نکلتا کیسے ہے؟ ہمیں کیا پتہ رحم کیا ہوتا ہے۔ہمیں کیا معلوم کہ اللہ کیا کہنا چاہتا ہے۔تو خداوندِ کریم کی ایک عادتِ شریفہ ہے کہ وہ جو مثال دینا چاہتا ہے اُس کو زمین پہ پیدا کرتا ہے۔جب محبت کی

Marfat.com

مثال دینا چاہی تو اُس نے کہا دیکھو میں تم سے ستر یا سو ماؤں سے زیادہ محبت رکھتا ہوں۔ اگر ہمیں ماں کی محبت کا نہ پتہ ہوتو ہمیں خدا کی محبت کا پتہ نہیں چلتا۔ فرض کرو اس نے کہا میں علیم وحکیم ہوں، میں علم والا اور حکمت والا ہوں۔ اگر ہمیں علم وحکمت کا کوئی معیار زمین پہ نہ پتہ ہوتو ہمیں کبھی پتہ نہیں لگتا کہ خدا کتنا علیم وحکیم ہے۔ اب دیکھئے خدا نے کہا جنت میں زمرّد ہوں گے اور یاقوت کے محل ہوں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہاں سے آئیں گے؟ ہمارا تجسس ہمیں پھرولتا ہے کہ یار اتنا سارا زمرّد کہاں ہوگا؟ مگر جب سوات سے گزرتے ہوئے آپ زمرّد کی کان دیکھتے ہو اور اس میں آپ کو سبز سی Steak نظر آتی ہے۔ پہاڑ کے اندر سے آپ کو زمرّد پتھر کی سبز لائن نظر آتی ہے تو آپ کو خیال آتا ہے کہ اگر چھ ارب سالوں میں اس پہاڑ میں یہ زمرّد آسکتا ہے تو 13 ارب سال میں سارا پہاڑ بھی زمرّد کا ہوسکتا ہے۔ پھر ہمیں یہ تسلی ہو جاتی ہے کہ خدا واقعی صحیح کہتا ہے۔ آسمانوں میں سات قسم کے سورج ہیں۔ ابھی آپ دیکھئے جدید ترین بات ہے کہ ایک ستارہ ایسا دریافت ہوا ہے جو سارے کا سارا ہیرے کا ستارہ ہے Star Diamond۔ اس میں تیرہ ارب سال سے کاربن ایسے چینج ہوئی ہے کہ ساری کاربن ہیرے میں بدل گئی ہے۔ وہ سارے کا سارا ستارہ دور کائنات میں اس طرح روشنیوں میں چمک رہا ہے کہ اس میں کوئی اور شے نہیں ہے سوائے ہیرے کا پتھر ہے، ہیرے کی عمارات بنیں گی، ہیرے کا سارا کچھ۔ تو خداوند کریم نے ہر چیز کی مثال زمین پہ دی ہے۔ جب اپنی رحمت کی مثال دینی تھی تو اس کے لیے پرابلم بھی یہی تھا کہ میں کس طرح بندوں کو Convince کروں؟ کہ میں کیسے رحمت Distribute کروں؟ اگر آپ غور کیجیے تو یہ خصوصیتِ محمد رسول اللہ ﷺ تھی کہ جب اُس نے یہ کہا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (سورۃ

Marfat.com

الفاتحہ: ۲) تو پھر ساتھ ہی اُس نے کہا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۷) کہ جہاں جہاں میرے عالمین کی وسعت ہے وہاں وہاں میرے رحمت للعالمین ہیں اور رحمت للعالمین کو آپ کے اندر پیدا کیا، لوگوں میں پیدا کیا تاکہ آپ کو احساس ہو کہ میں کس قسم کا رحمان و رحیم ہوں۔ اگر میرا بندہ آپ کے اندر رحم و کرم کی اتنی وسعت دے سکتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ سے اگر کوئی واحد بڑا Note نکلتا ہے، ایک کیفیت نکلتی ہے over-all .... اگر حضور ﷺ کی زندگیِ مبارکہ سے سب سے بڑی کوئی کیفیت نکلتی ہے۔ سب سے بڑی خصوصیت کوئی نکلتی ہے تو وہ رسولِ رحمت ﷺ ہیں، رحمان و رحیم ہیں اور کریم ہیں۔

بڑی مدت کی بات ہے کہ مہاتما سدھارتا بدھا مرنے والے تھے۔ مرتے وقت اُن کے قریب ان کا ایک شاگرد تھا اس کا نام نندا تھا۔ وہ ان کا سب سے قریبی شاگرد تھا۔ اس نے مہاتما سے پوچھا...... اس وقت زمانے میں بہت بڑے دانشور مذہبی مفکر کو تری تھنکر کہا کرتے تھے..... تو مہاتما سے پوچھا نندا نے کہ اے تری تھنکر، اے مہاتما سدھارتا یہ بتاؤ کہ کیا تم آخری استاد ہو؟ کیا تم آخری ولی ہو؟ کیا تم آخری پیغمبر ہو؟ مہاتما نے کہا نہیں! آخری میرے بعد آئے گا۔ نندا نے اُس سے پوچھا کہ اے میرے سردار و آقا! یہ بتاؤ کہ کیا وہ میری زندگی میں ہوگا؟ تو انہوں نے کہا نہیں مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ تمہاری زندگی میں ہوگا۔ مگر وہ آئے گا ضرور۔ آخر میں نندا نے پوچھا مگر اے آقا و مرشد یہ تو بتاؤ اُس کی پہچان کیا ہوگی؟ اگر وہ آ بھی گیا تو ہم اسے پہچانیں گے کیسے؟ مہاتما بدھا نے کہا کہ وہ مترا ہے۔ مترا لفظ کی Exact translation رحمت ہے۔ کہ آنے والے کو تم اس کے لقب سے، اس کے اندازِ

Marfat.com

زندگی سے اس کے پیٹرن آف تھارٹ سے پہچانو گے اور وہ رحمتِ تمام ہوگا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرانِ کریم میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی پیغمبر ایسے نہیں گزرے جو خصوصاً اس لفظِ رحمت سے پکارے گئے ہوں۔

اس پوری کائنات میں زمین ایک غیر معمولی سا حادثہ ہے۔ ہمیں نہیں سمجھ آتی، ابھی بھی ہم بڑی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک انسانی علم کی دسترس ہے ہم مسلسل کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی کائنات میں حیاتیات کا کوئی اور سلسلہ ڈھونڈ لیں۔ اپنی کائنات میں کوئی اور ایسی زمین ڈھونڈیں جس کو ہم تخلیق کا باعث سمجھ سکیں یا اپنے جیسی کسی اور انسانی نسل کو تلاش کر سکیں۔ ابھی تک ہمیں اس بارے میں کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے، سائنسدانوں کا خیال تھا کہ حیات کا وہاں پیدا ہونا لازم تھا جہاں پانی ہے۔ ابھی مریخ پہ بھی پانی کا سراغ نکل آیا، ابھی کئی اور سیاروں میں بھی پانی کا سراغ نکل آیا مگر حیات کا نہیں نکلا، زندگی کا نہیں نکلا۔ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ یہ زمین یہ زندگی یہ حیاتیاتی Procedure بہت ہی Specialized اور مختلف ہے۔ مگر کیوں؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ آخر خدا نے جب اپنے آپ کو ایک پہچان کے تقرب میں ڈالا اور اس نے انسان کی تخلیق شروع کی تو کیا فرق تھا انسان میں اور باقی مخلوقات میں؟ زمین پر 1.3 ملین (13 لاکھ) مخلوقات ہیں۔ اگر میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ اپنے اندازے سے بتایئے آپ 13 لاکھ میں سے کتنی مخلوقات کو جانتے ہیں؟ آپ ان میں کتنی انگلیوں پر گِنا سکتے ہیں؟ اتفاق کی بات یہ ہے کہ پندرہ بیس سے زیادہ (یہی گھوڑا، بکری) اس کے بعد آپ کی گنتی ختم ہو جائے گی You will not be able to count آپ 13 لاکھ جنس کو نہیں جانتے۔ 13 لاکھ قسمِ حیات کو آپ ایک کتاب

Marfat.com

میں درج نہیں کر سکتے۔ بڑی مشقت ہوگی، عمر گزر جائے گی تب کہیں جا کے زمین پہ موجود مخلوقات کو آپ گن سکو گے۔ اب کون ایسا شخص ہے، کون ایسا سائنسدان ہے، کون ایسا Intellectual اور مفکّر ہے جس سے میں ایک سوال پوچھوں کہ اگر ایک چھوٹی سی زمین پر تم یہ سمجھو کہ حادثتاً 13 لاکھ مخلوق پیدا ہوگئی ہے تو کیا باقی جو Billion or trillion galaxies جاری ہیں، ان میں کسی اور زمین پہ کوئی مخلوقات نہیں ہوں گی؟ کیا انسانی عقل یہ بات ماننے کی اجازت دیتی ہے؟ اگر آپ کے پاس علم نہیں ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے 180 بلین گلیکسیز ہیں۔ اعداد و شمار ختم ہو جاتے ہیں۔ ایک گلیکسی میں کم سے کم ایک کھرب سٹارز ہونا چاہئیں یا ہوتے ہیں۔ اب اگر آپ اس کی ضرب و تقسیم دیکھیں تو دنیا کے تمام حساب کتاب ختم ہو جاتے ہیں۔ اتنی بے کراں کائنات میں آپ سمجھتے ہو کہ آپ کے سوا کوئی مخلوق نہیں ہے؟ یہ خیالِ خام ہے۔ اس سے بڑی جہالت ذہنِ انسانی کی نہیں۔ اتنی مخلوقات تخلیق ہوئیں وہاں آپکو اللہ نے ایک لقب دیا: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین: ۴) اس نے آپ کو اشرف المخلوقات نہیں کہا۔ اس نے کہا کہ اے بندگانِ خدا میں نے آپکو احسنِ تقویم بنایا ہے۔ اندازوں میں بہترین درستی کا حامل بنایا ہے۔ بہت ہی بہترین درستی کا حامل بنایا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم زمینی مخلوقات سے سپیریئر ہیں۔ یہ تضاد سا پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر اپنی زمین کی مخلوقات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہے کہ ہم اِن سب سے بہتر ہیں۔ ابھی تک ہمارے علم میں ایسی کوئی مخلوق نہیں آئی جو ہم سے بہتر ہو، جو عدل رکھتی ہو، دانائی رکھتی ہو اور ہم سے بہتر ہو۔ ہم لامحالہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے، ہم قرآن کا لفظ استعمال نہیں کرتے کہ ”ہم بہترین متوازن مخلوق ہیں“ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم

Marfat.com

اشرف المخلوقات ہیں۔اس کی وجہ ہماری وہ کم علمی ہے کیونکہ ہم کائنات کی باقی مخلوقات کونہیں جانتے۔ملائکہ تو ایک صنف ہیں ایک بڑی صنف ہے۔مگر کتنی قسم کے ملائکہ موجود ہیں،ان گنت اور بے انداز۔جن پہ ایک حدیث ناطق ہے اگر اسی سے ہم اُن کا اندازہ لگالیں کہ بیتِ معمور میں، چشمہ آبِ حیواں میں ستر ہزار ملائکہ خروج پاتے ہیں جو دوبارہ کبھی قیامت تک پلٹ کر اس چشمے تک واپس نہیں آئیں گے۔ایک پل میں اگر ستر ہزار ملائکہ نکلتے ہیں اور دوبارہ قیامت تک پلٹ کے نہیں آئیں گے تو آپ اندازہ کرو کتنی بے پناہ تعداد ملائکہ کی ہوگی۔اور یہ بھی کہنا غلط ہے جو ملائکہ کا آپ کے ہاں تصور ہے کہ سارے ملائکہ خوبصورت ہوتے ہیں۔اس چکر میں آپ نہ پڑیے گا،کبھی کبھی کوئی اُلٹی صورت کا بھی مَلک آجاتا ہے۔آپ کو پتہ ہے کہ جب قبر میں ملائکہ آتے ہیں تو اعمال کے مطابق صورتیں بنا کے آتے ہیں۔جہنم کے ملائکہ بھی خوش شکل نہیں ہیں۔وہاں کوئی جنّات کی حکومت نہیں،وہاں بھی ملائکہ ہی اس کی نگرانی کرتے ہیں۔اور وہ اتنی خوفناک شکل کے ہیں کہ آپ ان کو فرشتہ نہیں کم از کم سمجھ سکتے۔اسی طرح جنّات کی ہزار ہا جنس ہیں، اقسام ہیں جن کو آپ نہیں جانتے۔چار بڑی قسمیں رسول اکرم ﷺ نے بتا دی ہیں۔وہ جو اڑنے والے ہیں، وہ جو کُتے اور جانوروں کی شکل میں آتے ہیں، وہ جو دلوں میں خنّاس اور وسوسے ڈالتے ہیں۔بہت ساری اقسام ایسی ہیں اور اگر انسان کو احسن تقویم کہا گیا ہے تو صرف اس لیے کہ ہم آسمانوں کی مخلوق کا بھی توازن ہیں اور زمینوں کی مخلوق کے بھی درمیان میں ہیں۔ہم میں اُن کی صفات بھی موجود ہیں، ہم میں زمینی صفات بھی موجود ہیں۔مگر اُن کی Excesses سے بھی گریز ہے، ہمیں زمین کی Excess سے بھی گریز ہے۔ہم بالکل درمیان میں انتہائی متوازن مخلوق ہیں۔اور

Marfat.com

سب سے بڑا توازن اگر زمین میں کسی شخص کا بیان کیا گیا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اسی توازن کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں لفظ "سَـوّٰهَـا" سے ڈالی ہے۔ جہاں جہاں بھی قرآن تخلیق کرتا ہے وہاں اتنا مضبوط بیلنس Create کرتا ہے۔ زمین کا بیلنس Constellation سے ہے۔ Constellation کا بیلنس گلیکسی سے ہے۔ گلیکسی کا بیلنس ...... آپ سوچو تو سہی ایک چھوٹی سی زمین کے لیے ایک سو اسی بلین گلیکسیز کا وجود آیا۔ مگر کیوں؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے زمین میں کیا خصوصیت تھی؟ یہ بھی تو ہم اور آپ ہیں۔ ہم تو اپنے آئینے میں خود رسوا اور خجل ہیں۔ ہماری کیا حیثیت کہ اللہ میاں ہمارے لیے اتنا اِتراتے۔

بنیادی طور پہ اس کی تفسیر اسمِ احمدؐ میں ہے۔ کہ جب خدا کو اپنے تعارف کی ضرورت پڑی، خدا کو اپنی شناخت کی ضرورت پڑی تو اس کو ہر ایک سے یہ ضرورت نہیں پڑی۔ ہر ایک کو اس نے ایک Criteria دیا، ملکہ بھی دے دیا مگر خود پہ جب درجات مکمل کیے تو اپنی تعریف کے لیے صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو چُنا۔ آپ کو ایک مقام کا تو علم ہوگا جسے مقامِ محمود کہتے ہیں۔ جو کسی اور پیغمبر کو عطا نہیں ہوا۔ مقامِ وسیلہ کسی اور پیغمبر کو نہیں عطا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اپنی امت کو کہا کرتے تھے کہ جب تم دعا مانگو تو میرے لیے مقامِ وسیلہ کی دعا مانگو، مجھے امید ہے کہ خدا اسے مجھے عطا کرے گا۔ مقامِ وسیلہ کیا ہے؟ دیکھیں بعض اوقات بعض مسائل خواہ مخواہ اختلاف کا شکار ہو جاتے ہیں، گروپ بندی کا شکار ہو جاتے ہیں، اپنی اپنی ضدوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر آپکو کبھی قرآن پڑھنے کا موقع ملے تو حضرتِ یعقوبؑ کے بچے جب خطا کاری سے آشنا ہوئے۔ جب انہوں نے غلطیاں کیں، حماقتیں ہوئیں اور پھر اُس کا پول کھل گیا۔ جب حضرتِ یوسفؑ دربارِ مصر پہ متمکن ہوئے، مصر کی

Marfat.com

حکومت پہ قائم ہوئے، برادرانِ یوسف کا انجام ہو گیا۔ جب ان پہ غلطی کھلی تو انہوں نے اپنے باپ سے ایک درخواست کی۔ اگر آپ قرآن پڑھیں تو آپ کو پتہ لگے گا۔ وہ درخواست کیا تھی: کہ اے والدِ محترم! آپ ہمارے لیے اللہ سے معافی منگوا دیں۔ ہمیں آپ اللہ سے معافی طلب کروا دیں۔ آپ ہمارے گناہوں کی خدا سے بخشش کروا دیں۔ حضرتِ یعقوبؑ نے آگے سے جواب یہ نہیں دیا کہ جاؤ تم خود معافی مانگ لو، تم خود کیوں نہیں کوشش کرتے، تمہارا اخلاص کام آئے گا۔ تم روؤ اللہ کے آگے۔ بلکہ یہ کہا ہاں میں تمہارے لیے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا۔ میں تمہارے لیے اللہ سے معافی مانگوں گا اور اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔ یہ پیغمبر کا کام عجیب تھا کہ خدا سے معافی مانگنے کے لیے بھی اس نے اپنی دعا پہ اعتبار کیا اور ان کی درخواست پہ اعتبار نہیں کیا۔ اسی طرح قرآنِ حکیم میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے بارے میں یہ کہا: اے پیغمبر ﷺ جب لوگ تیرے پاس آئیں اور تیرے حضور معافی کی درخواست کریں اور تو بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرے تو ہم معاف کرنے والے ہیں۔ اِن دونوں واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ تمام رسول جو ہیں Particularly، جزوی یا کلی طور پہ اپنی امت کی بخشش کے لیے Totally ذمہ دار ہوتے ہیں۔ مگر رسول اکرم ﷺ رحمت للعالمین ہونے کے توسط سے اس بخشش کو بھی شیئر کرتے ہیں جو پیغمبرانِ کریم کے پاس ہے اور وہ بھی بخشش شیئر کرتے ہیں جو قیامت کے دن اپنی امت کے لیے کریں گے۔ اور اِس آفس میں وہ بالکل unique ہیں۔ اور تمام پیغمبر قیامت کے دن اِس عذر میں رہیں گے کہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں کہ جملہ انسانوں کے لیے مغفرت کی دُعا کریں اور پھر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی جائے گی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے طرف سے بھی مغفرت

Marfat.com

طلب کریں اور اپنی امت کی طرف سے بھی۔ پھر حضور ﷺ جائیں گے اور اللہ کی تعریف فرمائیں گے۔ خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا جس طرح میں پھر اس کی تعریف کروں گا۔ یہ مقامِ محمود ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کو قیامت کے دِن نصیب ہوگا۔ اس مقام میں ان کا کوئی حریف نہیں ہے، ان کا کوئی حلیف نہیں ہے۔ وہ ایک Singular شخصیت ہیں جو اس مقامِ وسیلہ و محمود پہ کھڑے ہیں اور اور انہی کے لیے آپ روز اذان کے بعد اس دعا کو Repeat کرتے ہو کہ اے اللہ ہمارے پیغمبر کو قیامت کے دن جو آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے، مقامِ محمود پہ تمکین کا وعدہ کیا ہے وہ آپ ان کو عطا کرو گے، وہ ہمارے لیے، آپ کے لیے، پچھلوں کے لیے، اگلوں کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ خدا کے قول کے مطابق کہ اے میرے رسول ﷺ جب یہ لوگ مجھ سے مغفرت طلب کریں گے اور تو بھی اِن کے لیے مغفرت طلب کرے گا تو ہم معاف کر دیں گے۔

بہت سارے مقام میں رسول ﷺ اکیلے ہیں۔ رسول ﷺ اکیلے ضرور ہیں مگر اتنا عالی ظرف زمین و آسمان میں نہ انسان گزرا نہ پیغمبر گزرا کہ جب کسی نے یونسؑ پہ فضیلت دی تو فرمایا مجھے میرے بھائی یونسؑ بن متی پہ فضیلت مت دو۔ میں ہوتا تو اس سے بھی بڑی غلطی کر جاتا شاید اس کے مقام پر۔ یہ واحد پیغمبرِ عالم ہیں کہ پوری کی پوری آپ احادیث کا مطالعہ کر لو۔ الف سے آخر تک ایک لاکھ بتیس ہزار پڑھو، چاہے تیرہ ہزار کی Collection بخاریؒ کی پڑھو، چاہے چالیس ہزار کی Collection امام احمد بن حنبلؒ کی پڑھو، چاہے پونے تین سو امام انسؓ بن مالک کی پڑھو، ایک حدیث میں پیغمبر آپ کو اپنی تعریف کرتا نظر نہیں آتا۔ کوئی دعویٰ نہیں کوئی طنطنہ نہیں۔ کوئی انداز ایسا نہیں ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے وجودِ مبارک کو کسی قسم کی الوہیت کا فائدہ دیا ہو۔

Marfat.com

اتفاق دیکھئے اُمت کے لوگ کہتے ہیں پیغمبر کا علم کہیں ختم تھا۔ بھئی انؐ کا علم کیسے ختم ہوسکتا ہے۔ ایک بات سن لیجئے ذرا، آپؐ واحد پیغمبر ہیں جنہیں خصوصیت سے اُمّی کہا۔ اُمّی کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟ اس وقت یونیورسٹیاں نہیں تھیں، کالج نہیں تھے۔ باقی بھی تو پیغمبر اسی طرح تھے۔ پھر آخر رسول اللہ ﷺ کو اُمّی کہنے کی کیا تخصیص ہوسکتی ہے؟ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ کیا حضرتِ موسیٰؑ کسی اکیڈمی میں پڑھے تھے؟ آپ یہ کہہ سکتے ہیں انہوں نے ہتھیار وغیرہ Being in the house of Pharoh چونکہ فراعنہ مصر کے گھر پلے تھے تو ان کی تربیت انہی بچوں کی طرح ہوئی ہوگی۔ مگر کیا مذہبی تعلیم ہوئی تھی ان کی؟ اس لحاظ سے تو قریباً قریباً حضرتِ نوحؑ سے لے کر تمام پیغمبروں کو کوئی اکیڈمیز نصیب نہیں ہوئی ہیں۔ پھر اُمّی کیوں کہا؟ ایک وجہ تخصیص ہے۔ بہت بڑی تخصیص کہ اللہ کے رسول ﷺ پر اللہ نے تمام Sources of information بند کر دیے All sources of the information were closed on the Prophet کیوں؟ وجہ صرف یہ تھی کہ کتاب اُتر رہی تھی۔ ذرا سی بھی آمیزش اللہ کو اپنے رسول ﷺ کے کلام میں پسند نہیں تھی all sources of information were closed تمام اطلاعات کو ساقط کر دیا گیا اور خدا کے رسول ﷺ پہ صرف وہی اطلاع اترتی تھی جو اللہ کی طرف سے ہوتی تھی۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتاتا ہوں۔ غیب کیا ہے اور حاضر کیا ہے؟ تھوڑی سی تفصیل آپ کو بتاؤں۔ دیکھیں دو چار بندے ہوتے ہیں، ہمارے علوم درجاتی ہوتے ہیں۔ جیسے ایف۔ اے کے طالب علم کو ایم۔ ایس سی کی کلاس کا پتہ نہیں ہوتا۔ اگر میں اس پہ فیصلہ دوں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ ایف۔ ایس سی کا طالبعلم ایم۔ ایس سی کی کتابوں کے غیاب میں ہے۔ اس کی انفارمیشن نہیں ہے۔

Marfat.com

انفارمیشن زیادہ ہوتی جائے گی، پڑھے لکھے اور بڑھتے جائیں گے تو اعلیٰ ترین سطح پہ غیب کے درجات اس طرح متعین ہوں گے کہ ایک شخص نے دس ہزار کتاب پڑھی ہے اور ایک نے پانچ ہزار کتاب پڑھی ہے۔ایک شخص کے پاس دس ہزار کی Comparitive knowledge ہے، ایک کے پاس صرف پانچ ہزار کی، تو ہم کہیں گے یہ پانچ ہزار والا باقی پانچ ہزار کی انفارمیشن سے غیاب میں ہے۔غیب و حضور کا فیصلہ ہماری انفارمیشن کی سوچ پہ ہوتا ہے۔اگر میں کہوں کہ میرے پاس کچھ ایسے Sources ہیں جو لامحالہ کسی اور کے پاس نہیں ہیں تو میں جو بات کروں گا وہ غیب کی ہوگئی۔اگلے کو تو غیب کی لگے گی۔چاہے میں ہزار بار کہوں کہ یہ بھی میرے علم کی بنیاد پر، میری Source of information پہ ہے۔مگر آپ کہو گے نہیں یہ تو غیب ہے، اس شخص کو کیسے پتہ لگ گیا؟ جیسے قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰؑ نے کہا: میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ تم گھروں میں کیا کھاتے ہو اور کیا چھپا کے رکھتے ہو۔اب کوئی بھی بندہ یہ کہنے پہ مجبور ہے کہ جو حضرتِ عیسیٰؑ کی Source نہیں جانتا وہ اِسے غیب کہے گا۔مگر ہمیں پتہ ہے کہ حضرتِ عیسیٰؑ کی ایک Source تھی جو ان کو ساری باتیں بتا دیتی تھی۔وہ کیا تھی: وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرۃ: ۲۵۳) ہم نے اسے جبرائیلؑ امینؑ سے مدد دی۔جبرائیلؑ ہر وقت ساتھ تھے۔اب اگر ہم یہ کہیں کہ جبرائیلؑ کا علم جو حاضر ہے وہ ہم سب کے لیے غیاب ہے۔جن کا جو علم ہے وہ غیاب ہے اور ہم چونکہ وجود میں ہیں اس کے علم کو نہیں جانتے۔تو جتنی بڑی Source of information ہوگی، اتنا ہی غیاب وحضور کا عمل کم ہوگا۔اب اگر دیکھا جائے، ذرا آپ کو میں سوچنے کی زحمت دے رہا ہوں کہ کائنات میں میرے نزدیک تو ایک ہی غیب ہے، صرف ایک جو اللہ خود ہے۔جسے

Marfat.com

جبرائیلِ امیں نے بھی نہیں دیکھا۔ جبرائیلؑ امین کی روایت موجود ہے کہ ہم تو ساتویں آسمان پہ ہوتے ہیں پھر عرش معلیٰ سے صدا آتی ہے اور ہمارے حواس غائب ہو جاتے ہیں اور انہوں نے مثال دی کہ وحی اس طرح آتی ہے جیسے بہت بڑی زنگ آلود زنجیر رگڑی جا رہی ہو۔ عجیب خوفناک سنسناہٹ ہوتی ہے، ہمارے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ پھر ہم بیہوش سے ہو جاتے ہیں خوف کی وجہ سے۔ تھوڑا سا جب ہوش آتا ہے اس سنسناہٹ سے تو پھر ہم سوچتے ہیں اللہ نے کیا کہا۔ پھر اللہ ہمارے دل و دماغ میں وہ حکم بٹھا دیتا ہے جو اُس نے غیاب سے ہمیں دینا ہوتا ہے۔ آپ کو یاد تو ہو گا کہ سدرۃ المنتہیٰ کو اسی لیے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں کہ اس کے آگے جبرائیلؑ نہیں جا سکتے۔ حدودِ ملائکہ جبرائیلؑ کی حدود ہیں، آگے مخصوص ملائکہ کی حدود ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میں جبرائیلؑ کو چھوڑ کے نکلا تو میں نے بالائے کائنات ملائکہ کے سریرِ قلم کی آواز سنی۔ میں نے اُن کے قلموں کی آواز سنی جو لوحِ محفوظ پہ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ملائکہ کی حدود کہیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اُس سے آگے دوسرے ملائکہ کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے وہ آوازیں بھی سنیں۔ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ شاید اللہ ایک واحد ایسی ہستیِ مبارکہ ہے جو مکمل غیاب میں ہے۔ اب یہ بتائیے کہ جس کے بارے میں اللہ نے خود کہا کہ اس نے دیکھا، اس نے گواہی دی، شہادت دی۔ ایک عجیب سا اتفاق کہ تمام پیغمبر پیچھے سے کچھ نہ کچھ اللہ پہ گواہی دیتے چلے آتے تھے۔ بہت سارے معجزات میں خلیل اللہؑ نے گواہی دی، اس کے بعد حضرتِ موسیٰؑ نے کلام کیا۔ حضرتِ عیسیٰؑ نے قریب ترین Source کی گواہی دی یعنی جبرائیلؑ امیں سے واسطہ (ہر وقت ہی ساتھ رہتے تھے) اور اس گواہی کو بڑا مؤثر کر دیا، مردہ کو زندہ کرنے کی شکل میں اور پرندوں کو

Marfat.com

اڑانے کی شکل میں۔ یہ ساری گواہیاں موجود تھیں۔ ایک گواہی باقی تھی۔ ایک گواہی، کلام کی موجودتھی، صحبتِ حق کی موجودتھی، درجاتِ تعلق کی موجودتھی۔ کچھ اللہ کے دوست پیغمبر تھے، کچھ اللہ کے محبوب پیغمبر تھے۔ کچھ اللہ کی شناخت والے تھے، کچھ کے بارے میں اللہ نے خود کہا: إِنَّـهُ اَوَّابٌ (ص: ۴۴) بڑے اچھے لوگ تھے، حلیم طبع تھے، نیک فطرت تھے، رجوع کرنے والے تھے۔ مگر ایک صرف بشر کی گواہی اللہ پہ تھی۔ اور اُس نے دیکھا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم: ۱۷) نہ اس پہ آنکھ نے کوئی کجی کی نہ اس کی آنکھ نے کوئی غلطی کی۔ اس نے بالکل جیسے اللہ نے چاہا اپنا آپ دکھایا اور اسی پہ مذہب کا اختتام ہوا۔ وہ جو ایک عرصۂ دراز سے گواہی چلی آتی تھی۔ وہ جہاں جِن کو خدا سمجھ لیا جاتا تھا، جہاں بہت سے دیوتا جن کی پرستش کی جاتی تھی، جہاں غیر معقول کی شہادتیں موجود تھیں، وہاں ایک مطلق شہادت اللہ پہ انسان کی چاہیے تھی۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ کے نام میں شاہد کا لفظ آیا۔ یہ واحد ایک گواہ ہے خدا پر جس کے بارے میں قرآن نے کہا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کہ اس نے اپنے اللہ کو ایسے دیکھا کہ نہ اس کی آنکھ نے کجی کی نہ ٹیڑھ ہوئی، سلامتی سے، سہو سے وہ مجذوب نہیں ہوئے۔ ان کے ہواس نہیں پلٹے۔ انہوں نے ایک مکمل اطمینان کے ساتھ اپنے ربِّ کریم کو جس انداز سے اللہ نے چاہا ان کو دکھانا اسے دیکھا۔ جس انداز سے، ہم تفصیل میں نہیں پڑ سکتے، جیسے چاہا اللہ نے اپنی شہادت اپنے رسول ﷺ کو عطا کی۔

اب آپ سے ایک سوال ہے جس نے اللہ کو دیکھا اس کے لیے اور کون غیب باقی رہتا ہے؟ اگر کسی نے اللہ پہ گواہی دی ہو، اللہ کو دیکھا ہو اور وہ واحد شہادت ہو تمام دنیا و مافیہا میں، اُس کے بعد اُس کے لیے غیب کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اصل میں اللہ نے سارے انسانوں کی زندگی پہ ایک کنٹرول رکھا ہے: ......مَـا

Marfat.com

مِن دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا (سورۃ ھود: ۵۶)...... ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے زمین پہ جسے ہم نے اُس کے ماتھے سے نہیں تھاما ہوا۔ ماتھے میں آپ کو پتہ ہے کیا ہوتا ہے؟ Forebrain ہوتا ہے۔ دماغ کا یہ حصہ فیصلہ کرتا ہے It's controlling brain۔ اللہ میاں یہ فرماتے ہیں پروردگار کہتے ہیں کہ میں نے انسان کے Forebrain میں ریموٹ کنٹرول رکھا ہوا ہے۔ یہ ریموٹ کنٹرول کیوں رکھا ہوا ہے اللہ نے؟ اپنی مرضی سے کام کرانے کے لیے۔ آپ میں سے کوئی بھی مرنے کے لیے Accident پہ تیار نہیں ہوتا۔ آپ میں سے کوئی بھی جینے کے لیے کسی کاروبار کی طرف Move کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ تو خدا نے آپ کی حرکاتِ مسلسل کو اور اندازِ زندگی کو ٹوٹل کنٹرول میں رکھنے کے لیے، آپ کے تمام حالات پر اور اجزاء کو اور آپ کی موومنٹس مرتب کرنے کے لیے اس نے ایک کنٹرول تمام ذہنوں میں، تمام ذی حیات میں رکھا۔ آپ یقین کرو کہ آپ ایک سانپ کے پاس سے گزرو اس کو آپ کی پرواہ ہی نہ ہو۔ وہ اپنے کام جا رہا ہے آپ اپنے کام جا رہے ہو، کوئی بچھو آپ کو نہ ڈسے، کوئی مکھی آپ کو تنگ نہ کرے، کوئی مچھر جو ہے آپ کے دماغ میں خوبصورت میوزک نہ پیدا کرے اگر وہ ریموٹ کنٹرول نہ چل رہا ہو۔ اگر اللہ نے ایک مچھر کے ہاتھ سے نمرود کو مروانا ہوتا یا جیسے مروایا تو یہ اس کا ایک ریموٹ کنٹرول تھا۔ کوئی چیز اپنی حرکات میں آزاد نہیں ہے اور جیسے قرآن حکیم میں اللہ نے کہا:...... وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ ھود: ٦) زمین پر ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے جس کا رزق ہم پر نہیں لکھا ہوا۔ تم نہیں رزق کماتے ہو، تم نہیں کوشش کرتے ہو مگر یہ کہ اللہ نے تمہارے رزق کہیں نہ کہیں اچھے بُرے لکھے

Marfat.com

ہوتے ہیں آزمائش کے طور پہ۔ خالی رزق نہیں ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْن.

یہ ماسٹر پلان میں درج ہے آپ نے کہاں کہاں جانا ہے، کہاں رُکنا ہے، کہاں اُٹھنا ہے، کہاں بیٹھنا ہے، کس کام کے لیے پنڈی آنا ہے، وہاں کیا حادثہ پیش آنا ہے، کیا خوشخبری ملنی ہے، کیا خبر دوسری ملنی ہے، یہ سارا کچھ Recoded ہوتا ہے۔ مگر پھر آپ کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ سوال پہلے سے پوچھا جا چکا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا جا چکا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ہر چیز ہی لکھی ہوئی ہے تو پھر ہم کیا کرنے آتے ہیں؟ ہم کون سے کام کرتے ہیں؟ فرمایا: جب اللہ نے کسی سے کوئی کام لینا ہوتا ہے تو پھر خدا اس کام کے مطابق اُس کو Drive motive دیتا ہے، اس کے ارادے اور قوّت کو مضبوط کر دیتا ہے۔ آپ کاغذ لے کے دس دفتروں میں جاتے ہو۔ کیوں جاتے ہو؟ ناکامی کیوں ہوتی ہے؟ کامیابی کیوں ہوتی ہے؟ آپ ناکامی سے بھی آزمائے جا رہے ہوتے ہو۔ جب دو تین مرتبہ ناکامی ہو تو آپ کہتے ہو، ''دیکھ لیا اللہ میاں نوں ساڈا کوئی وی نیں''۔ یہ جملہ سننے کے لیے آپ کو ناکامی دی جاتی ہے۔ کامیابی پہ تشکر دیا جاتا ہے۔ ناکامی کے اس افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس زندگی مین کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جو آزمائش سے خالی ہو۔ پھر آدمی آیا کیوں ہے؟ پھر یہ مقصدِ کائنات کیا ہے؟ اس زمین کو بنانے کا کیا مقصد ہے؟ پھر انسان کو پیدا کرنے کا کیا مقصد ہے؟ پھر مدحِ رسول ﷺ کا کیا مطلب ہے؟ صرف ایک مقصد کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تخلیقات کی نسبت آپ کو ایک ایسی خاص چیز دی ہے، جو چیز دی جائے اسی سے جواب مانگا جاتا ہے۔ آپ کو اس نے عقل دی ہے۔ امانتِ عقل دی ہے۔ شعور بخشا ہے، سوچنے کی

Marfat.com

صلاحیت بخشی ہے۔صدیوں کے بعد آپ کو اس نے اِس قابل کیا ہے کہ آپ اُس فیصلے کی limit تک جا سکو۔اُس نے قرآن کی ایک چھوٹی سی آیت میں فیصلہ کر دیا ہے کہ تمام زندگی، تمام عقل، تمام رزق، تمام فکر اس لیے بخشی ہے کہ......اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الدھر: ۳)......چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کر دو۔صرف ایک کام کے لیے، باقی سارا پروٹوکول ہے۔باقی ساری آپ کی زندگی کی سہولتیں ہیں۔آپ کو آخر اتنی دُور بھیجا تھا۔آپ تو امریکہ بھیجتے ہو انگلینڈ بھیجتے ہو بچوں کو۔ہزار بندوبست کر کے بھیجتے ہو۔نہ یہ کہ اللہ کے ذمے کر کے بھیجو۔اُس نے بھی آپ کی ایک بڑی دُور بستی بسائی تھی۔مہاجرت کی بستی ہے۔کہاں سے ہم چلے کہاں آئے۔اگر ہماری زندگی کے اسباب نہ ہوتے، ہمارے رزق و روزگار کے اسباب نہ ہوتے، پہلے سے پانی نہ رکھا ہوتا، پہلے سے ایسے درخت نہ اگائے ہوتے:......وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (سورۃ التین)......اگر پہلے سے انجیر نہ ہوتی، پانی نہ ہوتا تو وہ پہلا جو انسان تھا وہ کس چیز پہ جیتا؟ جب کھیتی باڑی بھی نہیں تھی، درخت تھے جن میں صرف سمندر تھا، اُس نے تمام بندوبست کر کے بھیجے تھے۔آج انسان کی بلوغتِ فکر تو نہیں پہنچی مگر اس کی عقل اسے یہ سمجھاتی ہے کہ I am responsible for my own creativities and responsible for my food, for my problems, for my life, for my kids, my children۔اس سے پوچھو آپ کس کے سہارے آئے تھے دنیا میں؟ Booking کون سی ہوئی تھی آپ کی؟ کس نے پہلے آپ کو طلب کیا تھا؟ کس کے گھر کو پتہ تھا یہ بچہ پہلے میرے پاس آنا ہے، بیٹی آنی ہے یا بیٹا آنا ہے۔آپ تو اتنے سیانے لوگ ہیں اگر لوگوں کو پتہ ہو

Marfat.com

کہ تین چار بیٹیاں آئی ہیں اِس کے بعد بیٹا آنا ہے تو وہ سرے سے ہی مُکر جائے کوئی کسی کو گھر میں ہی نہ آنے دے۔ اللہ میاں نے انسانوں کے سارے بندوبست کر کے بھیجے ہیں۔ ایک کام دیا اس نے انسان کو کہ عقل جو میں نے دی ہے اس کو Priorities دینا، اس کو استعمال کرنا اور اس کے بعد اقرارِ خداوند تک جانا۔ یہ عقل رسول اللہ ﷺ کے حضور میں درجہء کمال تک پہنچی۔ انسان نے بے عقلی سے شروع کیا، جبلتوں کا سفر کیا، انسانوں کی معراج آئی مگر انسانوں کی عقل کے ساتھ ساتھ میسج بھی چلتا رہا۔ ایک ایک جملہ ایک ایک فقرہ قرآن اترتا رہا۔ یہ یونیورس کا مینوئل ہے۔ قرآن اندازِ زندگی کا مینوئل ہے۔ یہ آپ کو اس زندگی سے صحیح سلامت نکالنے والی کتاب ہے۔ یہ بندشیں لگانے والی کتاب نہیں ہے۔ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی (طه: ۲) ہم نے قرآن کو مشقت کے لیے نہیں اتارا۔ اے حضرتِ انسان جو تو زمین میں قید و بند میں اسیر ہے تجھے اس چیستاں سے نکلنے کا رستہ نہیں ملے گا۔ ہم نے یہ کتاب اتاری ہے تاکہ تو آسان گزر جائے۔ یہ Safe passage ہے۔ ساری دنیا Safe passage مانگ رہی ہوتی ہے، بڑے سے بڑے جرائم پیشہ افراد Safe passage مانگ رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ کے جرائم بہت بڑھ جائیں تو پھر آپ Safe passage مانگتے ہو۔ سیاست دان Safe passage مانگ رہے ہیں۔ ملٹری جرنیل Safe passage مانگ رہے ہیں۔ او ور آل پوری نسلِ انسان بھی ایک Safe passage مانگتی ہے۔ کہ اے پروردگارِ عالم، اے Creator of the earth, heaven and skies. پلیز ہم اس مصیبت میں پڑ گئے ہیں۔

مرا را اے کاش کہ مادر نہ زادے

Marfat.com

اے کاش مجھے ماں نہ جنتی میں اِس حساب و کتاب کے توسط میں نہ پڑتا۔ میں اتنی بلاؤں میں سے نہ گزرتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!...... اَلــدُّنْيَــا سِــجْــنُ الْــمُــؤْمِــن ...... زمین قید خانہ ہے مومن کا (صحیح مسلم)۔ اس دنیا کی اصل حقیقت قید خانے کی ہے۔ مگر Safe passage کیا ہے؟ کون سا Passage ہمیں رستہ دکھاتا ہے؟ قرآن نہ مشقت ہے نہ پرانی کتاب ہے۔ ایک بڑی پرانی یونان کی چھوٹی سی داستان ہے۔ ایک بڑی بلا تھی، بھول بھلیوں کی بلا تھی Schims اسے کہتے ہیں، بھول بھلیاں۔ ہوتا یہ ہے اس بلا کی ایک لڑکی بھی تھی۔ جو اُس labyrinth میں جاتا، وہ اندر جا کے رستہ بھول جاتا Everybody whould forget his way، انہیں باہر نکلنے کا رستہ نہیں ملتا تھا بالآخر وہ کھا جاتی تھی۔ آخر بڑی دور سے ایک ہیرو چلا۔ اتفاق دیکھیے اُس چھوٹی سی لڑکی کو بڑی محبت ہوگئی بڑا اُنس ہوگیا۔ اُس کو پتہ تھا کہ جو اِس بھول بھلیوں میں گیا زندہ واپس نہیں آئے گا۔ اب اسے اس کے باپ کی طرف سے راز پتہ تھا۔ تو اس نے کہا اچھا میں تمہیں بتاتی ہوں۔ اس labyrinth میں جہاں لاکھوں لوگ مر گئے تھے، اس چھوٹی سی لڑکی نے اسے Safe passage دیا۔ وہ Safe passage پتہ ہے کیا تھا؟ اس نے کہا ایسے کر کہ یہاں مضبوطی سے باہر کسی کے ساتھ ایک دھاگہ باندھ دے اور دھاگوں کے گولے اپنے ساتھ رکھ اور پھر تُو ان کو کھولتا جا۔ جب تُو Center of the labyrinth میں پہنچے گا تو پھر اس دھاگے کو لپیٹنا شروع کر دینا۔ یہ تو بڑا Safe passage ہے میرا خیال ہے آپ بھی سوچو گے کہ کتنا آسان رستہ جو کسی کے ذہن میں بھی نہیں آتا۔ کہ دھاگا کھولو اور بند کرو۔ قرآن حکیم میں خدا نے جب کائنات کی تخلیق کا ذکر کیا تو کہا:...... اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

Marfat.com

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء: ۳۰) ...... ہم نے اس کائنات کو اِس طرح بنایا ہے جیسے دھاگے کھلتے ہیں۔ دھاگا کھولتے جاؤ۔ اِتفاق دیکھیئے کہ اب سائنسز بھی سٹرنگ تھیوری تک پہنچ گئی ہیں۔ یہ دھاگے کھولتے ہوئے آگے جائیں گے مگر دھاگا لپیٹنا بھی تو آتا ہو۔ اب اس کائنات میں صدیوں سے ہم اب آ گئے ہیں اور اتنی مدتوں سے آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں تو دیکھو یار اس میں دھاگا لپیٹنے کا فن صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو آتا ہے۔ اس labyrinth سے واپسی کا رستہ صرف ایک ہے اور وہی جو اُس نے کہا:...... طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى (سورۃ طٰہٰ: ۲) اے سردار! اے طلسم کشائے دنیا! اے فاتحِ عالم! اے محمد رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو بتا رہا ہوں یہ Note ہے...... طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى یہ قرآن Safe passage ہے، یہ تمہارے امتیوں کو غلطی میں نہیں رہنے دے گا۔ اسی رستے وہ پلٹتے آئیں گے۔ ایک دھاگے کا رخ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے ....

آپ کو یاد ہوگا کہ خطبۃُ الوداع میں کہا کہ اے لوگو! شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ اب تم پر شیطان کا بس نہیں چلے گا۔ کس معاملے میں نہیں چلے گا؟ آپ بھی دیکھ رہے ہو شیطان تو ہمارے زیرِ داماں رہتا ہے۔ میری بغلوں میں رہتا ہے، ہمارے سر میں گھسا ہوا ہے۔ آخر وہ کیا چیز تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے۔ اس کا جواب میں آپکو انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجین کے ایک جملے کی شکل میں دیتا ہوں۔ Encyclopedia of Religion کا مصنف کیا کہتا ہے۔

There was such a geometrical precision about the oneness of God in Islam that no mythology had ever

Marfat.com

been possible کہ خدا کے اکیلے پن میں، توحید میں اِسلام کا اتنا شدت سے زور تھا، اتنی جبریت تھی، اتنا سخت کنٹرول تھا کہ اِسلام میں آج تک بت پرستی نہیں پیدا ہو سکی۔ اتنی سختی سے توحید Preach کی گئی ہے اسلام میں اور اتنی شدت سے Prophet PBUH نے ہمیں توحید کے بارے میں بتایا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب Early خدشہ تھا تھوڑا سا کہا" گھروں میں منقش پردے بھی نہ لگاؤ"۔ اب نہیں خطرہ منقش پردوں کا، مگر رسول اکرم ﷺ کو اتنا خطرہ تھا کہ میری اُمت کہیں توحید سے پلٹ نہ جائے، کہیں نقش و نگار کو خدا نہ سمجھے، کہیں پتھروں کو خدا نہ سمجھے، کہیں رنگ و روغن کو خدا نہ سمجھ لے۔ آپ نے ہر ایسے وسوسے کو خیر باد کہا جہاں خدا کی الوہیت کسی قسم کے شک و شبہ میں پڑتی تھی۔ اس لیے اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا: کہ آج تم محفوظ ہو تو صرف اُس رسول کی وجہ سے جنہوں نے اتنی شدت سے توحید کی پذیرائی کی اور اتنی سختی سے تمہیں اللہ کی وحدانیت کے بارے میں بتایا کہ اپنے وجودِ مبارک کو بھی بیچ میں سے نکال دیا۔ وہ توحید کا تصور پندرہ سو برس بعد بھی مسلمانوں میں اُسی طرح جاری ہے۔ ایک تھوڑی سی بات آپ سے کہوں، ہم آپس میں بڑے فتویٰ لگاتے ہیں، یہ بھی شرک ہے وہ بھی شرک ہے، بندہ کو چاہنا شرک ہے، کسی فلاں جگہ کو ماننا شرک ہے، کسی مزار پہ جانا شرک ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ شرک اِس طرح Establish نہیں ہوتا۔ کسی کی حرکت پہ نہیں Establish ہوتا۔ ہاں اگر آپ کسی مزار کے کنارے کھڑے ہوئے بندے سے پوچھو خدا کتنے ہیں بھئی؟ اگر آپ کو شُبہ ہے ناں یہ مشرک ہے آپ اُس سے پوچھو نہ جا کے بھئی خدا کتنے ہیں؟ اگر وہ کہہ دے ناں ایک ہی ہے۔ تو میرا خیال ہے پھر آپ کو شرمندہ ہونا چاہیے۔ اپنی بدگمانیوں کو فتاویٰ نہ بناؤ۔ یہ آپ کی بدگمانیاں ہیں جو آپ لوگوں پہ لگاتے ہو۔ کسی کی

Marfat.com

عقیدت ومحبت زائد ہوسکتی ہے۔ یہ انسانی خطائیں ہیں۔ ابھی بھی دیکھیے تفضیلی لوگ موجود ہیں، بریلوی بھی موجود ہیں ،شیعہ بھی موجود ہیں ،اہلسنت بھی موجود ہیں۔ تفضیلی ہوسکتے ہیں، کسی کو عمرؓ پسند آ گئے کوئی تھوڑا سخت مزاج نکلا، کسی کو ابوبکرؓ پسند آ گئے وہ نرمی کی طرف چلا گیا۔ کسی کو حسینؓ پسند آ گئے ہمیں حسنؓ پسند آ گئے، وہ عالمانہ حیثیت کی وجہ سے۔ یہ محبتوں کی کمی اور بیشی جاری رہتی ہے۔ اس کا قطعاً مطلب نہیں ہے کہ ہمارے اُن لوگوں میں کسی قسم کا یہ مغالطہ موجود تھا۔ مسلمان کی واحد تعریف یہ ہے کہ وہ خدا کو ہمیشہ سے واحد سمجھتا ہے اور ایک ہزار سال کی بُت پرستیوں کے ہجوم کے باوجود برصغیر میں مسلمان نے اپنی وحدانیت کو ترک نہیں کیا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کا ایسا کرم ہے ہم پر، ایسی خصوصیت، دین میں ایسی وضاحت کسی اور پیغمبر کی طرف سے نہیں آسکتی۔ (البتہ پیغام کی تحریف میں) ان (پیغمبرانِ قدس) کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اگر Christanity تثلیث میں بدل گئی تو اس میں حضرت عیسیٰؑ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اگر عزیرؑ ابن اللہ کہنے لگ گئے تو اس میں پیغمبرِ محترم کا کوئی قصور نہیں تھا۔ مسیح کی Completion میں اللہ کے رسول ﷺ کی سب سے بڑی خصوصیت علم ہے۔ علم کا Manner ہے، طریقہ ہے انداز ہے۔ علم کِس کو دیا جاتا ہے؟ علم کہاں رکھا جائے؟ علم کیسا ہوتا ہے؟ علم کی انتہا کیا ہے؟ علم کہاں سے آغاز پاتا ہے؟ یہ ضروری امر ہے کہ ہم پہچاننے کی کوشش کریں۔ کیوں نہیں ایک ہی وقت میں انسانوں کو سارا علم مل جاتا؟ آپ کا بچہ پیدا ہوتے ہی عالم کیوں نہیں ہو جاتا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے Brain capacity ایک دم نہیں ساری کھل جاتی۔ خدا کا کام تعجیل کا نہیں ہے۔ وہ عجلت پسند نہیں ہے۔ وہ آپ کو طعنہ دیتا ہے: وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (سورۃ الاسراء) انسان عجلت پسند ہے۔ ایک بچے نے

Marfat.com

تین سال میں قرآن کیا پڑھا سارے شہر میں ڈھنڈورا پٹ گیا، واہ جی واہ سبحان اللہ ہمارا بچہ تو پانچ سال میں حفظ کر گیا۔ یہ کوئی صفت کی بات نہیں۔ کسی علم میں بھی عجلت کوئی صفاتی بات نہیں ہے۔ ذہانت کی آپ تعریف کرسکتے ہو، کسی کی memory Sharp کی آپ تعریف کر سکتے ہو مگر یہ کبھی نہ سوچیئے گا کہ علم میں عجلت ہوگی۔ علم صبر سے ہے:......وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (الکہف: ٦٨) ...... تمہیں صبر کیسے آئے تمہیں علم جو نہیں ہے۔ علم اور صبر ہم معنی ہیں۔ صبر سے علم تشکیل پاتا ہے ۔ رفتہ رفتہ انسان قابل ہو رہا تھا۔ Homosepians اس قابل ہو رہا تھا کہ اس کو اللہ کا کلام دیا جائے۔ آدم کے بیٹوں کا، جب واقعہ پیش آیا ہابیل و قابیل کا، جب حادثہ پیش آیا تو خدا نے ایک پہلا قانون دیا، ایک چھوٹا سا قانون دیا۔ وہ قانون کیا تھا اور وہ قانون آج بھی آپ کی دنیا کی سب سے بڑی طبیعاتی درسگاہوں پہ نقش ہے کہ ''جس نے ایک انسان کو قتل کیا اُس نے جملہ انسانیت کو قتل کیا''۔ ''جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی اُس نے جملہ انسانیت کی زندگی بچائی''۔

آگے قبائلی تعصب شروع ہوئے۔ اللہ کا دوسرا قانون......وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرۃ: ١٧٩) ......اسی طرح فقرہ بہ فقرہ جملہ بہ جملہ قرآن اترتا رہا، مگر پورا نہیں۔ انسان کا ابھی عقلی توازن پورا نہیں ہوا تھا۔ اس کا عادت کا توازن پورا نہیں ہوا تھا۔ ابھی پیغمبر توازن والے نہیں آئے تھے۔ حضرتِ موسیٰ کو دیکھو۔ معجزاتی زندگی ہے کوئی نارمل زندگی تو نہیں ہے۔ کہاں فرعون کا وہ عمل، غیر متوازن اور جاہلانہ عمل کہ نوزائیدہ بنو اسرائیل کے بچے مارنے ہیں۔ کہاں اُمِ موسیٰؑ کا موسیٰؑ کو بہا دینا، کہاں فرعون کے گھر پرورش پانا، کہاں پیغمبر کو دس آیات عطا کی گئیں۔ اب تو ایسا ممکن

Marfat.com

نہیں تھا۔حضرت عیسیٰؑ کو دیکھیے معجزات کا ایک تسلسل ہے جو چلا آتا ہے۔اب معجزات میں اور علم میں اللہ نے فرق کرنا تھا۔اب پیغمبر کو معجزے کے ذریعے تخلیق نہیں کیا گیا۔اب پیغمبرؐ کو Common حالات میں اُٹھایا گیا۔معتدل حالات میں اُٹھایا گیا۔اب انسان کو آشنائی علم بخشی گئی جو سب سے بڑا تخلیقی معجزہ ہے۔آپ یہ فیصلہ کیجیے کہ کیا معجزات نے آپ کو یہاں تک پہنچایا؟ یا اس علمی ترقی اور ترویج نے جو اللہ نے اِنسان کو عطا کی تھی۔آج اگر ہواؤں میں آپ ٹریول کر رہے ہو تو علم کی وجہ سے، اگر آپ سمندروں کی تہوں کو چیر رہے ہو تو اسی علم کی وجہ سے، اگر معاملاتِ معیشت اور معاشرت طے کر رہے ہو تو اُسی علم کی وجہ سے۔اب سب سے بڑا معجزہ جو عطا ہونا تھا اُس کے لیے سب سے بڑے انسان کو چُنا گیا۔ایک Manner بھی چُنا گیا۔انداز مجنونانہ نہیں تھے۔انداز ایسے نہیں تھے کہ غیر معمولی ہوں۔انداز ایسے نہیں تھے کہ آپ کہیں میں Prophet PBUH کو کاپی نہیں کر سکتا۔انداز ایک مکمل اعتدال کا تھا۔محمد رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کسی معمولی واقعے سے ان کی مذہبی اپروچ قائم نہیں ہوتی۔کوئی مجذوب نہیں چاہیے۔کوئی ایسا درویش اُوٹ پٹانگ حرکتیں کرتا ہوا نہیں چاہیے۔بلکہ ایک ایسا پیغمبرؐ جو تمام تر اعتدال کی تصویر تھا۔رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی مسلسل بارہ احادیث اس پہ مسلم اور بخاری کی موجود ہیں کہ اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال نہ ہو سکے تو اُس کے قریب ترین رہو۔

بہت ساری ایسی خصوصیات ہیں مگر مختصراً میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین یہ آسمان، یہ کائنات، یہ حضرتِ انسان، یہ مرہونِ منتِ رسولؐ ہیں۔اگر خداوندِ کریم کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ اگر کسی نے تھوڑی سی تعریف کی تو اس کا صلہ

Marfat.com

دیا۔کسی نے تھوڑا سا چاہا اسے بہت چاہا۔کسی نے محبت کی اسے بے پناہ دے دی۔کسی نے اس کے حق میں خرچا: مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً (البقرۃ:۲۴۵) جس نے اللہ کو تھوڑا قرض دیا اُسے بہت مال دے دیا۔جس نے چھپا کے، بچا کے خرچا اسے بے اندازہ دے دیا، اس کے دل سے بوجھ ہی ہٹا دیا۔اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(البقرۃ: ۲۷۴) اس کے لیے خوف وحزن ہی ہٹا دیا۔تو خدا کی عادت ہے وہی دینے والا ہے۔وہی عطا کرنے والا ہے۔وہ بدلہ ضرور دیتا ہے۔اور تو اور باقی چھوڑیے جس نے ایک مرتبہ یا اللہ کہا اُس نے ہزار مرتبہ کہا اے میرے بندے کیا چاہتا ہے۔فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ جس نے میرا ذکر کیا میں نے اُس کا ذکر کیا۔بھلا میرے آپ کے ذکر میں کیا تخصیص ہو سکتی ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ کی یہ بھی تخصیص ہے کہ جب وہ سوئے ہوئے تھے اور صحابیؓ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ دو عجیب وغریب بندے آئے کھڑے ہو گئے۔انہوں نے کہا دیکھتے ہو اس مرد کے بارے میں جو سویا ہوا ہے کہ اس کی آنکھ سوتی ہے مگر اِس کا دل اللہ کی یاد میں ہے۔یہ نبیٔ ذاکرؐ ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے بڑا فیض جو حاصل ہے کہ اُن کو نبیٔ ذاکر کہا جاتا تھا۔اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بابِ جنابت میں پوچھا گیا کہ کیا رسول اکرم ﷺ اس حال میں بھی خدا کو یاد کیا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ ہر حال میں خدا کو یاد کیا کرتے تھے۔یہ مسلم کی روایت ہے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے تھے، چلتے پھرتے۔اب تو لوگوں کا یہ حال ہے ذکر پہ بھی قدغن لگائی ہوئی ہے، یہ گرم ہے یہ ٹھنڈا ہے، یہ ترش ہے۔ایسے لگتا ہے Chinese hot and sour ذکر میں بھی آ گئے۔خود آپ کے ہاں اس قسم کی بہت سی روایات ہیں۔

Marfat.com

اب آپ دیکھیے کبھی کہا کہ آیت کریمہ بہت گرم ہے، جلالی ہے، پانی میں بیٹھ کے پڑھو۔ اگر ٹب نصیب نہیں ہوتا تو دو چار گلاس پیتے پیتے پانی سے اپنا پیٹ بھر لو پھر آپھرے رہو گے۔ یہ حال ہو گیا ہے کہ تسبیحات جلالی بھی ہیں۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ جو نام آپ کو اللہ نے دیئے ہیں اگر اُن میں آپ کے لیے کسی قسم کا خطرہ ہوگا تو وارننگ بھی تو دی جاتی۔ Let's say کہ میں چالیس سال سے سب سے زیادہ جلالی اسم پڑھتا چلا آ رہا ہوں:...... اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّار...... قہار کا لفظ آتا ہے ویسے ہی جان کانپ جاتی ہے۔ میں تو پڑھ رہا ہوں، مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا تب سے۔ پھر میں سوچتا ہوں قہار کا مطلب کیا ہے۔ اصول مشہور ہے کہ یہ آپ کی نفسانی کیفیات کے خلاف اسماء ہوتے ہیں۔ یہ تمام اللہ کے نام آپ کی انسانی صفات کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔ اب دیکھو قیامت والے دن اللہ اتریں گے، ملائکہ کی بارات ہوگی، انسان بے بسی کا شکار ہوگا، مخلوقاتِ عالم ہوں گی اور خدا کہے گا:...... لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (غافر: ١٦)...... کہتے ہیں خدا بڑے غصے میں ہوگا، بہت غصے میں۔ پورے جاہ و جلال میں ہوگا اللہ جل شانہ اور تمام دنیا کانپ رہی ہوگی خوف میں۔ مجھے لگتا ہے میں نہیں کانپوں گا۔ آپ پوچھو تو سہی! جناب والا اسی دن کے لیے تو میں تسبیح کر رہا تھا :...... اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ......(الرعد: ١٦) کچھ تو بات بنے گی نا بھئی۔ میں کہوں گا یا اللہ اسی دن کے لیے میں پڑھ رہا تھا، آپ نے تو اب کہا ہے ناں :...... اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ...... میں تو پچھلے پچاس برسوں سے کہہ رہا ہوں کہ واقعی وہی واحد و قہار ہے، اس میں کسی اور کی گنجائش نہیں۔ چاپلوسی سمجھو مگر کام تو آئے گی ناں، اُس دن بچت ہو جائے گی۔ اس لیے خداوند

Marfat.com

کریم کے کسی ذکر میں کوئی سختی نہیں۔ یہ ان لوگوں نے Create کی ہیں جن کو اسمائے الٰہیہ کا پتہ نہیں تھا۔ واحد اور قہار کے اسماء آپ کے سخت اور تنگ دِل نفس کے لیے قیامت کا باعث ہیں۔ جو اِن اسماء کی تلاوت کرتے ہیں، جو عزیز و جبار کی تلاوت کرتے ہیں، ہاں ایک مسئلہ ضرور ہوتا ہے جب یا عزیز کہو گے تو آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے...... فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً ......(سورۃ النساء: ۱۳۹) کہ تمام عزت اللہ کے پاس ہے۔ پھر کسی اور سے مانگو گے تو جوتیاں پڑیں گی ناں۔ یہ تو ہوگا ناں پھر۔ بھئی اگر آپ خدا کو مانتے ہو اور اُسی کی تسبیحات کرتے ہو پھر جو چیز اُس سے مانگتے ہو وہ کسی اور سے تو نہ مانگو۔ یا سلام اگر اُسے کہتے ہو اور سلامتی مانگتے ہو اُس سے۔ تو پھر سلامتی کسی اور کے پاس نہیں ہو سکتی۔ پھر جب آپ یا وہاب پڑھ رہے ہو اور کلمہ دل ہے تو آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ اللہ کہتا ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ......(الرعد: ۲۸) میری یاد کے بغیر اطمینانِ قلب نہیں ہے۔ تو پھر آپ نہ کرو تو اطمینانِ قلب بھی نہیں ہوگا۔ بھئی پڑھو گے تو ہوگا ناں۔ پھر جب خدا نے فیصلہ دے دیا ہے کہ میری یاد کے بغیر اطمینانِ قلب نہیں ہوگا، پھر کہاں سے آپ ڈھونڈتے ہو؟ جب وہ کہہ رہا ہے کہ تمہارے دل میں رنج و بلاء نہیں آئے گی میری یاد کی وجہ سے...... فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ: ۳۸) ......تو پھر اللہ کی دوستی تو کرو۔ نہ بنو سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ، نہ بنو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مگر آغاز تو کرو ناں، بسم اللہ تو کر دو۔ پہلا قدم بھی تو جہاد ہے ناں، کسی نہ کسی مقام پر متمکن تو ہو ہی جاؤ گے۔ طالب علموں کی صف میں تو آ جاؤ گے، ذاکرین کی صف میں تو آ جاؤ گے۔ کہیں سے شروع کرو گے تو ہوگا ناں۔ نماز کیا کوئی نرالی شے ہے، نماز کوئی علیحدہ سی شے ہے؟...... وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ: ۱۴) ...... کیوں قائم کرو نماز؟ ذکر

Marfat.com

کے لیے۔ کیوں پڑھو......؟اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ(سورة الحجر: ۹) ...... قرآن بھی ذکر، نماز بھی ذکر اور ذکر کیا ہے تھوڑا سا Different۔ یہ بھی ذکر ہے وہ بھی ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا جاتا پروردگارِ عالم ہم تو تیرے رسول ﷺ کے تابع ہیں جو اُن کا حکم ہے وہی بجا لائیں گے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہم بھی کریں گے، تو پھر کیا طرزِ عملِ رسول ﷺ آپ کو عجیب سا لگتا ہے؟ کہ جب کہا: اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ کہ کتاب کی تلاوت کرو، وَاَقِمِ الصَّلَاةَ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یہ تمہیں فحش اور منکر سے روک دے گی۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت: ۴۵) مگر ہماری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ جیسے میں پہلے آپ کو بتا رہا ہوں کہ نماز بھی ذکر ہے اور قرآن بھی ذکر ہے تو یہ کون سا ذکر ہے: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

بات صرف Manners کی ہے۔ ایک یاد کے لیے ایک مختص Manner ہے۔ آپ سارا دِن اُس Mannerism کے قیدی نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح جب قرآن ذکر ہے تو پھر یہ Manner ہے اس کی احتیاط چاہیے، اس کے پڑھنے کی بندشیں ہیں، طہارتیں ہیں۔ مگر انسان ہر وقت طاہر رہ نہیں سکتا۔ مگر یہ جو تیسرا ذکر ہے اِس پہ کوئی بندش نہیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ پہ کوئی بندش نہیں۔ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء: ۱۰۳) کھڑے کرو، بیٹھے کرو، لیٹ کے کرو، جس طرح مرضی کرلو، یونسؑ بن متی کی طرح غلاظت میں الجھے ہوئے جسم کے ساتھ کر لو۔ زبان کو تو کچھ نہیں ہوا ناں، آپ ذکر کرو، کوئی گرم نہیں ہے کوئی ٹھنڈا نہیں ہے۔ یہی تلقین رسول اکرم ﷺ آپ کو دے گئے ہیں۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کی حدیث ہے اور مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر عالم میں اپنا ذکر جاری رکھتے

Marfat.com

تھے (مسند احمد، جلد نہم)۔آپ کو پتہ نہیں ہے ناں وہ کون ساذکر کرتے تھے۔مگر ہمیں کہیں نہ کہیں سے سراغ مِل جاتا ہے۔بڑی تلاش تھی کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وظیفہ ڈھونڈوں، جوانی میں بڑی حسرت تھی ۔بڑے لوگوں کے اذکار تھے تو مگر شیخ کا وظیفہ کہیں مِل ہی نہیں رہا تھا، بڑا ڈھونڈا کیا۔ایک دِن فتوح الغیب پڑھ رہا تھا تو ایک درس کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ جس کو قربتِ خداوند عزیز ہو وہ سورۃ الحشر کی آخری آیات کی تلاوت کرے۔پھر مجھے تجسس ہوا کہ آخری آیات کی تلاوت کیسے اور کہاں سے شروع کرنی ہے۔هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورۃ الحشر: ۲۴-۲۲) تو میں نے سوچا کہ ان کے اوصاف دیکھوں تو مجھے ایک صحابیؓ کی حدیث ملی کہ جس نے تین دفعہ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ کے ایک دفعہ سورۃ الحشر (کا آخری حصہ) پڑھا، ستر ہزار ملائکہ اس کی حفاظت کرتے ہیں صبح سے شام تک (سنن دارمی)۔

اچھا! اوپر سے ہمارے Intellectual critic دوست پتہ ہے کیا کہتے ہیں.....لو جی دسو (بتائیں) اِسلام اتنا آسان کر لیا، نجات اتنی آسان ہو گئی ہے۔نجات کتنی آسان ہو گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اذان میں: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰه پڑھا اس نے جنت میں گھر بنا لیا (مُسندِ احمد)۔ابھی بھی intellectual دوست بڑے پریشان

Marfat.com

ہیں۔اے کوئی لُٹ پئی اے جی ایتھے، جنت ایڈی سستی، ہم عمل کر کے مر گئے ہیں ساری عمر، ادھر دیکھو کتنی سستی ہے۔مگر ذرا سوچ کے بتانا، جب میں یہ سوچتا ہوں کہ میرے خیر و شر دونوں اللہ کے قبضے میں ہیں، میری صلاحیتیں اللہ کے قبضے میں ہیں۔آپ کو پتہ ہے: لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ کا کیا مطلب ہے؟ نہ میری کوئی قوت نہ میرا کوئی ارادہ، جو کچھ ہے میرے اللہ کا ہے۔اب اُس سے بہتر ایمان کِس کا ہو گا۔دیکھیں جیسے اس بدو نے کہا تھا، جب وہ ہنس دیا کہ جب اللہ نے حساب لینا ہے تو میں آزاد ہوں، میں کیتا ہی کی چھوٹا جیا غریب جیا مسکین جیا بندہ ساں، میریاں حماقتاں ضرورت دے تحت سن، اور اتنا عالی ظرف جب حساب لے گا تو میرے حساب و کتاب کی باری نہیں آئے گی۔میں یہ کہتا ہوں کہ جب آپ سوچو گے کہ جب موذن نے کہا ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ﴾ اور ﴿حَیَّ عَلَی الفَلَاح﴾ آؤ فلاح کی طرف، آؤ نیکی کی طرف، آؤ نماز کی طرف: اور آپ کا جواب ہے ﴿لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ﴾ نہ بابا نہ ہم میں نہیں استطاعت، ہم تو گئے گزرے لوگ ہیں فاسق و مجروح۔ہاں اگر تُو قوت و ارادہ بخشے تو نیکی نصیب ہو سکتی ہے۔ذرا سوچ کے دیکھو اگر کسی کی یہ سوچ ہو گی تو وہ کتنا اچھا مسلمان ہو گا۔ایک جنت چھوڑ ہزار ہا جنتیں اس پہ قربان ہیں۔جس کے ذہن میں یہ ہو کہ ہر اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے ہے، جو اپنی استطاعت برائی سے بچنے کے لیے خدا سے ڈھونڈتا ہو اور جو اپنی استطاعت خیر کے کاموں میں اللہ کی طرف سے ڈھونڈتا ہو اس سے بہتر کسی کا ایمان نہیں ہو سکتا۔ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰه (سورۃ ھود: ۸۸) آپ نے کبھی توفیق کا ترجمہ سُنا ہے کہ 'توفیق' کیا ہے؟ کسی نے آپ کو بتایا 'توفیق' کیا ہے؟ مگر قرآن نے بتایا ہے۔وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ توفیق یہ ہے کہ اللہ پہ بھروسا اور اسی کی طرف

Marfat.com

رجوع۔ جب یہ بھروسا اور رجوع آپ کی نیّت میں آجائیں گے اور جب چھوٹے سے چھوٹا کام کرتے ہوئے، برگر ہی سہی یار! جب برگر کھاتے ہوئے آپ سوچو گے یا اللہ یہ میں کوئی ضرورت سے زیادہ تو نہیں کھا رہا؟ یہ کسی کے ساتھ شیئر نہ کر لوں۔ تھوڑا کسی دوست کو نہ دے دوں، دو ٹکڑے وہ بھی کھالیں گے۔ تو ایک چھوٹی سی معمولی سی بات بھی کافی ہوگی۔ ''سب سے بڑا مسلمان وہ ہے جس کی رجعت اللہ کی طرف ہے'' سب سے بڑا پیغمبر وہ ہے جس کی رجعت Complete ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی رجعت اِس درجہ Complete ہے کہ کوئی لمحہ کوئی لفظ کوئی خیال بھی خدا کی اجازت کے بغیر نہیں ہے اور اسی کی خدا نے اجازت دی۔ I have only seen one Prophet who exhibts total control of God اور اسے محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔ بھئی جہاں کسی پیغمبر کو بھی تھوڑا سا وقفہ ملا کوئی نہ کوئی خطا (اجتہادی خطا) ہوگئی۔ اجتہادی خطا ہوگئی۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ بعض اوقات پیغمبر کی خطا اُن کی اُمت کی بہتری کے لیے ہوتی ہے۔ ہوئی نہ یونسؑ بن متی سے ایک ہلکی سی خطا۔ اعلان کیا ہے (اللہ کا)؟ نہ صرف میں نے اس کو نجات دی: وَذَا النُّونِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحٰـنَـكَ اِنِّـیْ كُنتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء: ۸۷) خطا ہوئی، اقرار فرمایا، معافی طلب ہوئی، اللہ نے صرف معافی نہیں دی، بے انداز انعام دے دیا۔ اتنا انعام دے دیا نسلِ کُل کو دے دیا، آپ کو دے دیا، سننے والوں کو دے دیا۔ نہ صرف یونسؑ بن متی ہم تجھے اس کرب سے آزادی دیں گے: وَكَـــذٰلِكَ نُـنْـجِی الْمُؤْمِنِيْنَ (الانبیاء: ۸۸) قیامت تک جو تیرے انداز سے ہم سے معافی طلب کرے گا ہم اُسے معاف کر دیں گے۔ اسے ہم کرب و بلاء سے نجات دیں

Marfat.com

گے۔ اب بیٹھے آپ پڑھ رہے ہو سوا لاکھ، مَیں بھی سوا لاکھ دفعہ آیتِ کریمہ پڑھ رہا ہوں۔ پتہ نہیں کس احمق نے یہ باتیں ہم لوگوں کو سکھا دیں۔ سوا لاکھ پڑھ لیا، اِس کے بعد غائب ہو گئے۔ جب آپ غائب ہو گئے اُس پہ لفظِ مکروہ عائد ہو گیا۔ حدیثِ رسول ﷺ ہے جس نے کوئی اچھا کام کرتے ہوئے اُسے ترک کیا وہ مکروہ ہے۔ یعنی آپ نے خدا کی یاد شروع کی، بڑا پڑھا اور جونہی اُس سے مطلب نکلا اور آپ نے یاد ترک کر دی۔ نیک بختو! اُس سے بہتر ہے کہ سو دفعہ روز پڑھ لیا کرو۔ یہی سُنتِ رسول ﷺ ہے یہی درسِ رسول ﷺ ہے۔ مسلم و بخاری کی حدیث ہے اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے اچھا کام کون سا لگتا تھا؟ فرمایا تھوڑا مگر متواتر۔ دو چار مرتبہ پڑھ لو کوئی ایسا مسئلہ نہیں آپ لوگوں کو۔ ذکر کو حرزِ جان کرو صحبتِ خیال میں، ورنہ اللہ کو ماننے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم تو خدا کو اِس لیے یاد رکھتے ہیں (کوئی اُس کا دعویٰ نہیں رکھتے) صرف ایک خیال سے یاد رکھتے ہیں کہ:

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ہم تو اللہ کو اِس لیے یاد کرتے ہیں۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کی سُنت ہے، نبیؐ ذاکر ہیں، آپ کو عظمتِ علم دے گئے، اعتدال دے گئے۔ تمام قرآن صدقہء رسول ﷺ ہے۔ پہلے انبیاء سے چلتا ہوا رسول اللہ ﷺ تک آیا۔ ختم کیوں کر دیا گیا؟ اس لیے کہ Prophet PBUH سے آگے قرآن جا نہیں سکتا تھا۔ پہلے انبیاء انہی کے الوہی مرتبت میں اُن کا ساتھ دیتے آئے تھے۔ قرآن ختم ہوا، پیغمبر ہر صورت ختم ہونے تھے کیونکہ علم کی انتہاء ہو نی تھی۔ آگے علم نہیں آتا، اسی لیے خدا نے کہا: اَلْیَوْمَ

Marfat.com

اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ(سورۃ المائدہ: ۳) آج علم ختم ہوا، نعمت تمام ہوئی، رسالت بھی ختم ہوگئی۔اب جستہ جستہ آپ پیچھے پلٹو گے، ڈھونڈنے کی کوشش کرو گے، راستہ آپ کے پاس ہے، رہبری آپ کے پاس ہے، محبت آپ کے پاس ہے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد آپ کے پاس ہے۔فرمایا تم جانتے ہو ایمان کی حلاوت کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔فرمایا: تین وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔خدا کو ایسے چاہو اور ایسے مانو کہ اُس میں کسی کو شریک نہ کرو۔مجھ سے ایسی محبت رکھو کہ جان و مال و اسباب سب سے بڑھ کر مجھ سے محبت ہو۔یاد ہے آپ کو حضرت عمرؓ کا قصہ، پوچھا اے عمرؓ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے۔فرمایا میری جان سے کم باقی ہر چیز سے زیادہ آپ ﷺ عزیز ہیں۔فرمایا: عمرؓ تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر نہ چاہو گے۔فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ آج کے بعد آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔یہ محبتِ رسول ﷺ ایمان ہے۔اور تیسری بات کیا ہے کہ جب خدا اور اس کے رسول ﷺ کا اُنس نصیب ہو جائے، محبت نصیب ہو جائے تو دوبارہ پھر اسی گمراہی کے سوراخ میں جانے کی کوشش نہ کرو۔جیسے سانپ کے سوراخ میں آپ انگلی دینے سے ڈرتے ہو اسی طرح دوبارہ، شرک اور کفر اور حماقت کی طرف جانے سے گریز کرنا۔ یہ اللہ ورسول ﷺ پر ایمان کی حلاوت ہے۔(صحیح بخاری، جلد اوّل)

وما علینا الا البلاغ

گوجرانوالہ

۱۳ر اپریل ۲۰۱۳ء

Marfat.com

سیرتِ رسول ﷺ (کچھ انوکھے پہلو)

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا(الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الصٰفّٰت: ۱۸۲: ۱۸۱: ۱۸۰)

یہ موضوع بہت اہم ہے، شانِ رسالت کے بارے میں گفتگو کرنے کا شاید ہی کوئی اہل ہو۔ ایک وہ مقام ہے جو اللہ کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے جس کے بارے میں غالب بے بسی سے کہتا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم

آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

(اے غالب میں نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف اللہ پر چھوڑ دی ہے۔ ہم

Marfat.com

نہیں، وہ ذات پاک ہی محمد ﷺ کے مرتبہ کو جانتی ہے۔)

جب ہم عقیدت و محبت کے حصار سے گزر جائیں تو جیسے ابھی آپ نے اسرار کسانہ سے ''سو عظیم آدمی'' کا وہ ٹائٹل سنا جو رسول ﷺ کے بارے میں لکھا گیا تھا...... مجھے یقین نہیں کہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی بات لکھ سکتا ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ جب انسانوں کا تقابل ہوتا ہے تو اللہ اس ذہن پر جبر رکھتا ہے کہ تم نے میرے ہی محبوب کو بلند و بالا رکھنا ہے اور یہ جو پروردگار عالم نے کہا:...... مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا (سورۃ ہود:۵۶) ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے جس کی پیشانی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں نہ ہو۔ اور جدید نفسیات آپ کو یہ بات بتاتی ہے کہ اس ماتھے کے پیچھے Thinking lobe ہوتی ہے یا فیصلہ کرنے والا دماغ ہوتا ہے۔ یعنی اللہ کہہ رہا ہے کہ دنیا میں کوئی انسان، کوئی شے، کوئی مخلوق جس کے بارے میں مَیں ارادہ کرلوں کہ اس نے یہ کام کرنا ہے تو وہ ایسا کر کے رہتا ہے کیونکہ اس کا ریموٹ کنٹرول میرے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اس کے بغیر وہ کچھ نہیں کرسکتا۔ ہم نے پیغمبروں کو عقیدت کے حصار میں لپیٹ لیا ہے۔ ہم ان کی طرف منہ بھی نہیں کرتے، آنکھ بھی نہیں اٹھاتے، ہم نے مختصراً یہ کہہ کر کہ وہ اللہ کے رسول اور نبی ہیں ان کو ایک بہت بڑی علیحدہ صف قرار دے دیا ہے۔ مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ ضرور ان لوگوں کو پیغمبر چنے گا جو مراتبِ خیال میں کم ہوں گے؟ اللہ ایسا نہیں کرتا۔ اس نے کتابِ حکیم میں فرمایا ہے کہ میں خوب اچھی طرح دیکھ لیتا ہوں کہ علم کہاں رکھنا ہے؟ اس سے پہلے بھی ایک بہت بڑی Testing ground چل رہی ہوتی ہے۔ اللہ کے نزدیک بھی مدارجِ علم طے ہو رہے ہوتے ہیں، وہاں بھی ایک معیارِ تخلیق لگا ہوتا ہے اور علم و عقل اور دانش میں جو بہترین تخلیق ہو آخر اسی کو یہ منصب مل سکتا ہے۔ اور جب وہ قرآن

Marfat.com

میں کہتا ہے..... نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ"(سورۃ یوسف: ۷۶)..... تو آپ کیسے اندازہ کر سکتے ہو کہ ایک نبی کا مرتبہءِ علم زمانے میں کسی سے کم ہو سکتا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ موسیٰ اپنے ہم چشموں میں علم کی وجہ سے رسوا ہو جائیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ ان متکبر اور مجتہد یہودیوں سے علمی نکات پر شرمسار ہو جائیں۔ اور پھر جس نبی ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا ہی نہ ہو، جو سارے زمانوں کا نبی ہو، قیامت تک جس کا اختیار اور سکہءِ رسالت چلتا ہو تو پھر بھلا کون سا اگلا زمانہ اور کون سا اگلا آنے والا دانشور اس نبی سے بڑا ہوگا؟ ان سے بہتر سوچتا ہوگا؟ ان کی فراست سے بڑی کس کی فراست ہوگی؟ اس علم و حکمت کے مقام سے بڑا کس کا مقام ہوگا؟ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ کوئی مغرب کا بہت بڑا مفکر نبی کو چیلنج دے گا؟ کوئی رسل کوئی برگساں، کوئی نٹشے، کوئی سیاستدان؟ یہ اس قسم کے اقرار آپ کو اس لئے ملتے ہیں کہ جب بھی دنیا میں اجتہادِ فکر کی بنیاد ہوگی، جب تک معیارِ عقل و نظر لگتے رہیں گے، محمد رسول اللہ ﷺ کی خاکِ پا تک بھی کوئی ذہانت نہیں پہنچ سکے گی۔ میں آپ کو اس کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں .... حیران ہوں کہ آپ کو مثال دوں یا کیا کروں؟ جب تک آپ بہت پڑھے لکھے نہ ہوں آپ مثال نہیں سمجھ سکتے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک آپ بہت پڑھے لکھے نہ ہوں، جب تک علم ہیئت کے مدارجِ اعلیٰ پر آپ کا دماغ فائز نہ ہو اس وقت تک شاید آپ بھی نہ سمجھ سکو۔

کاسمالوجی کا ایک رائج الوقت چھوٹا سا مفکر کہتا ہے کہ ایک بات پر ہم سب شاید متفق ہیں کہ بگ بینگ کے فوراً بعد جبکہ ابھی کائنات نہیں بنی تھی، ابھی ستارے وجود میں نہیں آئے تھے، ابھی سیاروں کا نام و نشان بھی نہیں تھا، ابھی زمین و آسمان میں عظیم الشان کہکشاؤں نے کوئی رنگ نہ پکڑا تھا، ابھی سورج تخلیق نہ ہوا تھا، زمین

Marfat.com

معرضِ وجود میں تھی مگر ابھی آباد نہ ہوئی تھی، تو اس سے بہت پہلے جب یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کائنات میں صرف بادل تھے، بہت بڑے بڑے بادل...... اتنے بڑے بڑے بادل کہ ان میں سوائے مختلف گیسوں کے فشار اور Rediations کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ بادل کتنے بڑے ہوں گے جن سے یہ ساری کائنات وجود میں آئی۔ پھر وہ بادل بکھرے، ان کے ٹکڑے جمے، جم کر ٹھنڈے ہوئے، ٹھنڈے ہونے کے بعد بڑی بڑی کہکشائیں وجود میں آئیں، ستارے وجود میں آئے، زمین وجود میں آئی، آسمان زمین وجود میں آیا۔ یہ سب سائنس دانوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ حضرت ابو رزین عقیلیؓ نے حضورِ گرامی مرتبت ﷺ سے ایک سوال کیا "ہمارا رب تخلیقِ کائنات سے پہلے کیا کر رہا تھا؟" آپ نے فرمایا: "کَانَ فِي غَمَامٍ كَمَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَفَوْقَهُ هَوَاء" وہ بادلوں میں تھا، اس کے اوپر بھی اور اس کے نیچے بھی ہوا تھی۔

آپ یہ بات نظر انداز نہ کیجئے گا کہ تین ہزار سال کی عقلی اور ذہنی جدوجہد کے بعد بہترین لیبارٹریوں کے بعد، ھبل کے بعد جملہ سائنس دان صرف اس بات پر Agree کر رہے ہیں کہ بگ بینگ کے فوراً بعد بڑے بڑے بادل تھے اور کچھ نہ تھا۔ اور پندرہ سو برس پہلے جب رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کائنات بنانے سے پہلے رب العزّت کیا کر رہے تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ بادلوں میں تھا۔ یہ اتفاق نہیں ہوسکتا ناں۔ لگتا یہ ہے کہ فکرِ انسان ایک چیز کو دریافت کر رہی تھی اور ایک شاید تخلیقِ کائنات تھا۔ ایک وہ تھا جسے اللہ نے اپنے حضور سے تعلیم دی تھی کہ جب کچھ بھی نہیں تھا تو میں یہ کر رہا تھا، اور پندرہ سو برس پہلے اعلیٰ ترین جدتِ علم اور تحقیق بالآخر اسی نکتے کو Explain کر رہی تھی کہ کائنات سے پہلے صرف بادلوں کا اجتماعِ

Marfat.com

عظیم تھا۔

یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے متبعین ہو کر ہم اپنے پیغمبرؐ کے اعلیٰ ترین ظرفِ عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہم محبت وعقیدت اور نعتوں کے بعد ان کو اپنی زندگی سے خارج کر دیتے ہیں۔ ہمیں کبھی خیال نہیں آیا کہ ہم جو کتابوں میں مختلف زرّیں اقوال پڑھتے ہیں، کیوں نہ تھوڑی سی کوشش کر کے کسی حدیث کی کتاب سے کوئی ایسا قول پڑھیں جو رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ارشاد ہوا ہو۔ کیوں نہ ہم اس نکتۂ علم سے آگاہی پائیں اور کیوں نہ ہم اپنی ہدایت کے لئے اپنے آقا و رسولؐ کے نقشِ پا پر چلیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے پیغمبرؐ کے بارے میں متضاد اور مجموعی طور پر ان کی صفاتِ عالیہ کے بارے میں شبہات کی گفتگو تو کرتے ہیں، مگر افسوس یہ ہے کہ جو تعلیم وہ مبارک ہستی ہمیں دے گئے ہیں، جو اعلیٰ ترین علمی استدلال وہ ہمیں دے گئے ہیں اس کے بجائے صرف تعریف وتوصیف پر اپنا کام نکالیں۔

بڑی مشہور بات ہے کہ جگہ جگہ، گلی کوچہ میں مشہور ہے کہ خدا کو بے دلیل مانو، آپ کو معلوم ہے ناں کہ جب خدا کو بے دلیل ماننے کی بات کی جائے تو لوگ بڑی دور سے دلیل لاتے ہیں۔ بے دلیل ماننے کے لئے بھی لوگ بڑی دور سے دلیل لاتے ہیں۔ کسی مسجد میں چلے جاؤ، کسی حجرہ کریم میں چلے جاؤ، لوگ ایک بات کہتے ہیں کہ اللہ میاں کے بارے میں گفتگو نہیں ہو سکتی، کیونکہ پہلے ''رازیؒ'' یہ کر بیٹھا ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے اللہ پر سو دلائل اکٹھے کیے تھے اور پھر بھی شبہے میں تھے۔ جب موت آئی تو شیطان نے کہا کہ اب کدھر گئیں تمہاری دلیلیں..... ؟ ابھی تک تُو اپنے آپ کو Convince نہیں کر پایا؟ پھر تصور

Marfat.com

میں ان کے مرشد کریم ان کے قریب آئے اور کہا: ''اے رازیؒ کیا حماقت کر رہا ہے کہ خدا پر دلیل لا رہا ہے، تم شیطان سے کہو کہ میں نے اللہ کو بے دلیل مانا۔ اس کے بعد تیری جان آسانی سے نکلے گی'' رازی نے ایسا ہی کیا، اور سنا ہے کہ آرام سے مر گیا۔ آپ کو ان باتوں میں تو بڑی سچائی لگتی ہے مگر آپ کو قرآن کی بات سچی نہیں لگتی۔ قران کہہ رہا ہے: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُو ن (سورۃ الانفال: ۲۲) بدترین جانور میرے نزدیک وہ ہے جو علم و عقل سے کام نہیں لیتا، فہم وادراک سے کام نہیں لیتا، سوچتا نہیں ہے، اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات پر گرتا ہے اور تقلید کے سوا اس کے خیال میں اور کچھ نہیں ہوتا۔ پھر وہ کہتا ہے: لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ (انفعال: ۴۲) جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا...... وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَة (سورۃ الانفال: ۴۰)...... جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ بھلا اس بیچارے رازی کو کیا نہیں پتا تھا کہ اللہ دلیل سے ہی ملتا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ آپ پھر بھی شبہ میں رہو، اس لئے میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ضرور سناؤں گا اور دیکھوں گا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ بھی ہمیں ہر بات بے عقلی اور بے دلیلی سے کرنے کو کہتے ہیں؟ حضورؐ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا کیا تو فرمایا: ''کھڑی ہو۔ وہ کھڑی ہوگئی۔'' عقل ہی وہ واحد ایسی چیز ہے جو اللہ کی تابعدار ہوتی ہے، ہمارا جبلی وجود تو اس کا تابعدار نہیں ہوتا، ہمارے اندر بیٹھا ہوا ہمارا جبلی وجود اللہ کا قائل نہیں ہوتا۔ یہ تو عقل ہے جو اللہ کی قائل ہوتی ہے۔ جب عقل کو اپنے سامنے حسن پروردگار نظر آیا ہوگا تو اس عاشق بیچارے نے جو حکم سننا تھا اس پر عمل کرنا تھا۔ اللہ نے کہا اے عقل کھڑی ہو جا۔ عقل کھڑی ہوگئی۔ اللہ نے کہا کہ گھوم، وہ گھوم گئی۔ اللہ نے پھر کہا پھر میرے

Marfat.com

سامنے منہ کر، اس نے منہ سامنے کیا، اللہ نے کہا کہ بیٹھ جا، وہ بیٹھ گئی اور اس نے اپنا مقام پکڑا۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی مخلوق بھی تجھ سے افضل اور خوبصورت پیدا نہیں کی۔ (مشکوٰۃ، جلد چہارم، حدیث ۹۹۴)۔ اس حدیث سے دو باتیں صاف ظاہر ہوتی ہیں کہ عقل مخلوق ہے، سافٹ ویئر ہے۔ یہ بڑا اسپیشل سافٹ ویئر تھا جسے اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ تھوڑا سا ملائکہ کو بھی دیا۔ اس میں Artificial intelligence نہاں تھی۔ اس میں اعمال و برکات اور سوچنے کی صلاحیت موجود تھی۔ جب وہ اسے بنا بیٹھا تو اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ بہتر، خوبصورت اور افضل کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ میں تیرے سبب لوں گا۔ جو بندوں سے وصول کروں گا وہ تیرے سبب وصول کروں گا، تجھے معیار بنا کر وصول کروں گا۔ میں یہ دیکھوں گا کہ لوگوں نے کتنی عقل استعمال کی ہے اور کتنی نہیں کی۔ انہوں نے عقل سے کتنا سوچا ہے اور کتنا نہیں۔ اپنے معاملات میں انہوں نے کتنا تجھے استعمال کیا اور کتنا نہیں۔ میں تیرے سبب لوں گا اور تیرے سبب ہی دوں گا۔ میں جو اپنی عنایات کروں گا، میں جو اپنے فضل و کرم سے افراد اور قوموں کو نوازوں گا تو تیری وجہ سے نوازوں گا۔ میں یہ دیکھنا چاہوں گا کہ میں نے جو سب سے نرالی چیز پیدا کی اور حضرت انسان کو بطور امانت دی اسے لوگوں نے کیسے استعمال کیا ہے؟ میں تیرے سبب دوں گا، تیرے طفیل دوں گا، تیرے طفیل لوں گا۔ جیسے لوگوں نے تجھے استعمال کیا میں ویسے ہی لوں گا۔ میں تیرے سبب پہچانا جاؤں گا۔ عبادات کے عوض نہیں، روزوں کے عوض نہیں بلکہ اے عقل میں تیری وجہ سے پہچانا جاؤں گا۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً...... میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو پھر میں نے تعارف کے لئے مخلوق پیدا کی، شناسائی پیدا کی اور اس آلۂ شناسائی کو میں نے عقل کہا۔ اس لئے

Marfat.com

اے عقل! میں تجھ سے ہی پہچانا جاؤں گا۔ ایک جاہل اور ایک عالم کی تعریف میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک بڑا اچھا شعر اگر آپ کسی بدذوق کے سامنے سنا دو تو وہ تو گائے کا چارہ نکلے گا، مگر جو باذوق ہے، جو حسنِ ذوق رکھتا ہے، جو حسنِ ادب کی فراست رکھتا ہے وہی اس شعر کو Appreciate کرے گا۔ خداوند کریم اپنی Appreciation جہالت سے نہیں مانگ رہا۔ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے عقل میں تجھ سے پہچانا جاؤں گا۔ تیرے سبب ناراض ہوں گا، جب تو میری ذات، میری کیفیات کو بیان نہ کر سکے گی، مجھے پہچان نہ سکے گی، جب تو میرے بارے میں شبہ کرے گی، میری ذات کو مشکوک کرے گی تو میں تیری وجہ سے ناراض ہوں گا۔ تیرے سبب سے انسانوں کو ثواب ہوگا اور یہ یاد رکھنا اے عقل! کہ اگر تو نے اپنا کام نہ کیا تو تیری وجہ سے تجھ پر عذاب ہوگا۔

کیا اس کے بعد کوئی گنجائش رہ جاتی ہے اس Faith کی یا اس اعتبار کی جو سکہ رائج الوقت ہے۔ وہ Blind faith جس کے چرچے ہر گھر میں ہیں۔ وہ بے دلیل ماننا جس کی کہانیاں اور دلائل آپ فخر الدین رازیؒ سے نکالتے ہو یا اس قسم کے کسی اور فلاسفر سے نکالتے ہو۔ یہ عجزِ عقل اللہ کو منظور نہیں ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اگر عقل سیکھنی ہو تو عقل کوئی دور نہیں ہے۔ یہ آپ کے دل میں ہے، آپ کے دماغ میں ہے اور سب سے زیادہ علم و عقل کی اگر کوئی معرفت رکھتا ہے تو وہ آپ کے سرکارؐ، ہمارے رسول ﷺ ہیں۔ ان سے دوری، علم و عقل و اعتدال سے دوری ہے اور ان کا قرب، علم و عقل و اعتدال ہے اور یہی علم کی معراج ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ میں نے ایک شخص سے نہیں ملنا تھا۔ آپ یقین جانئے کہ میرا اس سے ملنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ آخر انسان اتنا تو چوائس رکھتا ہی ہے کہ کس سے ملے اور کس سے نہ ملے۔ دو چار اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں نے کوشش کی کہ یہ دروازے

Marfat.com

سے اِدھر اُدھر ہو جائیں، میں یہ سوچ کر کہ شاید وہ چلے گئے ہوں باہر نکلا تو وہ بالکل دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ مجھے دل میں بڑا صدمہ ہوا تو آپ یقین جانئے کہ اس وقت مجھے ایک حدیث رسولؐ بہت یاد آئی، رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ''جب کسی کے گھر جاؤ تو تین مرتبہ دستک دو اور دروازے کے سامنے مت کھڑے رہو''۔ مجھے پہلی دفعہ یہ نفسیاتی نکتہ سمجھ میں آیا کہ اگر وہ دروزے کے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپ بھی سامنے ہوں گے تو پھر مفر ہے ہی نہیں۔ وہاں تو پھر آپ بچ ہی نہیں سکتے ہو، آپ بھی سامنے، وہ بھی سامنے، چاہو نہ چاہو، چار و نا چار آپ کو اس سے ملنا ہی پڑے گا۔ یہ جو اللہ کے رسول ﷺ نے دروازے سے ایک طرف ہٹایا کہ ایک طرف ہو کر اس کو آواز دو تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اگلے کو یہ چوائس دو شاید آپ سے ملنا نہ چاہتا ہو، شاید اس کی شرم رہ جائے، اور اگر آپ آمنے سامنے آ گئے تو دونوں شرمندہ ہو جاؤ گے۔ اس حدیث پر ایک صحابی رسول ﷺ نے جو Remark دیا میں اس کو بڑا Appreciate کرتا ہوں۔ ایک صحابیؓ نے کہا: ''میں ساری زندگی لوگوں کے گھروں پر جاتا رہا اور تین دفعہ دستک دے کر انتظار کرتا رہا کہ مجھے جواب نہ آئے اور میں اسی طرح گھر واپس آ جاؤں کم از کم مجھے سنتِ رسولؐ پر عمل کرنے کا موقع تو ملے''۔ تو جو بہت سے تبلیغ والے آتے ہیں یہ شاید اسی طرح واپس چلے جاتے ہوں گے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ وہ نازک ترین مقامات سے بھی لوگوں کو کھینچ کر باہر لے آتے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کے بارے میں رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ باقی انبیاء کو سات مگر مجھے چودہ مشیر و دوست دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک ابوذرؓ بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے ابوذرؓ! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے۔'' یعنی جو انسان سوچتا ہے،

Marfat.com

کرتا ہے، پڑھتا ہے اور اس بناء پر وہ جو اپنا اندازہ قائم کرتا ہے۔ دیکھئے ایک طرف آپ کے اندر وہ مذہب رائج ہے جو تمام دنیا کے علوم کو دنیا کے علوم قرار دیتا ہے۔ بھئی کون سا دنیا کا علم؟ مجھے بتائیے کون سا دنیا کا علم؟ کیا کسی انسان کی فلاح و بہبود کے لئے چکی بنا لینا اور فلور مل بنا لینے میں کوئی زیادہ فرق آ گیا ہے؟ اگر اس وقت گھر گھر چکیاں لگی ہوتیں تو آج آپ مہاجرینِ سوات کو کچھ نہ دے سکتے۔ ظاہر ہے کہ ٹیکنالوجی کی ایک چھوٹی سی limit بڑھ کر بہت بڑی ہو جائے تو اس سے یہ مراد تو نہیں ہوتا کہ انسان کا وہ کام مذہبی نہیں رہا۔ نسلِ انسان کی فلاح و بہبود اور بقا کے لئے اگر سائنس نے کوئی کام کئے ہیں اور آپ کے اور ہمارے کام آ رہے ہیں تو ہم ان کو غیر مذہبی کام نہیں کہہ سکتے۔ یا تو مذہب نے تمام تر دنیا کو جھوٹ کہا ہو، فراڈ کہا ہو؟ اللہ نے دنیا کو ایسا نہیں کہا، آزمائش ضرور کہا ہے مگر جھوٹ نہیں کہا۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا (سورۃ ص:۲۷)۔ اور ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ اس کو اللہ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ جنگل میں چلے جاؤ، تبت کے لاماؤں کی طرح پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاؤ، جہاں ٹیسٹ نہیں ہے وہاں Result نہیں ہے، چاہے آپ ہزار برس بھی کسی جنگل میں اکیلے جا کر بیٹھے رہو، جہاں آپ کا کوئی معیار ہی نہیں، کوئی امتحان ہی نہیں وہاں آپ کا نتیجہ کیا نکلنا ہے؟ نتیجہ تب نکلے گا جب آپ مخلوق میں آؤ گے، اس میں بیٹھو گے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ پچاس برس کی برجِ عجمی کی ریاضت کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو کہا گیا کہ اے میرے بندے! اب مخلوق میں جا۔ انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانے کا۔ وہ صاف مکر گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر خبر آئی کہ اے عبدالقادرؒ مخلوق میں جا...... انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانے کا...... پھر بیٹھ رہے۔ کچھ عرصے کے

Marfat.com

بعد اللہ نے پھر کہا کہ اے عبدالقادرؒ ہم چاہتے ہیں کہ آپ مخلوق میں رہو۔ اب ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر تیسری بار کوئی چیز سامنے آ جائے تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھنا''۔ اب چونکہ یہ تیسری بار تھا اس لئے سمجھ گئے کہ مفر نہیں ہے، جانا ہی پڑے گا۔ عبدالقادرؒ نے کہا کہ اے پروردگار مجھ پر ایک مہربانی کرو، مجھ سے ایک وعدہ فرمادو تو میں مخلوق چلا جاؤں گا۔ اللہ نے پوچھا: ''اے عبدالقادر تو کیا چاہتا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''مجھے مخلوق سے آزمانا نہیں'' اللہ نے کہا: ''جا! ہم نے تجھے ہر مخلوق کی آزمائش سے بے نیاز کیا۔'' یہ اسی وجہ سے ہے کہ جب آپ ان کی بڑی بڑی باتیں اور بڑے بڑے کارنامے سنتے ہو تو وہ پہلے سے یہ عہد لے کر آئے تھے اس لئے ذرا محفوظ تھے، ہم اور آپ وہ دعوے نہیں کر سکتے، ذرا ہوش سے رہنا۔ بعض باتیں بہت نیچرل ہوتی ہیں اور آپ کے رسول ﷺ کی اتنی گہری نظر ہے کہ وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں آپ کے لئے اصول متعین کر دیتے ہیں۔ حضرت ابنِ عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے''۔ آپ بھی بجٹ بناتے ہو، سب بناتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ کوئی نیا اصولِ بجٹ دیا ہے۔ یہ کیا کہ آپ نے ساری عمر کنجوسی کی مگر شوشا پر لاکھوں روپے لگا دیئے۔ شادیوں پر اندھوں کی طرح بہا دیئے۔ آدھی اکانومی اس وقت ٹھیک ہو جاتی ہے جب آپ خرچ میں اعتدال برتتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے۔'' (مشکوۃ، جلد چہارم، حدیث ۹۹۶) مگر ہم تو صبح و شام لوگوں کی غیبت پر ہوتے ہیں۔ ہم نے محبت خاک کرنی ہے۔ ایک انگریزی کتاب میں ایک کہانی تھی: A House on fire اس کے مصنف نے اس میں لکھا: میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسی طرح

Marfat.com

مکانوں کو آگ لگی رہے اور میں یہ تماشا دیکھتا رہوں۔ اس کو ان لوگوں پر ترس نہیں آ رہا تھا جو مر رہے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب میں نے وہ آگ میں جلتا ہوا مکان دیکھا اور چیختے چلاتے لوگ دیکھے تو بجائے اس کے کہ میرے دل میں کوئی رحم آتا، میرا دل چاہتا تھا کہ یہ تماشا لگا رہے اور میں دیکھتا رہوں۔ تماشا نہیں دیکھنا چاہئے۔ جب آپ بندگانِ خدا سے محبت رکھتے ہو تو آپ میں آدھی عقل آ جاتی ہے۔ آپؐ نے علم کا ایک اصول یہ بتایا کہ: ''اچھا سوال کرنا نصف علم ہے۔'' یہ حدیث خصوصاً طالب علموں اور دانشوروں کے لئے ہے کہ اگر آپ نے کنفیوز نہیں رہنا تو سب سے پہلے سوال کرنے والے کو اپنا سوال سمیٹنا چاہئے۔ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ میں کیا جاننا چاہتا ہوں۔ اگر آپ پورا ایک بالشت بھر کا سوال نکال کے لاؤ اور آخر میں یہ بھی پتہ نہ چلے کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہو اور کیا نہیں پوچھنا چاہتے تو اس سے علم نہیں بڑھے گا۔ کوشش کرو کہ اچھا سوال کرو اور سوچ سمجھ کر کرو، جس کے جواب میں جو کچھ آپ کو ملے گا وہ آپ کے علم کی افزائش اور بہتری کا سبب ہوگا، یہ نصف علم ہے۔ ایسے اصول میں نے کسی اور سے نہیں پڑھے، یہ تمام اچھی باتیں میرے آقا و رسول ﷺ نے بتائی ہیں۔ جب آپ موازنہ کرو گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ پچاس ساٹھ سال بعد تو ایک بدترین شاعر بھی کوئی اچھا شعر کہہ لیتا ہے، یہ میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں۔ میں نے ایک شاعر کی ایک کتاب پڑھی اِدھر اُدھر بوریت سے پڑھتا رہا، دیکھتا رہا مگر مجھے کوئی شعر پسند نہیں آیا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اس شاعر سے یہ کہوں کہ یار اللہ کا واسطہ اب لکھنا چھوڑ دے، مگر اچانک مجھے اس میں سے ایک شعر نظر آ گیا، میں نے سوچا کہ یہ کہاں سے نکل آیا ہے، یہ انہوں نے کیسے لکھ لیا۔ جب میر جرأت نے یہ شعر لکھا:

Marfat.com

تیرے کوچے ہر بہانے مجھے دِن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

نقادوں نے اس شعر پر کہا کہ ایک اچھا شعر وہ ہوتا ہے جس کا کوئی لفظ بدل نہ سکے۔ اچھی بات وہ ہوتی ہے جس کو کوئی بندہ بدل نہ سکے۔ Ernest Hemingway نے ناول لکھا: (The Old Man and the Sea) اس کو نوبل انعام ملا۔ اس کے بارے میں نقادوں نے یہ تعریف کی کہ یہ اتنی چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس کا ایک لفظ بھی ہم نہیں بدل سکتے۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ میں نے جب وہ شاعری کی پوری کتاب پڑھ لی تو میں نے سوچا کہ یہ شعر کہاں سے اس میں نکل آیا؟ وہ شعر یہ تھا:

وہ بے نقاب چمن سے گزر گیا ہوگا
ہر ایک پھول کا چہرہ اتر گیا ہوگا

میں نے بڑی کوشش کی کہ اس میں سے کوئی لفظ بدل کے دیکھوں تو شاید شعر بدل جائے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ یہ تو ہوتا ہے کہ بہت ساری فضول کوششوں کے بعد آپ کسی نہ کسی ایک آدھ بہتر چیز کو نکال ہی لیتے ہو۔ کوئی نہ کوئی بہتر چیز بن ہی جاتی ہے۔ مگر ایسا تو بہت کم دیکھا گیا کہ جو زبان مبارک سے نکلے وہ "جوامع الکلم" ہو، جو بھی قولِ زرّیں آپ ؐ کی زبانِ مبارک سے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے نکلا وہ مینارۂ نور ہو گیا۔ حضورؐ دعا مانگتے تھے: "یا اللہ میری نظر میں نور دے، میری زبان میں نور دے، میری سماعت میں نور دے، میرے دائیں نور دے، میرے بائیں نور دے، میرے آگے نور دے، میرے پیچھے نور دے، اے اللہ میرے نور کو زیادہ کر دے۔" (ترمذی، جلد دوم، حدیث ۱۳۴۳) حقیقت یہ ہے کہ آج بھی تمام تر نور

Marfat.com

ہمیں ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔آج بھی ایک ایک جملے میں ایسی ضوفشانی ہے کہ کوئی سخت دل ہی انکارِ نبوت کرسکتا ہے۔اور اگرچہ یہ ساری چیزیں ان پر بھی روشن ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے مگر ان کا دل آپ کی عظمت کا اعتراف کرنے سے ڈرتا ہے۔اسی لیے وہ کسی نہ کسی کتاب میں چاہے وہ ڈاکٹر کیرن آرم سٹرانگ ہو یا وہ کارلائل ہو جس نے Heroes میں اپنے پیغمبر کو چھوڑ کر محمد رسول اللہ ﷺ کو ہیرو چنا، یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔یہ اعتراف ان کی بنیادی عقل سے نکلتا ہے۔ جاننے والا جانتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی افضل البشر ہیں۔جہاں زندگی میں بہت سے بحران آتے ہیں اور کئی باتوں سے انسان خوفزدہ بھی ہوتا ہے وہاں میں آپ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ایک خوشخبری بھی سنا دوں۔حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ”میری امت رحم فرمائی گئی امت ہے“۔یہ رحمت انہی کے سبب سے ہے، یہ ہمارے کسی عمل کے سبب نہیں ہے۔ہماری حرکات تو آپ کو پتہ ہی ہیں۔ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اپنے پیغمبرؐ کے دائرۂ رحمت سے نکل جائیں مگر ان کا دائرۂ رحمت بڑا وسیع ہے۔ہم نے ہر ممکن اور ہر فاسقانہ کوشش کی ہے، ہر فاجرانہ جرأت کی ہے۔اس کے باوجود ان کے دائرۂ رحمت میں کمی نہیں آئی۔ہم پر ان کا سایۂ کرم موجود ہے۔آپؐ نے فرمایا: ”میری امت رحم فرمائی گئی امت ہے۔“ باقی قوموں پر رحم نہیں ہوا بلکہ مسخ ہوا، وہ خنازیر بنائے گئے، زمین سے نیست و نابود ہوگئے۔بڑے کنویں اجڑے، بڑی بستیاں الٹی پڑی ہیں۔موہنجوداڑو ہو، ہڑپہ ہو، عاد و ثمود ہوں، بڑی بستیاں ایسی ہیں جو اب بھی خدا کے قہر کی نذر ہوئی نظر آتی ہیں مگر آپؐ نے فرمایا: ”میری امت رحم فرمائی گئی امت ہے۔اسے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔“ یہ ابی داؤد کی صحاح ستہ میں تیسرے درجے کی ایک بڑی حدیث سمجھی جاتی ہے۔بخاری اور

Marfat.com

مسلم کے بعد سب سے معتبر ابی داؤد کی حدیث مانی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔ یہ ہے کہ چلتے چلتے جہنم کا نظارہ تو کروایا جائے گا اور اسی میں بہت سے لوگ سزا پا جائیں گے۔ ویسے بھی ہم کافی نرم دل ہو چکے ہیں۔ خوف سے مرے جاتے ہیں، ڈرون کا خوف، امریکہ کا خوف، تورا بورا کا خوف، میرا خیال ہے کہ اللہ میاں ہمیں صرف جہنم کا خوف دکھائے گا اور ہم سزا پا جائیں گے کیونکہ اب ہم پریکٹیکل نہیں بلکہ اعصابی خوف سے مر رہے ہیں۔ اب جو میں آپ سے حدیث بیان کرنے والا ہوں یہ ہے تو بہت بڑی خوشخبری مگر آپ کو سوچنا پڑے گا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ یہ بہت بڑی حدیث ہے، یقین کرو کہ اس حدیث کو پڑھ کے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ آدمی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے، جنت اور جہنم سرے سے تصور سے نکل جاتے ہیں، مگر اس حدیث پر تھوڑا غور ضرور کرنا۔ یہ حدیث کسی عام صحابی سے نہیں بلکہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کردہ ہے، ابن ماجہ اور صحیحین میں یہ حدیث موجود ہے، آپؐ نے فرمایا: ''کوئی بندہ مومن ایسا نہیں ہے جس کی آنکھوں سے اللہ کے ڈر کے باعث آنسو نکلے، خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور ڈھل کر اس کے گالوں تک آجائے مگر اللہ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فوٹوجینک مثال دی ہے، اگر آپ غور کرو تو ایسا کوئی بندہ نہیں ہوگا کہ جس کی آنکھ سے ایک اتنا آنسو نکلے جتنا مکھی کا سر ہو اور نکل کر اس کے گالوں تک آجائے اور اس کے چہرے کی سطح پر بہہ جائے۔ گھر جا کر یہ سوچیئے گا کہ کبھی کوئی ایسا آنسو اللہ کے لئے نکلا تھا، جو ضروریات و حادثات کے تحت آپ کی آنکھ سے نکلا ہو اور آپ کے گالوں تک بہہ گیا ہو، تو آپ یقین کریں کہ آپ کو دوزخ کی کوئی فکر نہیں ہونا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں ایک بھی سواری

Marfat.com

کے قابل نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم، جلد دوم، حدیث ۲۰۰۲) یعنی اللہ کے نزدیک لوگوں کا یہ حال ہو گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہ جو لوگ بڑے بڑے زاہد بنتے ہیں، پھٹے کھڑے، چہرے بگاڑے ہوئے، بڑے بڑے دعوے دار، ہم یہ کرتے ہیں، ہم وہ کرتے ہیں، آپ ان سے دھوکہ نہ کھانا، آپ کے رسولؐ معیار مقرر کر گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''زہد جھوٹا موٹا کھانے، میلے کپڑے پہننے اور اپنے آپ کو بخل کی زد میں رکھنے میں نہیں ہے۔ زہد یہ ہے کہ اپنی امید کو مختصر رکھو، لمبے خواب نہ پالو''۔ حضور گرامی مرتبت ﷺ نے تین لائنیں کھینچیں، ایک لائن لمبی، دوسری اس کے قریب اور تیسری اس کے ساتھ، اور فرمایا کہ: ''جو لکیر اِدھر ہے وہ انسان ہے اور لمبی لائن اس کی امید ہے اور بیچ کی لکیر اس کی موت ہے، اس سے پیشتر کہ انسان اپنی امید تک پہنچے موت اسے آ لیتی ہے۔'' امید کی طوالت عقل کے ضائع کرنے کے برابر ہے۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بچہ لے کر آتا ہے کہ میں اسے ڈاکٹر بناؤں گا، ابھی وہ پانچویں کلاس میں بھی نہیں پہنچتا مگر باپ کی خواہشات دیکھو کہ وہ اس کے لیے اچھے سے اچھا سکول چنتا ہے، پھر کہتا ہے کہ میں اسے لندن بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں: ''او یار! ابھی تو یہ پانچویں میں پڑھتا ہے اور تمہارے خواب اتنی دور تک جا رہے ہیں، اس کا چھٹی میں چڑھنا بھی ابھی مشکوک ہے اور تم اسے انگلینڈ بھیج کر وہاں اس کی گوری سے شادی کروا کر اسے واپس بھی لے آئے ہو۔'' یہ طولِ امل ہے۔ ہم اپنی خواہشات اور خواب اتنے لمبے نہیں بُن سکتے۔ اس طرح ہماری آنکھیں بے عمل ہو جاتی ہیں۔ ہم خواب چنتے چنتے عمل سے گزر جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کے مطابق اگر تم اچھے ہو تو زاہد اور عبادت۔ اور اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی امید کو مختصر رکھو۔ اتنی لمبی امیدیں مت باندھا کرو۔

Marfat.com

میں بھی یہ احادیث آپ کے ساتھ ہی پڑھ رہا ہوں، مجھے بھی ان سے وہی سبق حاصل ہو رہا ہے جو میں کوشش کر رہا ہوں کہ آپ سیکھیں۔ اگرچہ یہ مسجد نہیں ہے مگر یہاں آپ زیادہ آسانی سے پڑھ اور سیکھ سکتے ہیں۔ مسجدوں میں مُلا کا خوف ہی نہیں چھوڑتا تو پڑھیں گے کیا...... اب وہ معیار دیکھئے گا کہ اللہ کے نزدیک احادیث رسولؐ میں کیا معیار پیش کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن شداد نے فرمایا کہ: ''بنی عذرا کے تین افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ ان مہمانوں کا بندوبست کون کرے گا؟ حضرت طلحہؓ نے کہا ہم کریں گے، انہوں نے ان کو مہمان ٹھہرایا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ لشکر میں پہلے ایک صاحب گئے اور وہ شہید ہو گئے، تھوڑے عرصے کے بعد پھر ایک لشکر گیا تو دوسرے صحابی بھی شہید ہو گئے۔ تیسرے صحابی گھر پر رہے اور بستر پر مر گئے۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بستر پر مرنے والا دونوں سے مرتبے میں بڑا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں کھٹک پڑ گئی کہ یہ کیا؟ ہم نے تو شہید کا بڑا مقام سنا تھا، جو اللہ کے راستے میں جنگ میں گیا اس کا بڑا مقام سنا تھا، مگر بستر والا کیسے معزز ہو گیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز ناپسند آئی ہے؟ اگر وہ بستر پر پڑا پڑا ان دو شہداء سے آگے نکل گیا ہے تو تمہیں کیا چیز ناپسند آئی ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے افضل کوئی نہیں جس کو اسلام میں زیادہ عمر دی جائے اور اس کی تکبیر، تسبیح و تہلیل کے باعث اس کا ثواب ان شہداء سے بھی زیادہ بڑھ جائے۔ یعنی جس کو زیادہ عمر ملے اور وہ زیادہ عمر خدا کی تکبیر و تسبیح و تہلیل میں بسر کرے تو اس کا مقام ان سے بھی بڑھ گیا جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ فرض کریں کہ اگر آپ جنگ و جدل نہیں سہار سکتے تو

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تسبیح وتہلیل آپ کو اس مرتبے تک پہنچا سکتی ہے۔

ایک اور بڑی اہم بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ جب کوئی کام یا واقعہ ہو جائے تو یہ مت کہا کرو کہ اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہو جاتا، اللہ کی تقدیر نہیں بدلنی تھی، جیسے ہونا تھا ویسے ہی ہوا۔ مگر جب تم اگر مگر کرتے ہو تو شیطان کا کارخانہ کھول دیتے ہو۔ (سنن ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۰۴۹) یہ اگر مگر خدا کے ہاں جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ویسا ہو جاتا، اگر وہ یہ کر لیتا تو بچ جاتا۔ جب آپ ایسا کہتے ہو تو آپ خدا کو چیلنج دے رہے ہوتے ہو، خدا کے ہاں کوئی اگر مگر نہیں ہے۔ ہر چیز اپنے مقامِ تقدیر تک پہنچتی ہے اگر آپ منہ سے اگر مگر نکالو گے تو شیطان ایک ایسا کارخانہ کھول دے گا جو بالآخر خدا کے انکار پر منتج ہو گا۔ احتیاط کرو اور کبھی ایسا نہ کہنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جتنا زندگی اور انسانی تعلقات کے بارے میں بتایا ہے اتنا شاید کسی اور چیز کے بارے میں نہیں بتایا۔ جب اللہ نے اپنے بندے کی تعریف کی اور جب رسول اللہ ﷺ کی تعریف فرمائی تو دو لفظ استعمال کیے کہ یہ میرا بندہ اپنی امت کی فلاح و بہبود کا بے حد ''حریص'' ہے۔ ''حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ'' یہاں لفظ ''حریص'' استعمال کیا گیا جو ایک منفی لفظ ہے کہ جس کو شاید ہم ''لالچ'' کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

یعنی جب کوئی خواہش آسیب بن جائے، جب کوئی خواہش Obsession بن جائے۔ Obeseeion جو ہمہ وقت ذہن پر سوار رہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ حرص ہے۔ یہاں ایک عجیب سا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے ایک Negative لفظ رسول ﷺ کے لئے کیوں استعمال کیا؟ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت کی فلاح و بہبود کے لئے بہت مشتاق تھے یا یہ وہ بہت زیادہ آرزومند تھے تو ان میں سے کوئی لفظ بھی شدت ظاہر نہیں کرتا، وہ طاقت اور

Marfat.com

Strength ظاہر نہیں کرتا اور اللہ کو بھی اچھی طرح پتہ تھا کہ کسی زبان کا کوئی نارمل لفظ بھی اللہ کے رسول ﷺ کی اس آرزو کو پورا نہیں کرتا جو وہ اپنی امت کے لئے رکھتے تھے۔اس لئے ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا جو اگرچہ منفی تھا مگر وہ انتہائی مثبت معنوں میں استعمال فرمایا کہ رسولؐ اپنی امت کی فلاح کے اتنے حریص ہیں کہ اس کے Net result میں اللہ نے انہیں اپنے دو ٹائٹل انسانی سطح پر بخش دیئے یعنی ''رؤف ورحیم'' ہیں۔محمد رسول اللہ ﷺ کے دل میں اپنی امت کی بخشش کی اتنی زیادہ خواہش ہے، ان کی آسانی اور ان پر نوازشاتِ الٰہیہ کے لئے وہ اتنی آرزو رکھتے ہیں کہ اتنی کوئی نارمل انسان نہیں رکھتا۔ یہ ایک Abnormal desire ہے جو اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت کے لئے رکھتے ہیں۔اس لئے اللہ نے اس کو ایک منفی لفظ سے Explain کیا کہ وہ اپنی امت کی فلاح و بہبود کے لئے حرص کی حد تک بڑھے ہوئے ہیں۔اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے بارے میں کہا کہ یہ ''رؤف'' ہیں ''رحیم'' ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ یہ عبدالرؤف یا عبدالرحیم ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ایک لفظ کئی سطح پر لاگو ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک باپ اپنی اولاد کے لئے رؤف ورحیم ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ایک پرنسپل اپنے کالج کے لئے رؤف ورحیم ہو اور رحمت اللعالمین زمین پر ہر چیز سے بڑھ کر اہلِ زمین کے لئے ''رؤف ورحیم'' ہیں اور اپنی امت کے لئے تو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ''رؤف ورحیم'' ہیں مگر جب ہم زمین کا دائرہ پھیلا دیں گے اور یہی لفظ اگر ساتوں زمینوں اور ساتوں کائناتوں پر چلا جائے گا تو جو چیز اللہ نے تخلیق کی ہے، جس جس چیز کو رزق دیتا ہے، جو جو چیز زندہ ہے جس جس چیز کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' (سورۃ الفاتحہ:۲) اُس اُس چیز کو اللہ کے رسول کی رحیمیت اور اور رؤفیت پہنچتی ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

Marfat.com

لِّلۡعٰلَمِيۡنَ"(سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) جہاں جہاں الحمدللہ رب العالمین ہے وہاں وہاں رحمۃ اللعالمین ہے۔ اگر آپ دونوں الفاظ کی ساخت پہ غور کریں تو دونوں لفظ ایک ایریا کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ایریا ہے عالمین کا اور مقامات کا۔ یہ صرف دنیا کا ایریا نہیں ہے، یہ پوری کائنات بلکہ کائناتیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ سورج کو بھی اللہ کے رسول ﷺ کی رحمت پہنچتی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ چاند کو بھی اللہ کے رسول ﷺ کی رحمت پہنچتی ہو۔ جن کو آپ بے جان کہتے ہو ان کو بھی اللہ کے رسول ﷺ نے وحی کے ذریعے خطاب کیا ہوا ہے۔ سورج کو بھی خطاب کیا ہوا ہے، زمین کو بھی خطاب کیا ہوا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو تو اپنی مرضی سے آ ؤ ورنہ پھر جبراً آنا ہوگا۔ تو انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار ہم تو اپنی مرضی سے آئیں گے اور تیری اطاعت کریں گے۔ جہاں جہاں اطاعت و ربوبیتِ پروردگار کا نشان ہے وہیں وہیں علمِ رحمت اللعالمین کا بھی نشان ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا پیغمبر "رؤف و رحیم" ہے۔ اب اے اہلِ حدیث! اے اہلِ ایمان! اے اہلِ علم، اے اہلِ عقل، غور تو کرو کہ اگر کوئی ساری حدیثِ رسول ﷺ پڑھ لے تو اس پر کس چیز کا اثر ہونا چاہئے؟ جس شخص نے بھی اپنے رسولؐ کے ساتھ اپنے آپ کو identify کرنا ہے اور وہ حدیث پڑھے تو پھر اس کے بعد اس پر کیا اثر ہونا چاہئے؟ مثلاً میں چاہتا ہوں کہ مجھے خصائلِ رسول ﷺ کی متابعت نصیب ہو جائے، میں اس درجۂ کمال کی ایک غلط ذہنی روش نہیں پال سکتا۔ میں صرف یہ آرزو کر سکتا ہوں کہ اے پروردگارِ عالم مجھے اپنے رسولؐ کی چند ایک یا صرف ایک عادت یا خصلت کی تقلید بخش دے۔ اس رؤف و رحیم کی ایک عادتِ کریم بخش دے تو اس کا ایک قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آدمی نرم اخلاق والا ہو جائے گا۔ اس سے سختی نکل جائے گی۔ وہ اپنے ماحول کے لئے "رؤف و رحیم" ہو جائے گا۔ وہ متابعتِ پیغمبر میں حسنِ

Marfat.com

اخلاق سے نوازا جائے گا مگر یہ کیسا واقعہ اور حادثہ ہے کہ جوں جوں آپ حدیث کو زیادہ پڑھتے جاتے ہو آپ اتنے ہی زیادہ سخت دل ہوتے جاتے ہو۔ مجھے اس راز کی سمجھ نہیں آئی۔ میں تو یہ گمان کر سکتا ہوں کہ آپ ''ہٹلر'' کی کتاب پڑھ کر جنگجو اور سخت گیر ہو جاؤ یا آپ مسولینی کا مطالعہ کرنے کے بعد بدتہذیب اور خوفناک ہو جاؤ، مگر یہ گمان نہیں کر سکتا کہ کوئی رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطالعے کے بعد بھی سخت گیر رہ جائے۔ اگر اس حیاتِ طیبہ کے مطالعے کے بعد بھی آپ کے مزاج سے سخت گیری نہیں گئی تو یہ آپ کا جنوں ہے، آپ معتدل نہیں ہو، آپ اعتدال پسند انسان نہیں ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی پر دیتا ہے، سختی پر نہیں دیتا۔'' یہ اللہ اور رسول ﷺ تو ایک طرف ہیں اور ہمارے جنگجو دوسری طرف ہیں۔ یہ کیا تقسیم اور کیا بٹوارہ ہے کہ خدا اور رسولؐ تو نرمی پر لیتے دیتے ہیں اور ہمارے اردگرد مذہب زیادہ سخت گیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیا اس سے یہ شک نہیں پڑتا کہ They have not understood the religion کیا یہ شک نہیں پڑتا کہ These religious people do not know the temper of their Prophet (PBUH). They have not understood the mood of God

کیا ان کے اس شک وشبہ کی وجہ سے ہم رسوائے عالم نہیں ہیں؟ کیا ہماری ان حماقتوں اور سخت گیریوں کو وجہ سے مسلمان جنگجو قوم تصور نہیں ہوتی؟ کیا یہ فتنہ و فساد کی مخلوق نہیں سمجھی جاتی؟ کیا ہمیں 'غیر' شرمندہ کرتا ہے یا ہمارے اپنے لوگ شرمندہ کرتے ہیں؟ وہ اللہ جو نرم ہے، وہ رسولؐ جو نرم ہے اور جس کے اخلاق و کردار کو خود خدا کہتا ہے کہ یہ رؤف و رحیم ہے اور جس کے ماننے والوں کو اگر اپنے پیغمبرؐ کے

Marfat.com

نقشِ قدم پر چلنا ہے تو اس نے اصولاً رؤف ورحیم ہی ہونا ہے۔ مگر کیا بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم غیر متوازن، جھگڑالو، بدطینت، بدفطرت لوگ ہیں جو کسی قیمت پر بھی قتل و غارت اور ہرج سے باز نہیں آتے۔ رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ نرمی کو پسند کرتا ہے، نرمی کرنے والا ہے، سختی پر نہیں دیتا، نرمی پر دیتا ہے اور نہ ہی نرمی کے علاوہ کسی اور بات پر دیتا ہے۔ یعنی خدا نے مخصوص کیا کہ Kindness is the tone of God وہ ''رحمٰن ورحیم وکریم'' ہے، اس کا پیغمبر تو ''رؤف ورحیم'' ہے مگر آپ کس چکر میں ہتھیار بند ہو کر پھرتے ہو؟ آپ کیوں قتل وغارت پر آمادہ پھرتے ہو؟ ہمارے پاس کوئی اور طاقت ہوگی ناں جس نے دنیا کو قائل کیا تھا، متبعینِ رسولؐ میں کوئی جان تو ہوگی ناں۔ آج تک کس مظلوم نے ظالم کا مذہب قبول کیا ہے؟ آج تک کس محکوم نے حاکم کا مذہب قبول کیا ہے؟ وہ قوم بنی اسرائیل جو تین سو سال سے فراعنۂ مصر کی اسیر تھی وہ ان کے مذہب پر کیوں نہ چلی گئی؟ وہ بنو اسرائیل کے خدا کو چھوڑ کر خداوند ''را'' کی پرستش کرنے والی کیوں نہ ہوگئی۔ آج تک تاریخ میں کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ کوئی محکوم حاکم کے مذہب پر دلی خوشی سے چلا جائے۔ مگر یہ کیا ہوا کہ جدھر جدھر غلامانِ محمدؐ کے قدم گزرے، وہیں وہیں اسلام ابھی تک قائم ودائم ہے۔ یہ کیا ہوا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت میں اسلام کا ایک فوجی بھی نہیں اترا۔ کیا کوئی ایسی تاریخ بتا سکتا ہے کہ انڈونیشیا میں کوئی اسلامی لشکر اترا ہو مگر چند تاجر، جو اخلاقِ رسولؐ سے مزین تھے۔ ''اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کی ''مے'' پیے ہوئے جدھر سے گزرتے گئے ملکوں کے ملک مسلمان ہوتے گئے۔ اخلاق وعمل سب سے بڑی فتح وکارسازی ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں نے ہتھیار نہیں اٹھائے مگر مسلمانوں نے اس طرح قتل وغارت نہیں کی۔ یہ تصور سے بعید ہے۔ ایک صحابی رسول اکرم ﷺ کے پاس اس لئے آتے

Marfat.com

ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے غلام کو برا بھلا کہا ہے۔ اگر یہ میرے پاس رہا تو میرے اعمال کھا جائے گا۔ میں آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں کہ مجھے اس کو آزاد کرنے کی اجازت دیجئے۔ یہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے متبعین تھے، قیصر و کسریٰ کے نہیں تھے کہ جب حمص کی جنگ میں یرموک جانے کا وقت آیا تو ابو عبیدہؓ بن الجراح نے کہا کہ اے لوگو! باہر آؤ جن کو ہم نے فتح کیا ہے۔ اب ہم تمہاری Protection نہیں کر سکتے، اپنے پیسے واپس لے لو کہ ہم واپس جا رہے ہیں۔ اور ان عیسائیوں نے آسمان کے روبرو کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ ہمارے ہم قوم ہم پر حکمران نہ ہوں۔ نرمی اور اخلاق کی تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے، وہ ہمیں ہمارے علماء سے کیوں نہیں ملتی؟ کیوں ہم جنگ و جدل میں مبتلا ہیں؟ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے گھروندوں کی حفاظت کے لئے دوسروں کو مسلنے اور کچلنے کا اتنا اختیار کیوں رکھتے ہیں۔ Why don't we spread a tolerance and a sense of acceptance between us? یہ ایک بڑا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے اس وقت اسلام ایک مختصر ترین اور محدود تعریف میں ایک localize مذہب رہ جاتا ہے مگر یہ مذہب رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ کا مذہب کائناتی ہے، یہ بین الاقوامی نہیں بلکہ بین الکائناتی ہے۔ جدھر جدھر اللہ کی ربوبیت ہے اُدھر اُدھر رحمت اللعالمین کی بھی عمومیت ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس کانسپٹ کو فالو کریں؟ قرآن اور رسول ﷺ کے دیئے ہوئے کانسپٹ کو فالو کریں یا ہم اپنے چند ایک گھروندوں کے بنے ہوئے اصولوں کو follow کریں۔ This is not a battle between the schools. آج اگر بننا ہے تو مسلمان بنو۔ خدا اور رسولؐ کے لئے اوپر اٹھ کر دیکھو۔

Marfat.com

ایک بار ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں نے فلاں عالم سے یہ سنا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کوڑا اٹھا کر اسے دے مارا اور کہا کہ اے بد بخت! میں تجھے خدا اور رسولؐ کی بات بتاتا ہوں اور تو آگے سے اپنے عالم کی بات سنا رہا ہے۔ Who were they? ہمارے لئے کون سا طرزِ عمل ہمارے رسول ﷺ نے نہیں چھوڑا؟ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کون سا آدمی افضل ہے؟ (کسی مکتب کا نہیں، کسی سکول کا نہیں یا جماعت کا نہیں، Generally پوچھا گیا) آپ نے فرمایا: ہر وہ آدمی جو صاف دل اور سچی زبان والا ہو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ سچی زبان والے کو تو ہم جان جاتے ہیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا مگر مخموم القلب کو کیسے پہچانیں گے؟ یعنی جس کا دل اچھا ہو کیونکہ دل تو چھپا ہوا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ پاکیزہ دل اور پاکیزہ سیرت والا جو گناہ، ظلم، خیانت اور حسد نہیں کرتا''۔ ان میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی آپ میں نہ ہو تو سمجھیں کہ آپ کا دل پاکیزہ ہے، اگر ایک چیز کو بھی روک دیا جائے تو آپ کا دل پاکیزہ ہے اور حضور نے چار چیزیں گنوائیں ہیں۔ گناہ وہ نہیں ہے جن کو آپ گناہ سمجھتے ہو، جو دل کو خراب کرنے والے گناہ ہیں وہ ظلم، خیانت اور حسد ہیں، جو یہ نہیں کرتا وہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا بزرگ ہے۔ مجھ سے اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ تسبیحات کی کیا گنجائش نکلتی ہے؟ کیا تسبیح کارِ خیر میں شامل ہے یا اعمالِ خیر میں شامل ہے؟ یہ کیا آپ لوگ دانے گنتے رہتے ہو؟ کوئی کہتا ہے کہ بغیر گنے تسبیح پڑھو، کوئی کہتا ہے کہ یہ گننا ہی فضول ہے۔ اس پر میں آپ کو حضرت احمد بن حنبلؒ کی روایت کردہ ایک حدیثِ رسولؐ سناتا ہوں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ فقہ اور اعمال کی مطابقت کی لحاظ سے حنابلہ سب سے سخت ہیں۔ وہ یہ حدیث لائے ہیں جو حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے۔

Marfat.com

میرے خلیل آقا علیہ وسلم ﷺ نے مجھے سات باتوں کا حکم فرمایا: ''مجھے مسکینوں سے محبت کرنے اوران کے قریب رہنے کا حکم فرمایا''۔ جب آپ غریبوں کے قریب نہیں رہو گے تو آپ غریبوں کو پسند کرنے سے بھی گزر جاؤ گے، وہ آپ کو بوجھ لگیں گے، آپ ان کے دکھ درد کو نہیں سمجھ سکو گے۔ الحمدللہ! آج واپڈا نے ہم سب کو غریب کر دیا ہے کیونکہ ہم ایک دوسرے کا دکھ تو سمجھنے لگے ہیں۔ یہ کیسی اچھی بات ہے کہ ہمیں بھی پتہ ہے کہ دوسرے گھروں میں کیا ہوتا ہے۔ لوگ پسینوں میں ڈوبے ہوتے ہیں، ان کمبختوں نے اتنا کرم کیا کہ ہمیں ایک جیسا بنا دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''کم حیثیت والے کی طرف دیکھو، اپنے سے اوپر والے کی حیثیت نہ دیکھو''۔ کم حیثیت والے کو دیکھ کر غرور نہ کروں اور بڑی حیثیت والے کو دیکھ کر میں اپنے اندر احساس کمتری نہ پالوں اس لئے بین بین رہنے کا حکم ہوا ہے۔ جب آپ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو تو شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پست نہیں رکھا اور ان کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ ان کی زندگیاں بھی بہتر بنا دے۔ ''میں صلہ رحمی کروں''۔ رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیال کروں۔ اپنے قرب و جوار میں بسنے والوں سے نیکی برتوں، ان کے ساتھ اچھائی کروں۔ ان کے ساتھ مخاصمت نہ برتوں۔ میں ان کے ساتھ اپنے آپ کو چیلنج میں نہ ڈال دوں۔ میں کوشش کروں کہ اگر میرا بھلا ہوا تو ان کا بھی بھلا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''سچی بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ہو اور اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں''، اور آخری بات جس کا ابوذرؓ نے ذکر کیا وہ بڑی دلچسپ ہے کہ: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللہ کی کثرت سے تلاوت کروں کیونکہ یہ کلمات مجھے عرش کے خزانے سے ملے ہیں۔'' اس کا مطلب ہے کہ نہ میری قوت، نہ میرا کوئی ارادہ، جو کچھ ہے میرے اللہ کا ہے۔ یہ کہنے کے بعد

Marfat.com

میری کوئی خطا نہیں رہ جاتی۔ جب میں اپنا سارے کا سارا اختیار خود اللہ کو سونپ دوں اور کہوں کہ اے اللہ میں اپنے آپ سے باز آیا، میں نے اپنے نفس اور جان سے ہاتھ اٹھا لیے، آپ جانو اور آپ کا بندہ جانے ...... میں تو نفس سے گیا ...... میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں نے کوئی ارادہ نہیں کرنا، میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اے اللہ مجھ سے کوئی قوت نہیں ہے۔ آپ غور کریں کہ یہ آیت جو آپ ہر روز پڑھتے ہو، یہ کتنی بڑی آیت ہے۔ اگر اللہ اسے قبول کر لے اور اللہ ہر حال میں تسبیح قبول کرتا ہے تو پھر آپ کا کیا نقصان ہے؟ پھر آپ پہ ذمہ داری کون سی رہی؟ اگر کوئی غلطی ہوئی تو آپ نے ہنس کے اسے کہہ دینا ہے کہ اے اللہ یہ تو نے مجھ سے کیا کروا لیا ہے۔ دیکھو ناں، عقل دے کر اس نے میری کورٹ میں گیند پھینک دیا تھا کہ جاؤ میں نے اس سے مانگنا ہے اور آپ نے بڑی عقل مندی سے کام لیا کہ اپنے اختیارات کی نفی کر کے وہ سب اللہ کو دے دیئے۔ اب اللہ جانے اور جو اس نے پیدا کیا۔

اگر اتنے آسان نسخے ہوں تو کیا آپ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کی تسبیح نہیں پڑھیں گے؟ دن میں کم از کم سو مرتبہ تو اسے کہو کہ اے میرے مالک میرا کوئی اختیار نہیں ہے ...... کر! جو تو نے میرے ساتھ کرنا ہے ...... اور پھر وہ کبھی آپ کے ساتھ غلط نہیں کر سکتا ...... وہ کبھی آپ کا برا نہیں چاہ سکتا ...... اگر بات اس ''عالی ظرف'' پر چلی گئی تو آپ کی بہتری ہی بہتری ہے۔ ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ'' (سورۃ النساء:۱۴۷) مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔ اگر آپ اختیار دو گے اور اسے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کی تسبیح سے یاد کرو گے تو وہ پہلے ہی سے کہہ رہا ہے کہ مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دوں۔ ''اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ'' (سورۃ النساء:۱۴۷) اگر تم شکر کرنے والے ہو، میری تسبیح کرنے والے ہو، مجھے

Marfat.com

یاد کرنے والے ہو۔اور بحیثیت اپنے پروردگار کے مجھ پر ایمان رکھتے ہو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔اگر آپ کو قرآن کی اس آیت کا مطلب ہی پتہ چل جائے تو آپ کبھی عذاب میں پڑ ہی نہیں سکتے۔سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...... بھئی خدا تو کہہ رہا کہ اگر تم ایمان والے ہو اور شکر والے یعنی مجھے یاد کرنے والے ہو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں۔جاؤ عیش کرو۔تمہارا کام بس یہ ہے کہ مجھ پر اچھا ایمان رکھنا اور پھر مجھے یاد کرتے رہنا۔اس لئے اللہ کو اس کی پوری اہمیت اور حیثیت بخشنا اور کسی نہ کسی انداز سے اسے یاد کرنا....... اسی سے مسلمان بنتا ہے اور یہی اسلام ہے۔ایک بات ہم لوگوں میں بڑی Common ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کو دیکھ کر بڑا جلتے ہیں۔ہمیں پتہ ہے کہ کچھ تخریب کار لوگ، کچھ بے ایمان لوگ، کچھ جھوٹے لوگ بڑے امیر بھی ہوتے ہیں۔ہم جب ان کی مثال دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو جی ہم نمازیں پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں اور ان کو دیکھو کہ یہ نہ نماز پڑھتے ہیں، نہ روزے رکھتے ہیں، اور خدا کے فضل وکرم سے عیش کر رہے ہیں۔کھلا کھا رہے ہیں مگر اس وقت ذرا پیغمبرؐ کی نصیحت سن لینا، اگر تمہارے دلوں میں اس قسم کا حسد آئے، اس قسم کا خیال آئے تو اپنے رسولؐ کی Advice سن لو......! کہ: ''جب تم دیکھو کہ اللہ اپنے کسی گناہ گار بندے کو وہ چیزیں دے رہا ہے جو اسے پسند ہیں تو یہ ''استدراج'' ہے، یہ دھوکہ ہے''۔اس کو اصل نہ سمجھنا۔اگر تم دیکھو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے کسی گناہ گار بندے کو بہت کچھ مل رہا ہے تو اس کو ''استدراج'' سمجھنا۔''استدراج'' کا مطلب ہے: ''اچھی جگہ پر کسی غلط چیز کا اسی درجہ میں آجانا'' جھوٹ کا آجانا، سچائی کا نہ ہونا۔مثلاً آج کل کلوننگ ہو رہی ہے۔کسی نے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا کہ جب آدمی کلون ہوگا یا دوبارہ آئے گا تو کیا اس میں وہی روح ہوگی؟ اگر رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ نے ہمیں پہلے سے بتا نہ دیا ہوتا، ایک حدیث موجود نہ ہوتی تو آج ہم یہ بات سمجھ نہ پاتے۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ کب کا سوال اور اس کا جواب اب آ رہا ہے۔ سوال اس حدیث میں موجود تھا کہ ایک شخص دجال کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کہ کیا تو میرے بھائی کو میرے لئے زندہ کر سکتا ہے؟ وہ کہے گا! ہاں: کر سکتا ہوں۔ اصحاب نے ایک سوال پوچھا کہ کیا یہ وہی شخص ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کی مثال ہوگا۔ (یہ کلوننگ ہے)۔ یعنی شکل وصورت میں اس سے ملتا جلتا ہوگا۔ حضور گرامی مرتبت ﷺ نے کتنا عرصہ پہلے دجال کی تخلیقات کے ایک امکان کو ظاہر کیا اور پھر جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ وہی روح ہوگی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ نہیں، یہ استدراج ہوگا۔ یعنی جب یہ بنائے جائیں گے تو شیاطین اس روح کی مماثلت بن کر اس کے اندر وجود رکھیں گے۔ یعنی کلوننگ سے پیدا ہونے والا شخص، وہ بندہ نہیں ہوگا بلکہ اس کی مثال ہوگا۔ یہ تو ہوئی کلوننگ، مگر اگلا سوال تھا کہ کیا اس میں روح وہی ہوگی؟ روح تو مرنے کے بعد دوبارہ واپس نہیں آ سکتی تو دراصل اس وقت بھی استدراج ہوگا یعنی اس روح کی جگہ کسی نہ کسی جن یا کسی بھی ایسی صورت میں اس کو داخل کیا جائے گا جو دجال کو بتائے گا یا خیال دے گا کہ میں نے وہی بندہ زندہ کر دیا ہے۔ مگر وہی بندہ زندہ نہیں ہوگا، یہ ہے کلوننگ اور استدراج کی تفصیل۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ استدراج ہے کہ کسی گناہ گار بندے پر جب تم خدا کا فضل دیکھو اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ کیا تم نے یہ پڑھا نہیں کہ ''ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب دیئے گئے پر خوش ہو گئے تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اور وہ آس ٹوٹی ہوئی رہ گئے''۔ کیونکہ آپ انجام تو نہیں دیکھ رہے ہوتے، آپ تو ایک دو سال دیکھ رہے ہوتے ہو۔ کسی بھی ایسے کیس پر آپ کی نظر مجموعی طور پر نہیں پڑ

Marfat.com

رہی ہوتی۔ آپ تو چھوٹے چھوٹے کیسز دیکھ رہے ہوتے ہو۔ آپ ان کو ایک سال کے لئے یا پانچ سال کے لئے دیکھتے ہو۔ آپ ان کے انجام تک نہیں پہنچے ہوتے۔ وہ دنیا میں بھی خاسر و خائب ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی خاسر و خائب ہوتے ہیں مگر آپ کا علم ان کے بارے میں محدود ہوتا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: ''آج عمل ہے حساب نہیں ہے، کل عمل نہیں حساب ہوگا۔'' یہ یاد رکھیے گا کہ بڑے خوبصورت انداز میں رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یاد دلایا ہے کہ دنیا میں ہو تو عمل ہے، حساب نہیں ہے، مگر کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا، اس لئے احتیاط برتو اور کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لے لو۔ جب آپ مرتے ہو تو ملائکہ پوچھتے ہیں کہ آگے کے لیے کیا بھیجا ہے، اور اولاد کہتی ہے کہ پیچھے کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ Attitudes مختلف ہیں، جو آگے بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آگے کے لیے کچھ بھیجا ہے تو بتاؤ۔ اور جو پیچھے رہ گئے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پیچھے کے لئے کیا چھوڑ کر گئے ہو؟ دونوں مختلف دنیائیں ہیں۔ دونوں میں اپروچ مختلف ہیں۔ آپ یہ نہیں سوچ سکتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو آپ کی مجبوریوں کا علم نہیں۔ حافظ کا ایک بڑا پرانا شعر ہے:

درمیانِ قہرِ دریا تختہ بندی کردہ ایم
بازی گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

(عین بیچوں بیچ دریا کے ایک تختے پر مجھے لٹا کر پھر بھی یہ کہتا ہے کہ میں پانی سے گیلا نہ ہوں) یعنی اے مالک و کریم! اگر آپ نے ہمیں اس دنیا میں بھیج ہی دیا ہے اور اس سیلابِ فنا میں پھینک ہی دیا ہے تو پھر کہیں نہ کہیں تو دامن ضرور آلودہ ہوگا .... اس لئے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی تم میں ایسا ہے کہ وہ پانی پر چلے اور

Marfat.com

اس کے قدم تر نہ ہوں؟'' میرا خیال ہے کہ آپ بھی وہی کہیں گے جو اس وقت کے لوگوں نے کہا۔ اصحاب نے کہا: ''نہیں'' .... آپؐ نے فرمایا: ''اسی طرح دنیا دار گناہوں سے نہیں بچ سکتا''۔ سو اگر نہیں بچ سکتا تو اپنی مغفرت کی آرزو رکھیں، اپنے رسولؐ سے محبت رکھیں، ایمان رکھیں اور بخشنے والے کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً '' (سورۃ الزمر: ۵۳) ''اپنے گناہ کو اللہ کی رحمت سے بڑا نہ سمجھ بیٹھنا۔ اس سے تعلق توڑ نہ لینا، اتنے اداس نہ ہونا کہ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاؤ۔'' اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا '' بے شک اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ یہ اس کی مغفرت اور محبت کا اصول ہے کیونکہ وہ کہتا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا '' علما کی مین میکھ سے بچنے کے لئے اس نے لفظ ہی دوسرا استعمال کیا: ''جمعیاً'' اللہ نے کوئی شبہ نہیں چھوڑا۔ Totality کے بعد کسی کو گمان نہ رہے، میری کتنی عمر ہوگی ...... میرے کتنے گناہ ہوں گے .... میں بڑا پھنے خان ہوں گناہوں میں .... مگر میرا خیال یہ ہے کہ اس ارب ہا ارب، کھرب ہا کھرب سالوں کی وسعتِ رحمت پر میرے ساٹھ ستر سال کے گناہ غالب آ جائیں گے۔ مجھے شرم آنی چاہئے، میں اس دامنِ کریم کی رحمت کے کسی ایک گوشے کو بھی نہیں چھو سکتا۔ مگر کیا میرا دعویٰ گناہ اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ میں یہ کہوں کہ اللہ مجھے بخش نہیں سکتا۔ اگر میں ایسا سوچوں تو یہ اصل گناہ ہے۔ بلاشبہ تمہارا رب وہ ہے جو Undoubtedly, verily forgives all sins اسی لئے تو وہ غفور الرحیم ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہو کہ یہ چھوٹے سے نام ہیں؟ انہیں ناموں کے تحت ساری بخشش اور کرم ہے۔ کچھ خوبصورت سی باتیں ہیں، کچھ Advices ہیں جو میں آپ کو

Marfat.com

Quote کروں گا۔ رات زیادہ بھیگ رہی ہے اور انسان کھانا کھانے والا ہے، ویسے بھی آپ کو پتہ ہے کہ نماز کھڑی ہو تو اللہ نے کہا ہے کہ کھانا پہلے کھاؤ اور میں تو آپ کے کھانے میں بالکل حائل نہیں ہونا چاہتا۔ اصل میں آج آپ کے پاس اس لئے آیا تھا کہ آپ کے ساتھ مل کر حدیث پڑھوں تا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں سے وہ Enjoyment محسوس کروں جو کبھی انسان کی پوری زندگی بدل دیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم فرمایا ہے ''چھپے اور اعلانیہ اللہ سے ڈرنا''۔ یہ نہیں کہ مسجد و محرابوں میں جا کر اللہ سے ڈرنا، زیارت گاہوں میں اللہ سے ڈرنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں بھی ڈرنا چاہئے اور ظاہر میں بھی ڈرنا چاہئے۔ اگلی بات ذرا غور سے سنئے گا آپ کو یہ بہت درپیش ہوتی ہے۔ ''ناراضی اور رضامندی دونوں میں انصاف کی بات کہنا۔'' انصاف کی بات میں ناراضی اور رضامندی نہیں دیکھنی چاہئے۔ کسی کی خوشی کی خاطر انصاف نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اور اگر صرف یہی ایک کوالٹی ہم لوگوں میں آ جائے تو بخدا ربِ کعبہ کی قسم! آپ کو اس کی عادت کے انعام کے طور پر جو چیز دی جائے گی اس کے بارے میں، میں ضرور آپ کو ایک حدیث سناؤں گا۔ ''غریبی اور امیری میں میانہ روی اختیار کر۔'' اس سے بھی صلہ رحمی کر جو تجھ سے رشتہ توڑے، اس سے بنائے رکھ، انتقام نہ لے، اسے بھی دے جو تجھے محروم رکھے، اسے معاف کر دے جو ظلم کرے، میری خاموشی فکر ہو، میرا بولنا ذکر ہو، میرا دیکھنا عبرت ہو اور میرا بولنا نیکی کا حکم دینا ہو۔ ایک ہی سہی ...... اگر آپ مصروف ہو تو ان میں سے کوئی ایک ہی عادت اپنا لو، کوئی ایک آدھ قانون اپنا لو۔ ایک چیز سے بہت بری طرح بچنا ہے، اس پر بڑی سختی ہے۔ بعض چیزوں پر بڑی سختی ہے یہ ایک فہمائش ہے، اس سے ضرور بچنا

Marfat.com

چاہئے جو اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں۔ حضرت شدادؓ بن اوس سے روایت ہے: ''جس نے دکھانے کے لئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے دکھانے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا''۔ شرک سے بچنا، نماز اللہ کے لئے پڑھنا اور روزہ بھی اللہ کے لئے رکھنا، یہاں میں صدقے کے بارے میں اس حدیث کو واضح کر دوں کہ ارشادِ ربانی ہے: ''اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ'' (سورۃ البقرہ: ۲۷۴) اگر تم اللہ کی راہ میں دکھا کر یا چھپا کر خرچ کرو، دن کو یا رات کو تو تمہیں پھر بھی اللہ کی طرف سے اجر دیا جائے گا اور تمہارا خوف اور حزن لے لیا جائے گا، تم پر سے اداسیاں ہٹا دی جائیں گئیں، تمہاری طبیعتوں سے ملال نکل جائے گا۔ مگر یہ جو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا دکھانے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا، اس کا مطلب اس دکھانے کے معنی میں نہیں ہے۔ آیت قرآن کے مطابق دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ میں اسے اللہ کے لئے دوں، چاہے میں اسے روشن کر کے دوں۔ حدیث کے مطابق دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے لئے نہیں بلکہ لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے دے رہا ہوں۔ یہ جو دکھانے کے معنی میں تھوڑا سا فرق ہے اس کو ذہن میں رکھیں۔ صدقہ اوپن کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں میں جا کر اور دکھا کر دیا جاسکتا ہے، اس پر ناز کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ آپ اللہ کے لئے دے رہے ہو۔ مگر جو صدقہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے دیا جائے وہ حدیث کے بقول شرک ہے۔ یہ کیا ہوا کہ ایک رئیس ویسے تو غریب آدمی کو صدقہ نہیں دیتا مگر بادشاہِ وقت کو دکھانے کے لئے پانچ کروڑ روپیہ دے دیتا ہے۔ ایسا صدقہ شرک ہے۔ اگر اپنا چہرہ پسند آئے تو یہ دعا مانگ لیا کرو: ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

Marfat.com

حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی ''اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے تو میری سیرت بھی اچھی کر دے کہ میری یہ صورت میرے لئے عذاب کا باعث نہ بن جائے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سب سے اچھے لوگ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جن کی عمریں لمبی اور جن کے اخلاق اچھے ہیں''۔ اللہ آپ سب کو عمرِ دراز بخشے اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق بھی بخشے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰؑ بن عمران نے اللہ سے پوچھا: اے میرے رب! تیرے بندوں میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ اللہ نے کہا کہ ''جو قدرت رکھتے ہوئے بھی معاف کر دے''۔ اس بات کو بھولنا نہیں۔ ویسے میں نے اس ملک میں ایک اُلٹی روایت دیکھی ہے کہ جس کے پاس شمّہ برابر بھی قدرت ہو وہ جب تک لوگوں کو رلا نہ لے باز نہیں آتا۔ جس کے پاس ایک ذرہ سا بھی حکومتی یا کوئی اور اختیار ہو، وہ اللہ کے بندوں پر ترس کھانے والا نہیں ہوتا۔ اللہ آپ کو قدرت دے اور اس قدرت کو آپ اس طرح استعمال کریں کہ آپ زمین پر اللہ کے سب سے معزز لوگ ہوں۔ آپ غریب پر رحم فرمائیں، ان پر ترس کریں، ان کو بخشنے میں جتنی لذت ہو، اتنی آپ کو انتقام میں لذت نہ ملے۔ اگر آپ ایسے بنو تو اللہ نے اپنی اطاعت کرنے والے بندوں سے ایک وعدہ کیا ہے، یہ بڑی خوبصورت سی بات ہے جو اللہ نے کہی ہے اگر آپ تھوڑا غور کرو گے تو سمجھ جاؤ گے۔ جب بادل بہت تیز گرجتے ہیں تو ہم بچوں کو اندر لے جاتے ہیں، خود بھی ڈر کر اندر چلے جاتے ہیں، بارش تو اپنی جگہ حسین ہے، آج کل تو اس آرزو میں ہمارے ہاں برسات ہی گزر گئی، برسات کے سارے اچھے شعر بھول گئے، بارش ہوئی ہی نہیں تو کیا کرتے، سارا رومانس غارت ہوا، آم کھانے کا بھی مزہ نہیں آیا مگر جو اللہ چاہے سو کرے۔ اللہ نے

Marfat.com

اپنے بندوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے: (کاش ہم اس کے بندے ہوتے اور اس وعدے کو پہنچتے) ''اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں رات کو ان پر بارش برساؤں اور دن میں ان پر سورج طلوع کرتا رہوں اور انہیں گرج کی آواز نہ آئے۔'' بجلی، گرج، چمک یہی ڈرانے والی چیزیں ہیں ناں۔ اللہ کہتا ہے کہ میں بندوں پر اتنی حسین بارش برساؤں کہ رات بھر بارش برسے اور ان کی صبح، سورج سے معطر ہو۔ اس قسم کی زندگی کی آرزو لئے میں چراپونجی جانا چاہتا تھا، دنیا میں سب سے زیادہ بارش چراپونجی میں ہوتی ہے، اس لئے میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی کہ میں کسی ایسی جگہ جاؤں جہاں رات بارش ہوتی ہو اور صبح سورج نکلے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کچھ متابعت میں زور لگے کہ اللہ یہاں ہی ایسی بارشیں لگا دے کہ جن میں گرج نہ ہو، خوف نہ ہو، وہ ڈرانے والی بارشیں نہ ہوں، وہ نرمی، محبت اور کرم والی بارشیں ہوں۔ اب ایک بہت مزے کی بات سنئے! آپ لوگ بہت محنت کرتے ہو، وہ لوگ، وہ نوجوان جو ابھی کم عمری میں ہیں اور رزق کے لئے بہت پریشان رہتے ہیں، بعض اوقات ماں باپ بھی بہت زیادتی کرتے ہیں، ابھی بچے پڑھائی سے فارغ ہوئے نہیں کہ ان کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں، جاؤ کوئی کام کرو، گھر میں پڑے رہتے ہو اور بچہ کہتا ہے کہ خدا کا واسطہ ہے کوئی سانس لینے دو، Apply کر رہے ہیں، جب کام ملے گا تو آپ کی خدمت کریں گے۔ وہ نوجوان اتنا اپنی پڑھائی کے دوران Depress نہیں ہوتا جتنا وہ ڈگری لے کر Depress ہوتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو والدین ہونے کے طور پر Advice کر رہا ہوں کہ خدا پر یقین رکھا کرو۔ بچے یہ نہیں چاہتے کہ وہ بیکار بیٹھیں، انہیں تھوڑا سا سانس لینے دو، اگر بیس اکیس برس پالا ہے تو چھ مہینے اور سہی...... ان کے اعصاب پر سوار نہ ہوا کرو۔ میرے پاس بہت سے نوجوان آ کر

Marfat.com

یہی گلہ کرتے ہیں کہ ہم تو پوری کوشش کرتے ہیں مگر ہمارے ماں باپ ہمیں چین نہیں لینے دیتے۔ ایسے ماں باپ کے لئے خاص طور پر یہ حدیث ہے: ''رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اسے موت تلاش کرتی ہے۔'' اس لئے اعتماد رکھا کرو کہ آپ کے بچوں کو ان کا رزق ڈھونڈ لے گا۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے کہ جو نیکی کا کام کرے اور اس کے باعث لوگ اس کی تعریف کریں اور اس سے محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ''یہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے''۔ یعنی مدحتِ خلق کو خدا کا انعام سمجھو۔ اگر آپ واقعی لوگوں کی فلاح چاہو، اچھی بات کرو اور لوگ اس بنا پر آپ کی تعریف کریں اور آپ سے محبت کریں تو یہ جنت سے پہلے ملنے والی خوش خبری ہے۔

اب میں آپ کو کچھ دلچسپ باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ میں ایک حدیث دیکھ رہا تھا کہ: ''زمانۂ آخر میں دجال اُحد پہاڑ کے پیچھے سے آئے گا اور اس وقت مدینے کے سات دروازے ہوں گے۔'' ابھی تو شاید مدینہ میں ایک بھی دروازہ نہیں ہے۔ کوئی ایسا گمان بھی نہیں تھا کہ سات دروازے ہوں گے۔ اُحد پہاڑ کے پیچھے تو اس وقت کچھ بھی نہیں ہے مگر یوں لگتا ہے کہ اللہ نے بھی قسم کھائی ہے کہ اپنے حبیب ﷺ کی ہر بات پورا کر کے رہے گا...... اب دیکھئے کہ عین اُحد پہاڑ کے پیچھے Civil - cum - army کا ایک بہت بڑا ایئرپورٹ بن رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب بھی دشمن حملہ کرتا ہے تو سب سے پہلے ایئرپورٹ پر حملہ کرتا ہے۔ اس حدیث کے تناظر میں یوں لگتا ہے کہ دجال اس ائرپورٹ کو قبضہ میں لے گا۔ اور حیران کن بات یہ ہے کہ عین اسی مقام پر احد سے آگے سات سڑکیں جاتی ہیں۔ کل جب میں نے اس علاقے کا نقشہ دیکھا تو ان سات سڑکوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے ان متعلقہ

Marfat.com

لوگوں سے پوچھا کہ یہ راستے کہاں کہاں سے جاتے ہیں؟ تو انہوں نے مجھے ساری تفصیل بتائی کہ پورے سات راستے وہاں سے جاتے ہیں۔ جب اس نے مجھے یہ بات بتائی تو میں نے اسے کہا کہ آہستہ بول! کہیں دجال سن نہ لے اور حدیث کو غلط ثابت کرنے کی خاطر وہ آٹھواں رستہ بھی کھول دے گا، مگر یہ حیران کن بات ہے کہ کتنی جزئیات میں جا کر حدیث پوری ہوتی ہے۔ سات دروازوں کا مطلب آج کل کے حوالے سے سات Gateways ہوں گے۔ اس ایک Central place (اُحد) سے سات مختلف رستے نکلتے ہیں اور یہ آج کی خبر ہے کہ احد پہاڑ کے پیچھے ایئرپورٹ بن رہا ہے۔ یہ کافی عرصے کی بات ہے کہ ''مقام لد'' پر حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل کریں گے۔ ''لد'' ہی نہیں مل رہا تھا، حدیث کیا ملتی۔ میں نے جب اس پر تحقیق کی اور سارا نقشہ دیکھا تو ''Lod'' کے نام سے ایک جگہ ہے جہاں اس وقت سب سے بڑا فوجی اور سول ایئرپورٹ ہے۔ اب اگر آسمان سے بھی کوئی ہیلی کاپٹر اترے گا تو اسے بھی کوئی ایئربیس چاہئے ناں...... ''مقامِ لد'' پر عیسیٰؑ کے اترنے والی ساری بات یہ ہے کہ یہ اسرائیل کا سب سے بڑا فوجی اور سول ایئرپورٹ ہے، اور اس پر مجاہدین نے بیسیوں حملے کئے ہیں مگر یہ اتنا محفوظ ہے کہ کوئی اسے کراس نہیں کر سکا۔ یہ اسرائیل کا نمائندہ ایئرپورٹ ہے اور بہت بڑا اور محفوظ ہے۔ حدیث کے مطابق اس مقام پر حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ایئرپورٹ سے اڑنے والے جتنے فوجی ساز و سامان ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں غرق ہوں گے، یہیں پر اس کو سپورٹ کرنے کے لئے امریکہ اترے گا۔ امریکہ کو ملک کے طور پر برا نہ سمجھو، وہ لوگ بھی اتنے ہی بے وقوف ہیں جتنے کہ ہم لوگ ہیں۔ اصل میں جب کوئی قوت اپنے بس اور اختیار سے آگے نکل جاتی ہے، جب وہ خدائی

Marfat.com

کو چیلنج کرنا شروع کر دیتی ہے، حاکمیتِ الٰہیہ کے علاوہ اپنے آپ کو اس حاکمیت کا سزاوار سمجھتی ہے تو پھر شاید اللہ میاں بخشنے والے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''کبریائی میری چادر ہے جو اس چادر کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے اس کے خلاف میں خود جنگ کرتا ہوں۔'' حدیث قدسی ہے: رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ''رائی برابر کبر بھی جس مسلمان کے سینے میں ہوگا وہ کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔'' حضرت عمر فاروقؓ جب فتح بیت المقدس کو گئے۔ اب غور کیجئے کہ حدیث کیا تھی اور سمجھی کیا گئی۔ اصحاب تشریف لائے اور خالدؓ بن ولید نے کہا کہ اے امیر المومنین! یہ بہت بڑی قوم ہے، ہم آپ کو گھوڑا پیش کرتے ہیں، آپ اونٹ سے اتر کے ازراہِ کرم گھوڑے پر سواری کر لیں، تو حضرت عمرؓ اونٹ سے اتر کر گھوڑے پر تشریف فرما ہو گئے۔ چونکہ سوق عکاظ میں حضرت عمرؓ نے کئی مرتبہ گھڑ سواری کے مقابلے جیتے ہوئے تھے، جب وہ اس گھوڑے پر چڑھے اور گھوڑے کو بھی پتہ تھا کہ مجھ پر کون شہہ سوار ہے۔ گھوڑے کو ہاتھ کی گرفت سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کون مالک آ کر بیٹھا ہے۔ اس گھوڑے نے اٹھکیلیاں کیں، ناز و انداز دکھائے، اترایا تو حضرت عمرؓ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے ''استغفار'' پڑھی اور فرمایا: ''لاؤ میرا اونٹ کدھر ہے؟'' اصحاب نے بڑا اصرار کیا کہ یا امیر المؤمنین، کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ اگر کسی کے سینے میں رائی برابر بھی کبر پیدا ہوا تو وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ جب میں گھوڑے پر بیٹھا، جب میں نے اسے تھاما تو مجھ میں زمانۂ جاہلیت کا وہی ناز و غرور آ گیا تھا۔ اس لئے اب میں مزید اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مکمل نہیں تو تھوڑی ہی سہی، کم از کم اخلاقِ رسول ﷺ کی متابعت کی استطاعت بخشے اور خدا ہمیں اس قابل کر دے کہ جب ہم قیامت کے دن اللہ

Marfat.com

کے رسولؐ کے حضور حاضر ہوں تو ہم پر اقبالؒ والی کیفیت نہ آئے۔کیا آپ نے اس کا شعر سنا؟ بہت بڑا شاعر تھا، بہت بڑی بات کہہ گیا:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

(اے اللہ تو غنی ہے دو عالم سے اور میں تو فقیر ہوں، محشر کے دن میرا ایک عذر قبول کر لینا۔بس ایک رعایت مانگتا ہوں تجھ سے) یہ شعر اقبالؒ کے خوبصورت ترین اعترافاتِ ذات میں سے ہے، جیسے حافظ شیراز نے یہ کہہ کر اپنے سر سے اتار دیا:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی طرح اقبال نے بھی انسانوں کی آرزو کی آخری بات کہہ دی کہ اے پروردگار مجھے محشر کے دن ایک گنجائش دے دینا، ایک عذر قبول کر لینا:

گر حسابم را تبینی نا گزیر

(اگر میرا احساب لازم ہوجائے)۔

از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر

(تو میرے رسول ﷺ کی نظر سے اوجھل میرا احساب لینا)۔

کیونکہ میں اتنا خطا کار و گناہ گار ہوں کہ مجھے میرے رسولؐ سے بڑا حجاب آئے گا۔ان کے حضور جاتے ہوئے حجاب آئے گا۔کون ایسا باپ ملے گا جس نے زندگی اور آخر زمانہ تک محبتوں کے معیار قائم کئے، خلوص کے معیار قائم کئے، رحمت و کرم کے معیار قائم کئے اور ہم اس کا صلہ آج کے دنوں میں کیا دے رہے ہیں۔

اقبال کو پتہ تھا کہ We are not worthy sons of our Prophet

Marfat.com

(PBUH) ہم اس معزز باپ کے اتنے محترم بیٹے نہیں ہیں۔ شرم آتی ہے ہمیں اپنے وجود سے۔ اللہ تعالیٰ تو اللہ ہے، ہمارا پرٹوکول تو دنیا پر ہے، ہم تو توہینِ مراتب سے گزرتے ہیں اس نگاہِ کرم کے توسط سے جس سے ہم نے نجات حاصل کرنی ہے۔ ہم تو ان کی رسوائی کا باعث ہیں۔ اس لئے اقبالؒ نے کہا کہ اے اللہ اگر ضرور ہی حساب لینا ہو تو آقا و رسول ﷺ کی نظروں سے اوجھل حساب لے لینا، ان سے نظر ملاتے ہوئے بہت شرمندہ ہوگی۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کو اپنے سامنے رکھیں، کوشش کریں کہ کسی نہ کسی حد تک اس اخلاقِ عظیم کی ایک جھلک یا کوئی ایک ہی بات ہم میں آ جائے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

سیرت النبی ﷺ

اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الصّٰفّٰت: ۱۸۲: ۱۸۱: ۱۸۰)

خواتین وحضرات! ہر استاد کا ایک فخر ہوتا ہے، ہر عالم اپنے متعلم پر ناز کرتا ہے۔ اور جب تعلیمات Mix ہو جائیں، معلومات مکس ہو جائیں، استاد مکس ہو جائیں تو وہ تفاخر ابہام کی نذر ہو جاتا ہے۔ استادِ اوّل و آخر، وہ ربِّ کائنات، وہ صاحبِ ملکوت السموات، اس کو بھی ایک ایسے طالبِ علم کی ضرورت تھی جس کی معلومات، جس کے علم، جس کی شناخت میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ نہ ہو، یہ وجہ تھی کہ محمد

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ "اُمّی" تھے۔ دنیا کا کوئی استاد یہ کلیم نہیں کر سکتا تھا کہ اُس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی کائناتی یا زمینی حقائق کی کوئی تعلیم دی تھی، اللہ کو یہ ناز تھا کہ یہ طالب علم میرا پڑھایا ہوا ہے۔

بے حد وحساب محبتوں اور عقیدتوں میں ہم ایک بات بھول جاتے ہیں کہ تمام پیغمبرؑ اپنے زمانے کے High top intellectual ہوتے ہیں۔ پیغمبرؑ کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک پیغام پہنچانا اور دوسرا اپنے پیغام پر آتے حملوں کو Face کرنا...... اگر پیغمبر میں یہ قوت واستقامت نہ ہو، یہ جرأتِ خیال نہ ہو، اثباتِ یقین نہ ہو تو فطری طور پر یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو message ہم لے کر چل رہے ہیں، جس خدائے کائنات کو ہم Represent کر رہے ہیں، کیا یہ Scepticism کو فیس کر سکے گا؟ کیا یہ Secular attitude کا سامنا کر سکے گا؟ کیا یہ منطقی اعتراضات کا سامنا کر سکے گا؟ کیا یہ سائنسی حقائق کا سامنا کر سکے گا؟ کیا حقیقتوں کے اس سیلاب کو جو مخالف زبان اپنے منہ سے نکالتی ہے کیا قرآن اس کو Face کر سکے گا؟ کیا تورات Face کر سکے گی؟ کیا عہد نامہء قدیم لڑ سکے گا؟ کیا عہد نامہء جدید لڑ سکے گا؟ مختصراً، ایک پیغمبر کا intellectual معیار اپنے زمانے میں سب سے بڑا ہوتا ہے مگر اُس پیغمبرؑ کے بارے میں کیا کہو گے جس پر کتاب ختم ہوئی، نعمت تمام ہوگئی:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی"

(آج پیغام ختم ہوگیا، نعمت تمام ہوگئی)

جتنی وسعتِ ذہن ایک محدود عرصے کیلئے کسی پیغمبر کو عطا کی جاتی تھی جب محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم المرسلین بنا دیا، نبی آخر الزمان بنا دیا تو اللہ کی طرف سے ان کو اتنی وسعتِ ذہن عطا کی گئی کہ اُس وقت سے جب سے حضور ﷺ کی ولادت ہوئی

Marfat.com

کائنات کے آخر وقت تک حضور ﷺ کی علمیت کا سکہ چلتا رہے گا۔

آپ حیران تو ہوں گے کہ آخر جو ہم نے سنا، جو ہم نے پرانے زمانوں کی باتیں سنیں، جب سے ہم نے مذہب کو ''اساطیر الاولین'' Declare کر دیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ ذہانت، وہ علمیت جو آج سے بہت عرصہ پہلے تھی اور وہ ذہانت اور علمیت جو آج کے وقت میں ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ پرانی سب باتیں صرف افتراء و کذب و بہتان نظر آتی ہیں اور یہ کہ جن میں وہ ذہنی معیار نظر نہیں آتا، وہ علمی معیار نظر نہیں آتا کہ جو اصولاً آج کے intellectuals کا ہے، کسی ڈاکٹر ''ھود بھائی'' کا ہے یا کسی ''افتخار بھائی'' کا ہے۔ یہ intellectual پہلے نظر نہیں آتا۔

آج کی تقریر میں مَیں پیغمبر ﷺ کے اس ذہنی معیار سے آغاز کر رہا ہوں جس کی شناخت کرنا سائنسدانوں کا کام ہے، اعلیٰ ترین علمائے فلسفہ کا کام ہے۔ جن کو دانش پر ناز ہے، یہ اُن دانشوروں کا کام ہے۔ ذرا سوچنا کہ پندرہ سو برس پہلے جب کہ معلوماتِ انسان اتنی کمتر تھیں جبکہ کاسمالوجی کا علم صرف طولیمی تک محدود تھا بلکہ کوپرنیکس تک بھی علمیت کا کوئی سراغ نہیں تھا، اُس وقت پیغمبر ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ ذرا غور کرنا اپنے پیغمبر ﷺ کی بات پر......

اس سے پہلے ایک مختصر بات کہتا چلوں کہ دورِ حاضر کے بہت بڑے استاد کا ایک بہت بڑا شاگرد تھا، وِٹ کانسٹائن کا شاگرد لارڈ برٹرینڈ رسل...... ایک دفعہ وِٹ کانسٹائن نے شکایت کی کہ میرا شاگرد ایسا عجیب و غریب نکلا ہے کہ Principia of mathematica کے جو بنیادی لیکچرز ہیں وہ مجھ سے چرا کر لے گیا ہے اور اعتراف بھی نہیں کیا رسل نے کہ یہ میں نے اپنے استاد، وِٹ کانسٹائن سے لیے ہیں مگر رسل نے ایک مختصر سی بات پوری علمیت کے بارے میں کہی۔ اُس نے کہا:

Marfat.com

We only know the relationship of things, we don't know the nature of things.

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ نَبِّئْنِی بِحَقِیْقَۃِ الْاَ شْیَآءِ"

(اے میرے مالک و کریم! مجھے اشیاء کی حقیقت کا علم دے)

یہ اپروچ شناخت کی اپروچ ہے۔ایک بندہ (رسل) حقائقِ دنیا کو اپروچ کر رہا ہے، اور ایک شخص جو پیغمبرِ خدا ہیں وہ حقائق اور معرفتِ عالم کو اپروچ کر رہے ہیں۔

اگر خدا کی طرف سے دیکھا جائے تو انسان میں تمام علم تخلیقات کو جاننے کا علم ہے، جیسے ابھی آپ نے "رسل" کی بات سنی کہ تمام علم تخلیقات کو جاننے کا علم ہے، اور تخلیقات میں تین بڑی چیزیں شامل ہیں۔دو اُن میں سے مخلوق ہیں اور ایک خالق ہے۔ان میں سے ایک انسان کی ذات کا علم جسے شعورِ ذات کہتے ہیں، اور ایک وہ علم جو شعورِ کائنات ہے۔اور جب یہ دونوں حاصل ہو جائیں تو ان کی بنیاد پر وہ علم حاصل ہوتا ہے جسے آپ شعورِ پروردگار کہتے ہیں، جو اپنی ذات سے نکلتے ہوئے، شعورِ ذات سے نکلتے ہوئے بالآخر اُس مابعد الطبیعاتی حقیقت تک پہنچتا ہے جسے آپ پروردگار، اللہ یا خدا کہتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا، شاید یہ بات آپ کئی مرتبہ پوچھتے ہو۔ بڑے بڑے دانشوروں اور اپنے آپ سے بھی پوچھتے ہو۔ یہ تجسس بڑا قیمتی ہے۔انسان جب بھی کائنات کے بارے میں سوچتا اور خدا کے بارے میں سوچتا ہے تو یہ سوال اُس کے ذہن میں آتا ہے، تو حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

"اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ"

(یارسول اللہ ﷺ! اللہ کائنات بنانے سے پہلے کہاں تھا؟)

Marfat.com

یہ سوال کسی کاسمالوجسٹ سے پوچھا جاسکتا ہے...... بلکہ اس سوال پر ایک مشہور ترین کاسمالوجسٹ نے کہا کہ اگر مجھے پتہ ہو کہ بگ بینگ سے ایک لمحہ پہلے خدا کیا کر رہا تھا تو میں پوری کائنات کو سمجھ سکتا ہوں۔ اس کو یہ علم نہ تھا، نہ ہوا مگر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کہ پروردگارِ عالم اس کائنات کی تخلیق سے پہلے کہاں تھے تو حضور ﷺ نے جواب دیا...... (اس کیلئے بھی آپ کو کافی ریسرچ کرنا پڑے گی، کائناتی ریسرچ کرنی پڑے گی۔ بہت سارے اوراق پھر ولنے پڑیں گے): "کَانَ فِی غَمَامٍ" (وہ دھند میں تھا، بادلوں میں تھا) کہ Universe create کرنے سے پہلے پروردگارِ عالم دھند میں تھا۔ "تَحتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوقَهٗ هَوَاءٌ" (اُس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اُس کے نیچے بھی ہوا تھی) یعنی وہ بادل تھے۔ ہمہ تن کائنات سے پہلے بادل ہی بادل تھے۔ اُس کے اوپر بھی بادل تھے، اُس کے نیچے بھی بادل تھے اور وہ اُن عظیم ترین بادلوں میں اپنا تخلیقی کام کر رہا تھا۔

اس جواب کے بارے میں اگر کسی سائنسدان کو تحقیقی شوق ہو گا تو اُسے پتہ لگے گا کہ پندرہ سو برس پہلے ایک پیغمبرؑ نے ایک ایسی عجیب و غریب بات کی کہ تمام Cosmological survey پیچھے رہ جائیں گے۔ اگر آپ کائنات کے Origin کے وقت میں جائیں گے، زمین و آسمان اور ستاروں کی تخلیق سے پہلے کی کائنات کو پہچاننا چاہیں گے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ سب سے پہلے کائنات کی تخلیق اُن عظیم ترین بادلوں کے گروہ سے شروع ہوئی جن کو Siddim کہتے ہیں مگر یہ آج کی تحقیق ہے۔ پیغمبرؑ نے بہت پہلے یہ بتا دیا اور اُن کا Mental Calibre آپ اس چھوٹی سی بات سے judge کر سکتے ہو کہ یہ بات پندرہ سو برس کی ذہنی ریسرچز اور انتہا درجہ کی محنتوں سے گذرتے ہوئے آخر کسی سائنسدان یا جہت سے سائنسدانوں نے کنفرم کی ہو گی کہ کائنات کی سب سے پہلے تخلیق اُن عظیم

Marfat.com

بادلوں سے ہوئی۔

ایک علم کا سراغ اس حدیث میں ملتا ہے۔ جسے ہم ابنِ صیادؓ کی حدیث کہتے ہیں۔ ایک دیوانہ سا لڑکا تھا۔ پاگل سا، مجنون سا...... ماں اُسے دیوانہ سمجھتی تھی، لوگ اُسے کوئی جن بھوت سمجھتے تھے۔ عجیب اُوٹ پٹانگ باتیں کرتا تھا...... یہ متفق علیہ حدیث ہے بخاری اور مسلم میں ہے: اس کی ماں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ میرا بیٹا بیمار ہے، اُس کی بیماری سے بڑی تنگ ہوں، پریشان ہوں۔ آپ مدد فرمایئے، اس کا کچھ علاج فرمایئے۔ کہا: ''اچھا! میں اُسکو دیکھوں گا، میں اُس کے قریب جاؤں گا''۔ رسول اکرم ﷺ ایک دفعہ چھپتے چھپاتے ابنِ صیاد کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور اُس کی باتیں سننا شروع ہوگئے۔ اتفاق سے ماں کو پتہ چل گیا کہ رسول اللہ ﷺ اُس کے بیٹے کی باتیں سن رہے ہیں وہ دوڑی دوڑی آئی، اُس نے دور سے آواز دے دی کہ رسول اللہ ﷺ تیرے پاس ہیں، پیچھے ہیں اور تیری باتیں سن رہے ہیں۔ سرکار ﷺ نے تاسف فرمایا، افسوس فرمایا، ایک جملہ کہا۔ اس جملے پر غور کیجئے گا کہ آخر کس علم کا تشخص حضور اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ فرمایا: ''اگر تو آج اِس کی باتیں مجھے سننے دیتی تو میں اِس کے مرض کو جان لیتا۔'' Perhaps this was the first ever psychological study of the man یہ تحلیلِ نفسی کا پہلا قاعدہ وقرینہ تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ اگر اس کی باتیں سنتے تو اسکی ٹوٹی پھوٹی language سے اُس کے ذہن کی کیفیت کا اندازہ کر کے اس کی بیماری کے بارے میں بتادیتے اور آج تک یہ طریقہ سائیکالوجسٹ استعمال کر رہے ہیں۔

بہت مدت ہوئی کہ نفسیات فلسفہ سے علیحدہ ہوئی، تحلیلِ نفسی کے بہت زیادہ طریقہء کار دریافت ہوئے۔ کہیں گیسٹالٹ نکلا، کہیں Personal تحلیل نکلی، کہیں Psycho analysis نکلا مگر یہ طریقہ کہیں نہیں گیا کہ جب تک کوئی کسی کی

Marfat.com

بات نہ سن لے، کسی کی ذہنی حالت کو اچھی طرح جانچ نہ لے اُس کے مرض کا تعین نہیں ہوسکتا۔ پندرہ سو برس پہلے اگر مسلمان غور کرتے اور اپنے پیغمبرؑ کی طرح ہی علم کی ہوس کرتے تو شاید بہت پہلے وہ Psychoanalytic processes کو جان لیتے۔

ایک دفعہ مجھے اتفاق ہوا۔ اس وقت کلوننگ نہیں آئی تھی تو I was talking in Sialkot. وہ تقریر بھی موجود ہے، کلوننگ کا وقت بھی موجود ہے، تو میں نے اُس ہال سے کہا کہ میرے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ دجّال کی اس وقت علامت ظاہر ہو جائے گی کہ جب He will be able to create an exact replica of a human being. تو کسی نے پوچھا: ''کیسے؟'' میں نے اُسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے، فرمایا: ''دجال کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا: ''کیا تُو میرا بھائی زندہ کرسکتا ہے؟'' تو دجّال کہے گا۔ ''ہاں، کرسکتا ہوں، میں تیرا بھائی دوبارہ پیدا کرسکتا ہوں۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پھر اُس کے بھائی کو دوبارہ پیدا کرے گا تو اصحابِ رسول ﷺ نے ایک بڑا معقول سوال کیا، اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں بڑا سائنٹفک سوال کیا۔ پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ وہی شخص ہوگا؟'' فرمایا: ''نہیں، وہ نہیں، اس کی مثال ہوگا''۔ میں نے انہیں کہا کہ میرے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ Genetic sceinces will one day be able to create a perfect clone of another person. تب کلوننگ نہیں آئی تھی۔ چھ مہینے کے بعد پہلی بھیڑ کی کلوننگ کی خبر آئی۔ مگر اگر اہلِ عقل ہوتے، اہلِ اسلام اپنے Prophet کی باتوں پر غور کرتے تو شاید آج سے بہت پہلے اُن کو پتہ چل جاتا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو کتنے بڑے انسانی واقعے کی خبر دی ہے۔

انسان کا قافلہ چالیس ہزار برس سے شعوری حرکت کر رہا ہے۔ After

Marfat.com

the last ice ageانسان ایک تیز تر عقل پا گیا، ایک ہنگامی دریافتی وجود پا گیا۔ وہی انسان جو ایک پہیے، ایک تانگے کے سہارے بڑا سست رو چل رہا تھا، پچھلے ڈیڑھ سو برس سے سُبک رفتار ہو گیا، اتنا تیز ہو گیا...... آپ خود غور کرو کہ ایک آدمی اگر بڑا سست رو ہو اور ایک دم سے اُسکی Brain speed تیز ہو جائے تو آپ Psychologically اُسے ''شیزوفرینک'' ہی کہیں گے ناں۔ آج کا انسان مجموعی طور پر ''شیزوفرینک'' ہے۔ ایک ایسی Briskness کا شکار ہو گیا ہے، ایسی تندی اور تیزی کے المیے کا شکار ہو گیا ہے کہ کہاں تو وہ پینتیس ہزار سال سے چیونٹی کی رفتار سے چلا آ رہا ہے، ابھی ڈیڑھ سو برس پہلے تو اُس کے پاس ایک روغنِ ''نفت'' تھا، اُوپر سے لشکروں پہ گرانے والا تیل تھا، ایک آدھ چھوٹی موٹی توپ و بارود کے سوکھے دھما کے اس نے بنائے ہوئے تھے، ایک ریڑھا تھا، ایک جنگلہ تھا، گھوڑے چل رہے تھے، تلواروں سے لڑائی ہو رہی تھی اور کہاں آج کے دن آپ ہائیڈروجن اور ایٹم کی تباہ کاریوں تک آ گئے ہو، Obviously these are outcome of fifty yearsانسان کا دماغ اتنی تیزی سے آگے بڑھا ہے کہ وہ اپنے بیلنس کو اور اپنے مزاج کے عمل کو ساتھ نہیں دیکھ سکتا۔ میں اس کو 'اجتماعی شیزوفرینیا' کہوں گا جو آج کے تمام انسانوں کو نصیب ہے، ظاہر ہے کہ انسان اس جدت، اس اختراعی ذہن کی بدولت اپنے آپ کو ''خدائے حقیقت'' سمجھتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ زمینی حقائق نے اُسے طاقت دے دی ہے کہ اب وہ باقی کائناتی مسائل بھی سلجھا سکتا ہے۔ مگر

سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی خبر

آگے چلیں...... حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کی حدیثِ مبارکہ ہے:

''زیادہ مت ہنسو، زیادہ ہنسنے سے روح مردہ ہو جاتی ہے''۔ یہ مذہبی نکتہ نہیں ہے۔ غور

Marfat.com

کرو! اس شخص کی insight پر، اُس عالمِ فطرت کی insight پر کہ بے حد روشنیوں کے فشار میں بھی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اگر بے حد و حساب روشنی آنکھ میں پڑے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ وہ شخص، جس کی ہمیشہ آج کے دور میں، Anxiety میں، Depression میں، ہر وقت، خوشی کی تلاش ہو، جو ہر وقت ہنسنے کی کوشش کر رہا ہو وہ جلدی Depress ہو کے اپنی زندگی کو خیر آباد کہہ دیتا ہے اس لیے کہ زندگی ہنسنا نہیں، زندگی سمجھنا بھی ہے۔ ہماری Priorities ناقص ہیں۔ وہ جو پُرامن لوگوں کی، سکون پرستوں کی Priorities ہیں وہ بڑی مختلف ہوتی ہیں۔ اسی لئے One of the mistake of human generation today is to give more importance to lesser priorities and the less importance to the top priority. سب سے بڑا نقص جو زمانہء حاضر کی، سب سے آگے بڑھتی ہوئی، تیزی سے فنا ہوتی ہوئی عقل کو درپیش ہے کہ وہ اپنی Priorities کے تعین میں ناقص ہے۔ جب تک آپ کم از کم اپنے سے بڑے ذہین و فطین اور دانشور لوگوں کو، وہ جن کو خداوندِ کریم نے عقل و معرفت عطا کی اور جن میں سب سے بڑی حیثیت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اگر آپ اُن کی ذہانت سے استفادہ نہ کرو گے، اگر آپ اُن کی دانش سے استفادہ نہیں کرو گے تو آپ نبی پاک ﷺ کی حقیقی محبت تک نہیں پہنچ سکتے۔ آپ ﷺ کی عقیدت و محبت میں نعت سنا دینا اور بات ہے۔ If you really want to be peaceful, if you really want to be a true intellectual اگر آپ اپنی ذہانت کے شر سے بچنا چاہتے ہو تو یاد رکھنا کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک دعا مانگا کرتے تھے۔ کسی آدمی کا status اُس کی زبان سے ہی نکلتا ہے...... شیخ سعدیؒ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد

Marfat.com

عیب و ہنرش نہفتہ باشد

(جب تک مرد بات نہیں کرتا اُس کے عیب و ہنر چھپے رہتے ہیں۔)

اِدھر منہ سے بات نکلی اُدھر ساری صفات ہوا ہو گئیں۔ وہ ساری شخصیت، وہ تھری پیس، وہ وجاہت، وہ بڑی بڑی مونچھیں، وہ خوبصورت غلافی آنکھیں، جاہلیت میں ڈوب جاتی ہیں۔ ایک مجلس ہو رہی تھی تو اس میں دیکھا گیا کہ ایک بڑا ہی خوبصورت انسان آیا۔ ماشاءَ اللہ! صنفِ نازک بھی تھیں۔ مرد رشک میں چلے گئے، خواتین آرزو میں چلی گئیں، جدھر سے گزرتا زمین خالی ہو جاتی، اس انداز سے اُٹھا اور اس انداز سے بیٹھا...... تمام لوگ اس آرزو میں تھے کہ یہ کیا حسین شخصیت والا...... انسان ہے، اُسکو بڑے غور سے دیکھا جا رہا تھا۔ ناگہاں، اُسی ٹیبل پر سویٹ ڈش آ گئی۔ جب سویٹ ڈش آئی تو ایک دم وہ الوؤں کی طرح چیخا۔ ''آہا! میری پسند آ گئی۔'' تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارا محل متانت اور سنجیدگی کا نیچے آن گرا۔ And people thought even such a handsome man could be a big duffer. گفتگو سے ہی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذرا رسولِ اکرم ﷺ کی دو دعائیں سن کر بتانا کہ اُس انسان کا کیا Calibre ہے جو یہ دعا مانگ رہا ہے:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی صَبُوْرًا''

(اے اللہ! مجھے صبر عطا فرما)

''وَّاجْعَلْنِی شَکُوْرًا''

(اے اللہ! مجھے ہمیشہ شکر کرنے والا بنا)

''وَّاجْعَلْنِی فِی عَیْنِی صَغِیْرًا وَّفِی اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا''

(اے پروردگارِ عالم! مجھے میری نگاہ میں ہمیشہ چھوٹا رکھ اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا کر دے۔)

Marfat.com

ملاحظہ فرمایئے، یہ آپ کے رسول ﷺ کی دعا ہے جس کے بارے میں confirmed ہے کہ زمین و آسمان میں اُس سے بڑا انسان کوئی نہیں۔ کہا قرآنِ حکیم نے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' عالمین کا ترجمہ ڈکشنری میں یونیورس ہے، کائنات ہے، دنیا ہے، جہان ہے۔ اور فرمایا: وَ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہٖ رَحْمَۃً'' (میں نے اپنے اوپر رحمت کو ترجیح دی ہے) میری تمام صفات پر میری رحمت غالب آ گئی ہے اور تمام رحمتِ کائنات سمیٹ کر محمد ﷺ میں رکھ دی: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ'' اُدھر بھی ''عالمین'' ہے، اِدھر بھی ''عالمین'' ہے۔ وہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ہے اور یہ ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ'' ہے۔ جہاں جہاں عالمین کا وجود ہے وہاں ''رحمت للعالمین'' کی رحمت کا وجود ہے۔

خواتین و حضرات! No body can imagine the respect of that person in the eyes of God. کسی کے تصور سے بالا ہے کہ ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کا کیا مقام ہو سکتا ہے، کسی کے بھی تصور سے بالا ہے۔ کچھ معترض بھی ہیں، بھلا مغرب کو کیا خبر:

چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک
(بھئی بندر کو ادرک کی لذت کا کیا پتہ)

اُن کو کیا پتہ محمد ﷺ کون ہیں؟ بڑی مدت ہوئی، ایک پادری تھا، بہت پڑھا لکھا، دانشور، French پادری تھا، اُس کا نام ''لامنس'' تھا۔ اُس نے مسلمانوں پر ایک بڑی مصدقہ کتاب لکھی، بڑی تحقیق کی، ذرا غور کیجئے گا، آپ کو فوراً ہی اُس کی تحقیق سمجھ آ جائے گی۔ اُس تحقیق میں لکھا ہے کہ The Muslims worship a God whose name is Mohet. فرانسیسی تھا، محمد ﷺ بھی نہیں صحیح طرح پڑھ سکا کہ جملہ مسلمان ایک دیوتا کی پرستش کرتے ہیں جسکا نام مہیت ہے۔ ''تاریخ

Marfat.com

عروج وزوالِ روم'' کا مصنف ......Edward Gibbon متعصب ہے، کہیں کہیں دیانتِ تاریخ اس میں موجود ہے۔''عروج وزوالِ روم'' کوختم کرتے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھوں Eastern Roman Empires کی تباہی کا ذکر کرتا ہے۔''اجنادین'' کے معرکوں کا ذکر کرتا ہے۔''انطاکیہ''اور''یرموک'' کے معرکوں کا ذکر کرتا ہے۔ بڑی قوم کا، چھوٹی قوم کے ہاتھوں زوال کا ذکر کرتا ہے۔آخر میں پہنچتا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ پر رائے دیتا ہے، کچھ اپنے تعصبات کی باتیں کرتا ہے، کچھ اُن کی خوبیوں کی باتیں کرتا ہے اور آخر میں ایک جملہ لکھتا ہے۔ I can't make a decision whether to call him a prophet or an imposter. وہ کہتا ہے کہ یہ خوبیاں ہیں، یہ خامیاں ہیں مگر میں فیصلہ نہیں کر پایا کہ اُسے پیغمبر کہوں یا جھوٹا۔ یہ اس کا اندازِ تعریف تھا مگر بعد میں آنے والے کیا کہتے ہیں......؟ جب تعلیم بڑھی، معلومات بڑھیں،''کارلائل'' نے اپنی کتاب Heroes and Hero Worship مرتب کی تو اُس کے سامنے سب پیغمبر تھے، موسیٰؑ اور عمرانؑ بھی تھے، عیسیٰؑ بھی تھے، ابراہیمؑ بھی تھے، داؤدؑ بھی تھے، اُس نے کسی کو نہیں چنا۔ اُس نے کہا کہ جس انسان نے علم میں، معرفت میں، دانش میں، عقل میں، کردار میں، اخلاق میں اگر سب سے زیادہ دنیا کو متاثر کیا ہے اور اگر کوئی شخص Deserve کرتا ہے انسان کا ہیرو ہونا تو وہ''محمد رسول اللہ ﷺ'' ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ:

خوشبو آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

خوشبو تو وہی جو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ عطار جتنی مرضی تعریف کرتا رہے اُس کے کہے سے خوشبو، خوشبو نہیں ہو جاتی، خوشبو تو وہی ہے جو خود پکارتی ہے کہ میں کیا ہوں، نہ کہ''عطار بگوید'' عطار کے کہنے سے خوشبو نہیں بنتی۔ یہ وہ خوشبو ہے جو غیر کی زبان سے نکلتی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے، ایک سو تاریخ ساز انسانوں کا فیصلہ کرنے

Marfat.com

دو انگریز بھائی بیٹھے۔ انہوں نے تاریخ مرتب کی: Hundred Great Men بہت سوچا ہوگا، بڑا غور کیا ہوگا، کئی نظریات سامنے ہونگے مگر جب کتاب بن چکی۔ آخر میں آئے تو سب سے پہلا عظیم ترین انسان ان کے بقول جس نے تاریخِ انسان کو متاثر کیا، ''محمد رسول اللہ ﷺ'' تھے۔ آپ یقین جانئے کہ ان کی تعریف کی رسول اللہ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ آپ یقین جانئے کہ آپ کی تعریف کی بھی رسول اللہ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ خدا نے اپنے بندے کو جو مقام دے دیا وہ اتنا بلند ہے، اتنا عظیم ہے کہ زمین و آسمان مل کر بھی اُنؑ کی کسرِ شان نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ اُنؑ کو آپ سے غرض نہیں۔ ہاں اُنؑ کی محبت آپ کے ساتھ قائم ہے۔

ابھی تک تو آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ یہ کل کی باتیں ہیں مگر کچھ باتیں آگے کی بھی ہیں۔ حیران کن علم ہے۔ دانشوری سمجھ نہیں آتی مگر اس دانشوری کی وجہ وہی ہے کہ استاد نے چاہا کہ جو علم میرے شاگرد کو حاصل ہو اُس میں کوئی مَیل نہ ہو، اُس میں کوئی اور استاد شامل نہ ہو اور ایسی انفارمیشن کسی کے پاس نہ ہو۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے فرمایا:

''اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ''

(اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان تخلیق کیے اور اس جیسی سات زمینیں)

''یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ'' (الطلاق: ۱۲)

(اور ان تمام زمینوں میں اللہ کا حکم اترتا ہے)

خواتین و حضرات! Basically you are science students. It means there are seven life belts. مگر ہماری یونیورس میں تو ایک ہے اور خدا فرما رہا ہے کہ میں نے تمہاری کائنات جیسی سات کائناتیں پیدا کی ہیں اور تمام کائناتوں میں ایک ایک دنیا ہے اور یہ خالی نہیں ہیں۔

Marfat.com

There is no need to be the narcisist human beings on this earth. تم اس بات پر نازاں نہ ہونا کہ صرف ہم ہی انسان ہیں۔ آپ جیسی سات بستیاں اور ہیں۔ چھوٹی چھوٹی سات بستیاں، سات دنیائیں، Life belts اور بھی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان Life belts میں زندگی ہے کہ نہیں۔ مفکرین اور سائنسدانوں کے افکار کے مطابق ابھی تک Human life سے مشابہ زندگی ان کو اپنی کائنات میں نظر نہیں آئی۔ یہ یاد رکھیئے۔ They have an option but they are not sure about it. مگر پندرہ سو برس پہلے Spiritual سائنسدان بڑا Sure ہے، ''محمد رسول اللہ'' ﷺ بڑے Sure ہیں۔ ہنگامہ یہ ہوا کہ اللہ نے جنت کا عرض دے دیا۔ قرآن میں جنت کا عرض دے دیا۔ یہ عرض وہ نہیں تھا جو مولوی بتا رہے تھے، جو علمائے اسلام بتا رہے تھے۔ یہ عرض عجیب و غریب تھا۔ اللہ نے چوڑائی دی قرآنِ حکیم میں اور فرمایا، اس سے پہلے یاد رکھیئے گا کہ ابھی ایک دور ترین ستارہ جو آنکھ سے نظر آیا ہے وہ پندرہ بلین Light years کے فاصلے پر ہے۔ یہ نہیں پتہ کہ یہ کائنات اوّل کی دہلیز ہے، یہ نہیں پتہ کہ یہ کائناتِ اوّل کا انجام ہے۔ ابھی trillion years اور بھی نظر آ رہے ہیں۔ زمان و مکاں کے پیمانے سکڑ رہے ہیں۔ ہمارا اندازہ ختم ہو رہا ہے کہ یہ کائنات کتنی بڑی ہو سکتی ہے کیونکہ ابھی ایک border جو قریب ترین نظر آیا ہے، وہ ستارہ جو نظر آ رہا ہے کم سے کم پندرہ Billion light years پر ہے۔ یہ ہے ایک یونیورس کی ابتدا...... اسکے پیچھے سات اور کائناتیں ہیں، اسکے پیچھے جنت ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ نے حدود اربعہ دیا، کہا:

'' عَرۡضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالۡاَرۡضُ ''

میں تمہیں اس جنت میں داخل کروں گا جس کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں

Marfat.com

کی لمبائی سے بھی بڑی ہے۔ This is such a big hugeness, unimaginable hugeness. ہے۔ جنت کیا ہے؟ کتنی بڑی ہے؟ اُس کا معمولی سا اندازہ ہمیں اپنی کائنات کے ابتدائی پیمانوں سے ملتا ہے۔ کسی نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا، اب ذرا تفصیل سنئے، حیران کن تفصیل ہے: دو احادیث آپ کے پیغمبر کی آپ کو سناتا ہوں۔ یہ Intellectuall احادیث نہیں ہیں، یہ دنیا کے اُس علوِ مرتبت پیغمبر کی باتیں ہیں کہ اس جیسا ذہن کبھی کوئی پیدا نہیں ہوا۔ نہ اس جیسی تعلیم کبھی پائی گئی۔ فرمایا: جب لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے، تو جنت میں ابھی بہت جگہ ہوگی...... آخر اتنی بڑی Galaxial life جو اتنے Billions اور Trillion years کے فاصلوں پر ہے وہ کتنی بڑی ہوگی جبکہ اس چھوٹی سی گلیکسی میں دو ارب سورج تو ہمیں نظر آ رہے ہیں تو فرمایا، مسلم کی حدیث ہے، بخاری کی ہے، متفق علیہ ہے، بغیر کسی شبے کے ہے۔ جب لوگوں کو کوئی حدیث نہیں سمجھ آتی تو وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ کمزور ہے۔ اتفاق سے یہ کمزور حدیث ہے...... فرمایا: ''لوگ جب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے تو جنت میں پھر بھی جگہ بچے گی، پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا، نئی دنیا ہوگی، پھر نئے سرے سے اُن کے حساب کتاب ہونگے''۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ساتوں زمینوں کا Sequence singular نہیں ہے، اگر میں آج کی اس کائنات کو Calculate کروں اور اپنی دنیا کی عمر کا اندازہ کروں تو ہماری دنیا تیسری دنیا ہے۔ اس سے پہلے لوگ جنت میں جا چکے ہیں اور ہمارے بعد بھی لوگ جنت میں جائیں گے یا معاذ اللہ، استغفر اللہ میں کہنا نہیں چاہتا ہوں دوسری سائیڈ بھی ہے مگر آپ ادھر نہ ہی جاؤ تو بہتر ہے۔ ان ساری جگہوں میں آپ غور کیجئے کہ یہ متواتر ایک سلسلہ کائنات ہے کہ ساتوں یونیورسز میں، ساتوں زمینوں میں، یہ Plantations ہیں۔ یہ Small plantations ہیں۔

Marfat.com

"مُستَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِینٍ"

افسوس کی بات یہ ہے کہ اللہ کا جو انتخاب ہے وہ اتنا محدود ہو جاتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ کب تک یہ wastage چلائے گا؟ wastage ہی wastage ہے...... اتنی بے پناہ wastage خدا قبول کرتا ہے، سیکولرز کی wastage قبول کرتا ہے، Denial کی کرتا ہے، ظالم اور ناشکرے کی کرتا ہے۔ جیسے اُس نے قرآن میں کہا: "ایک پتھر ہلکا پھلکا اگر پھینک دوں تو تُم چکنا چور ہو جاؤ" ایک Asteroid، اُس کا چھوٹا سا پتھر بھی کم از کم سو میل لمبا، سو میل چوڑا تو ہوگا ناں......اللہ کا پتھر ہے، اگر وہ سورج کو چراغ کہتا ہے اور آسمانوں کو وہ کہتا ہے کہ میں نے چراغوں سے سجایا ہے تو کم از کم اُس کا پتھر بھی تو اتنا ہی بڑا ہونا چاہیے جتنا سورج کا چراغ ہے......اور ایک پتھر اگر وہ آپ پر پھینک دے تو زمین چکنا چور ہو جائے اور سارے اعتراضات اُس پتھر کے نیچے دفن ہو جائیں مگر اُس کا بڑا عجیب و غریب Standard ہے۔ پوچھا گیا: "یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟" یعنی دراصل پوچھا گیا کہ اللہ کب تک یہ "جناتِ ارضی" برداشت کرے گا، کب تک یہ بُش اور بلیئر کی حماقتیں برداشت کرے گا، کب تک، یہ خناس جو زمین پر پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو خلاقِ زمین کہتے ہیں، جو بڑے بڑے حساب و کتاب لگا کر ڈیزائن تیار کر کے دنیا کے نقشے بنا رہے ہیں ان کو برداشت کرے گا، وہ جو مذہب کو فرسودگی کہتے ہیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ مذہب اُس وقت فرسودہ ہو جاتا ہے جب کم عقل اُس کی پیروی کرتا ہے اور کم عقل اُس کی تشریح کرتا ہے، اس وقت وہ یقیناً فرسودہ ہو جاتا ہے۔ آخر مذہب اس کا ایک intellectual level ہے۔ قرآن ایک intellectual level کا ہے۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اگر M.Sc کی کتاب پانچویں کے بچے کو دے دو گے تو کیا حشر ہوگا اُس کا......؟ اگر قرآن کو آپ

Marfat.com

اس مولوی کے ہاتھ پکڑا دو گے تو یہی حشر ہو گا ناں جو آج ہو رہا ہے...... مگر یہ حق تو تمہارا تھا...... یہ حق تو ہر اس ذہین طالب علم کا تھا جو دعویٰ رکھتا ہے کہ میں Higher classical pattern کے تمام سائنٹفک اسباق سمجھ سکتا ہوں۔ اگر آپ اتنی مشکل باتیں سمجھ سکتے ہو، اگر اناٹومی اور نروس سسٹم سمجھ سکتے ہو تو قرآن کے مضامین پر بھی تو غور و فکر کر سکتے ہو۔ یہ اس عالم اور مولوی کا کام نہیں تھا جس کا عقلی معیار فرائض سے آگے نہیں جاتا مگر اس نے قرآن کی تفسیر شروع کر دی۔ اس کو اس نے غور و فکر کی سطح سے نہیں سوچا۔ اس نے اس کو معمولی کام سمجھا کہ چلو اِدھر بھی ٹرائی کرلوں! یہ جو کہتے ہیں علمیت کا ایک اِدھر بھی سمندر ہے، اس کو بھی ٹرائی کرلوں مگر جو بات رسولِ اکرم ﷺ میں ہے کسی میں نہیں۔

میں آپ کو وہ دُعا سنا رہا تھا کہ ایسی علمیت تو کسی شخص میں نہیں:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِی شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِی فِی عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَفِی اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا"

"رحمت اللعالمین" یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے لوگوں کی نگاہوں میں ضرور عزت بخش دے مگر مجھے میری نگاہوں میں ہمیشہ چھوٹا رکھ۔ کتنی Depth ہے، اس بات میں...... غرور سے کتنا دور تھے۔ "رحمت اللعالمین" ہیں، کسی نے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! لوگ جنت میں کیسے داخل کیئے جائیں گے؟ فرمایا: "اللہ کی رحمت کے ساتھ"۔ پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! اور آپ؟" فرمایا: "میں بھی اُس کی رحمت سے داخل کیا جاؤں گا"۔ کیا انکسار ہے!!! میں نے زمین پر آج تک کوئی انسان ایسا نہیں دیکھا کہ اتنا منکسر المزاج ہو جس نے اپنی حیثیت کو اتنا مٹا کے رکھا ہو، جو کائنات کی سب سے بڑی پرٹوکول کی شخصیت ہے وہ اپنے آپ کو اتنا مٹا کے رکھتی ہے۔ ادھر دو شعر لکھنے آ جائیں تو سر آسمان سے جا لگتا ہے۔ ایک اختیار تھوڑا سا

Marfat.com

بڑھ جائے، D.M اور M.D ہو جائیں تو ہم پاگل ہو جاتے ہیں، اُدھر ساری کائنات کا بڑا ایگزیکٹو یہ کہہ رہا ہے کہ میں بھی اللہ کی رحمت کے بغیر نہیں جا سکتا۔ دُعا مانگ رہا ہے کہ میرے مالک! مجھے میری نگاہ میں ہمیشہ چھوٹا رکھ۔ کیا یہ چیز Followable نہیں ہے؟ کیا یہ اسباق بھی آپ کسی مغربی سکالر سے جا کر لو گے؟ کیا یہ دانشوری بھی آپ کسی اور سے لو گے؟

پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! اگر اللہ کی جنت اتنی بڑی ہے جتنی آپ بتا رہے ہو تو دوزخ کہاں پر ہے؟'' سوال بڑا genuine تھا کہ آخر اتنی وسعتِ افلاک......! اگر جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی لمبائی کے برابر ہے تو پھر یہ دوزخ کہاں ہوگی۔ جنت ہی جنت ہوگی تو دوزخ کہاں ہوگی۔ ایک بڑا عجیب سا جواب دیا یارسول ﷺ نے، فرمایا: ''جب دن طلوع ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' تو آپ بھی اس پہیلی کو بوجھیے۔ فرمایا: ''جب دن طلوع ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ سوال جگہ پر ہے، جواب کیفیت پر ہے مگر جواب بہت ہی پیچیدہ اور مناسب ہے کہ دن اور رات ایک ہی جگہ پر ہوتے ہیں، ایک ہی زمین پر ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ جدھر جدھر جمالِ یزداں ہے، جدھر جدھر آفتابِ حقیقت ہے، اُدھر جنت ہے اور جو جگہ اللہ کی نظر سے اوجھل ہوگی وہ دوزخ ہے۔ وہی زمین ہے، ایک ہی زمین ہے جنت کی بھی اور دوزخ کی بھی...... ایک crust ہے، ایک core ہے۔ ایک بلندی ہے، ایک پستی ہے جدھر اللہ کا چہرہ ہے، اُدھر جنت ہے، جدھر اُس کا رُخ نہیں ہے، وہ دوزخ ہے اور دوزخ کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کے دیدار سے محرومی ہے۔

میں آپ کو انسانی رویوں پر کچھ خوبصورت باتیں رسول ﷺ کی Quote کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خزیمہؓ کی حدیث ہے، بڑی خوبصورت حدیث

Marfat.com

ہے اور آپ اپنے طرزِ عمل میں اور سلوک میں اسے یاد رکھئے گا۔ خزیمہؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ''آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہوتا ہے کہ جس آدمی کو خرچ دیتا ہے، اُس کا خرچ بند کردے''۔ یہ باتیں اگر ذہن سے سوچیں تو عجیب وغریب باتیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ اگر وہ کسی کو خرچ دیتا تھا، کسی کو سپورٹ کرتا تھا تو اُس کا خرچ بند کر دے۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگانے والوں میں حضرت اثاثہؓ بن مسطح بھی تھے۔ جب وہ اُم المومنینؓ پر الزام لگانے والوں میں شریک ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے، فرمایا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں اس کی کچھ مالی مدد کیا کرتا تھا۔ اب اُس نے میری بیٹی پر اور آپ ﷺ کی زوجہ پر ایسے الزام لگائے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اُس کی مدد بند کردوں''۔ فرمایا: ''صدیق! ایسے نہ کر، مدد کرتا رہ''۔ پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں مدد کرتا رہوں گا''۔ اگر آپ کسی کو اُس کی جینوئن وجہ سے سپورٹ کر رہے ہو تو یہ نہیں کہ اُس نے آپ کا شکریہ ادا نہیں کیا تو چھوڑ دو۔ یہ نہیں کہ اگر آپ اُس سے ناراض ہوئے تو چھوڑ دو۔ اگر آپ Genuinly کوئی نیکی کسی کے ساتھ اُس کی وجہ سے کر رہے ہو تو پھر لازم ہے کہ آپ اُس نیکی کو جاری رکھو اور فرمایا کہ آدمی کا اتنا ہی گناہ کافی ہے اور اللہ کی ناراضگی کا یہی باعث کافی ہے کہ اگر آپ کسی کو مدد دے رہے تھے تو پھر وہ مدد چھوڑ دو، اتنی ہی خطا کافی ہے۔

خرچ کی تو آپ نے بہت باتیں سنیں، بہت سارے لوگ گھروں میں خرچ کرتے ہیں۔ کوئی گھروں میں نہیں خرچ کرتا، کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہے، کہ میں باہر بڑا خرچ کرتا ہوں، تنظیموں کو بڑا دیتا ہے۔ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں، ''ہمیں کچھ نہیں ملتا، جماعت کو مل جاتا ہے، فلاں کو مل جاتا ہے، ادھر مل جاتا ہے، اُدھر مل جاتا ہے''۔

Marfat.com

تھوڑی سی نصیحت ، آپ دونوں (میاں بیوی) کے لیے...... ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایک دینار وہ ہے جوتو اللہ کی راہ میں دیتا ہے''......ایک دینار ہے جو آپ اللہ کی راہ میں دیتے ہو،ایک دینار ہے جو کسی غلام کی آزادی کیلئے دیتے ہو،چلو آج غلام نہ سہی کسی مزدور کی آزادی کیلئے دیتے ہو،ایک دینار کسی مسکین کو دے دیتے ہو، یہ سب بڑے اچھے کام ہیں، صدقات ہیں، ان کو صدقات کہتے ہیں۔ یہ بڑے اچھے کام ہیں مگر ایک دینار وہ ہے جو آپ اپنے گھر پر بچوں پر خرچتے ہو، فرمایا:''ثواب میں یہ سب سے بہتر اور سب سے افضل ہے''۔یہ اُن تمام لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو بیرونی خیرات کو گھر والوں کو بھوکا مار کے کرتے ہیں۔رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ دینار جو گھر پر خرچتے ہو صدقے میں سب سے افضل ہے، جب یہ حدیث آئی ذرا ایک اور بات توجہ سے سنئے ، یہ خاص طور پر خواتین کیلئے ہے کہ کل کو آپ نے ذمہ دار زندگی گزارنی ہیں۔حضرت عبداللہؓ کی بیگم حضرت زینبؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔فرمایا:''یارسول اللہ ﷺ! میرا خاوند تو کچھ نہیں کرتا اور میں صاحبِ مال ہوں، اگر آپ اجازت دو تو کیا میں اُسکو صدقہ دے سکتی ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو صدقے کا دو درجہ ثواب ملے گا۔ایک تو قرابت داری کا ثواب ہے اور ایک وہ جو تو نے مال اللہ کی راہ میں دیا، اس کا بھی ثواب ہے۔اگر فرض کرو کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی یہ باتیں مانتے ہوں اور تسلیم کرتے ہوں اور گھروں میں ایسے ہی صدقات دینے شروع ہو جائیں تو کیا بہت سے فساد ختم نہ ہو جائیں۔اگر بیوی اپنے زائد مال سے خاوند کو صدقہ دینا شروع کردے اور خاوند خیرات کرنے سے پہلے اپنی بیوی اور بچوں کا خیال کریں تو کیا بہت سارے مسائل ہماری سوسائٹی کے ختم نہ ہو جائیں؟

ایک بڑی دلچسپ بات ہے: حضرت ابوذرؓ تو مال سے پرے ہی رہتے

Marfat.com

تھے، بھوکے ننگے ہی رہتے تھے، درویش تھے، یہ اسلام کے پہلے صحابی ہیں کہ جو مال کے ارتکاز کے خلاف تھے اور Ownership کے خلاف بھی تھے تو حضور گرامی مرتبت ﷺ سے روایت کی ''ابوالاسود عینیؓ'' نے، ابوذر سے روایت کی، فرمایا: ''یہ مال والے تو ہم سے بازی لے گئے۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں، ہم بھی روزے رکھتے ہیں مگر یا رسول اللہ! اُن کے پاس مال بڑا ہے۔ وہ صدقات دیتے ہیں۔ وہ تو ہم سے بازی لے گئے، ہم تو پیچھے رہ گئے''۔ یعنی تاسف سے عرض کیا: کہ ہم اُن کا مقابلہ کیسے کریں۔ امیر و رئیس تو ہم سے بازی لے گئے۔ فرمایا: ''نادار کیلئے اسبابِ صدقات ہیں۔ وہ نادار جن کے پاس کچھ بھی نہیں اُن کے بھی اسبابِ صدقات ہیں۔ ہر ''تسبیح'' صدقہ ہے، ہر ''تکبیر'' صدقہ ہے، اگر ایک دفعہ بھی ''اللہ اکبر'' کہہ دو گے تو آپ کے صدقات ہیں، ہر ''تہلیل'' صدقہ ہے، اللہ کی کوئی تعریف کر دو گے تو آپ کا صدقہ ہو جائے گا۔ ہر مرتبہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه'' کہہ دینا صدقہ ہے۔ اچھی بات کہہ دینا صدقہ ہے۔ بُری بات کی فہمائش کر دینا صدقہ ہے۔ فرمایا: ''اگر خدا پر یقین ہے تو ہر آدمی کو خدا سے ملنا ہوگا''۔ اگر خدا کو آپ مفروضہ نہیں سمجھتے، اگر آدمی نے اُسکو Alien power کی طرح تصوراتی خاکہ قرار دے کر اپنی دنیا سے باہر نہیں رکھا ہوا، اگر اس کے وجودِ حقیقی کا تصور آدمی کے دل و دماغ پر ہے، تو وہ خدا کے حضور جائے گا۔ فرمایا: ''اپنے دائیں دیکھے گا۔ اُس کو کمتر اعمال کے سوا کچھ نظر نہیں آئیگا۔ تاریک و کمتر اعمال...... اپنے بائیں دیکھے گا، اُسکو کمتر اور تاریک اعمال کے سوا کچھ نہیں نظر آئیگا۔ اپنے سامنے دیکھے گا تو اُسکو بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئیگا''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! یہ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اور اسکا علاج ...... ایک کھجور ہی دے دو صدقے میں''۔ اگر کچھ نہ ہو سکے تو ایک کھجور دے دو! اگر اور کچھ نہیں تو ایک اچھی

Marfat.com

بات کہہ دو۔ یہی تمہارا صدقہ ہے اور صدقات ہی تمہیں آگ سے پناہ دیں گے۔

کبھی کبھی لوگ سوال کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ سے بھی کرتے تھے کہ خیرات کس کو دیں، بعض تو باقاعدہ جھاڑ دیتے ہیں مانگنے والوں کو...... چل بھئی! تُو جوان ہے، کام کر، تُو بڈھا ہے، مر کیوں نہیں جاتا...... مگر ایسے بھی سائل آ جاتے ہیں ...... رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جو کسی خراب عورت کو صدقہ دے، بعد میں اُسے پتہ چلے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی، میں نے تو ایک بدترین، بدقماش عورت کو صدقہ دے دیا، ایک شخص ہے جو غلطی سے کسی چور کو صدقہ دے جاتا ہے، خیرات کر دیتا ہے تو حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ کوئی شخص کسی مالدار کو صدقہ دے دے اور وہ اس تاسف کا شکار ہو جاتا ہے کہ یہ میں نے کیا کیا؟ میں نے نیکی بھی کی تو کنویں میں ڈال دی، دریا میں ڈال دی، یہ میں نے کیا کیا؟ تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر صدقے کے پیچھے حکمت ہے، شاید تم نے جس بُری عورت کو صدقہ دیا وہ اس سے اپنی گذشتہ ایک رات کا معاوضہ پورا کر لے اور شاید وہ اس برائی کا ارتکاب نہ کرے۔ تم نے جس مالدار کو صدقہ دیا شاید اُس کے دل میں تحریک پیدا ہو کہ لوگ مجھ جیسے مالدار کو صدقہ دیتے ہیں، میں بھی کسی کو صدقہ دوں۔ جس چور کو صدقہ دیا، شاید وہ کہے کہ آج کی رات کی مزدوری تو ہو گئی، اب دو تین دن کے بعد چوری کروں گا اور پھر اُس کے ہاتھ سے کئی لوگ بچ جائیں''۔ تو صدقہ اچھے، بُرے ہر حال میں آپ کی پناہ بن جائے گا۔

اب حضور ﷺ کے اخلاق کی کچھ باتیں...... یہ اتنا بے پناہ سمندر ہے کہ سمیٹا نہیں جا سکتا۔ ایک لاکھ بتیس ہزار احادیث بخاریؒ نے جمع کیں۔ یہ سب افعالِ پیغمبرؑ ہی تو ہیں۔ ایک ایک بات اتنی خوبصورت کہ سمیٹی نہیں جا سکتی۔ ہر بات میں حُسن ہے، ادا ہے، ہر بات میں ایک اعلیٰ ترین ذہانت ہے کہ کبھی رسولِ اکرم ﷺ

Marfat.com

کو عذر بھی کرنا پڑا تو سچ ہی کہا۔ ایک چشمے کے قریب کھڑے تھے کہ دشمن سراغ لگاتا ہوا آ گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پتہ لینا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بھائی! ادھر سے کوئی لشکر گذرا ہے؟ کہا: ہاں، تو پوچھا، تم کون ہو؟ آپ ﷺ چشمے کے پاس کھڑے تھے، کہنے لگے میں تو پانی بھرنے والا ہوں۔ آپ ﷺ بالکل چشمے کے پاس کھڑے تھے۔ اُسی چشمے پر...... اُس نے کہا: ''اچھا، اچھا پھر مجھے بھی پانی پلاؤ'' آپ ﷺ نے اُسے بھی پانی پلایا اور رخصت لی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی مثال دی ہے کہ اتنے خیرات کرنے والے تھے کہ انہوں نے ''نجران'' کی بنی ہوئی چادر اپنے بدن مبارک پر پہنی ہوئی تھی تو مانگنے والا ایک بدّو آیا۔ آپ کو پتہ ہے کہ مانگنے والے کیسے بدتمیز ہوتے ہیں۔ انھوں نے حضور ﷺ کی چادر کھینچی اور کہا کہ اے محمد ﷺ! دے مجھے اُس مال میں سے جو اللہ نے تجھے دیا ہے۔ اور وہ چھوڑ ہی نہیں رہا تھا تو کھینچتے کھینچتے اتنے زور سے چادر کھینچی کہ اُس کے Border کا نشان رسول اللہ ﷺ کی گردن پر پڑ گیا اور قریب تھا کہ وہ گر پڑتے مگر ایسے عالم میں حضور ﷺ مسکرائے اور کہا: ''کاش! ان کو پتہ ہو کہ میں ان کے حق میں کتنا فیاض ہوں، کاش ان کو پتہ ہو کہ میں ان کے حق میں کتنا فیاض ہوں'' اور حکم دیا کہ اسے دیا جائے جو یہ مانگ رہا ہے۔

بڑی عجیب سی بات ہے، موازنہ ہے اُس پیغمبرؐ کا...... وہ سچ کہہ رہے تھے، کہ اُمتی، اُمتی کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ رخصت ہوئے مگر حیرانی کی بات ہے کہ آخر ایک آدمی کتنا درد محسوس کر سکتا ہے۔ میں باپ ہوں، بیٹے کا محسوس کرونگا، اگر میری زندگی میں پوتا پیدا ہوا تو اُس کا کروں گا، کوئی پڑپوتا ہوا تو اُس کا کروں گا...... مگر یہ کیا کہ آج سے پندرہ سو برس پہلے میرا رسولؐ میرا درد محسوس کر رہا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟' Can we imagine? جب تک کہ یہ بات نہ ہو کہ میرے رسول ﷺ کا Vision مجھ تک پہنچتا ہے، میرے رسول ﷺ کی رحمت مجھ تک پہنچتی ہے،

Marfat.com

تو میں imagine کر سکتا ہوں کہ پندرہ سو برس پہلے جب حضور ﷺ اصحابِ محفل میں بیٹھے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اصحاب خوفزدہ ہو گئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ جناب سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی آنکھوں میں یہ جو مقدس پانی اُترا ہے، یہ ہماری کسی گستاخی کی وجہ سے تو نہیں اترا، پریشان ہو گئے، پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! کچھ ہم سے خطا ہوئی ہے، کچھ ہم سے غلطی ہوگئی ہے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں''۔ فرمایا: ''نہیں، میں ان مسلمانوں کا سوچ کے آزردہ ہو گیا ہوں جو تمہارے بہت دیر بعد آئیں گے۔ انہوں نے نہ مجھے سنا ہوگا، نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہو گا مگر تمہاری طرح مجھ پر ایمان لائیں گے''۔ فرمایا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا ان کی ہماری طرح عادتیں ہوں گی؟'' فرمایا: ''نہیں، ان کی کچھ عادتیں تمہاری طرح ہونگی اور کچھ ان کی اپنی ہوں گی۔''

فرمایا: اے بندگانِ خدا! اے میرے امتیو! تمہارا حال وہ ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی اور اس پر پتنگے جھومتے ہوئے چلے آ رہے ہیں، گرنے کو بے قرار ہیں اور میں دامن پکڑ پکڑ کر، کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں پیچھے کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ کودنے کو پھرتے ہو، گرنے کو پھرتے ہو اور میرا یہ حال ہے کہ قیامت تک تمہیں کمروں سے کھینچ کھینچ کر پیچھے کر رہا ہوں تا کہ بچو اس اللہ کے نام پر، اس ذلت سے، اس ظلمت سے بچو اور خدا کے سائے میں آ جاؤ۔

یہ رجحانِ طبع ہے، یہ چیلنج ہے، جب رسولِ اکرم ﷺ معراج کی شب آسمان پر گئے تو پانچ سو نمازیں فرض ہوئیں۔ جوشِ محبت میں پانچ سو ہی لے کر آ گئے۔ حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی، کہا: ''اے میرے بڑے بھائی! اگرچہ آپ بڑے پیغمبر ہو مگر آپ کو ابھی امتوں کا تجربہ نہیں ہے۔ آپ کی امت میں بڑے گُل کھلنے ہیں۔ آپ پھر جاؤ اور کچھ کم کرا لو''۔ حضور ﷺ کو خیال آیا، آسانی کیلئے

Marfat.com

دوبارہ گئے اور کافی مرتبہ جاتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے پانچ کر دیں، جب پانچ کر دیں، واپس آئے تو موسیٰؑ نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ بھی زیادہ ہیں اور کم کرائیے''۔ فرمایا: ''نہیں مجھے اب حجاب آتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اُمت پانچ نمازیں پڑھ لے گی''۔ یہ تو ہوا نماز کا معاملہ، یہاں تو اُمت کی سہولت مراد تھی مگر قیامت کے دن جب خدا کہے گا کہ اے رسول ﷺ ہم اپنا وعدہ نبھائیں گے۔ آپ جاؤ، اپنے لوگوں کو جہنم سے نکال لاؤ''۔ آپ گئے، نکال لائے، پھر تھوڑی دیر بعد خیال آیا، کہنے لگے: ''اے مالک! تو نے وعدہ نہیں کیا تھا؟'' کہا: ''ہاں ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ہم تیرے چہرے پر آزردگی نہیں دیکھ سکتے۔ جاؤ اپنی اُمت کو نکال لاؤ''۔ پھر گئے، پھر نکال لائے، پھر خیال آیا، ابھی بھی کچھ لوگ باقی ہیں۔ پھر گئے، فرمایا: ''اے میرے پروردگار! کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا میرے ساتھ؟ کہا: ''ہاں، کیا تھا۔ جاؤ، نکال لاؤ''۔ نمازوں کیلئے بار بار جاتے ہوئے شرم آتی تھی مگر اس مرتبہ نہیں آئی۔ جب تک کہ اُمت کا کوئی ایک شخص بھی دوزخ میں رہا وہ بار بار جاتے ہیں اللہ کے پاس، اور کہتے ہیں: ''اے میرے پروردگار! اُمتی، اُمتی...... ابھی بھی کچھ لوگ باقی ہیں''۔ اب آخری مرتبہ جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں: ''اے میرے مالک و کریم ابھی بھی میری اُمت کے لوگ باقی ہیں۔ کیا آپ کا مجھ سے وعدہ نہیں تھا؟'' فرمایا: ''اے محمد ﷺ! ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ ہم نے تیرے ایک ایک اُمتی کو جہنم سے نکال لیا ہے۔ اب جو لوگ باقی ہیں، وہ تیری اُمت کی طرح لگتے ہیں، مگر یہ تیری امت میں نہیں تھے۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تجھے مانتے تھے اِن کے صرف نام مسلمانوں والے ہیں مگر یہ مسلمان نہیں تھے۔

دیکھئے کتنی عجیب سی بات ہے! کیا آپ کو اسلام نے کسی قسم کی Activity سے روکا ہے؟ کون کہتا ہے؟ کتنی غلط بات ہو گی کہ آپ ایک Practical activity کو اسلام سے خارج کر دو، یعنی سب سے پہلے اگر ہمیں

Marfat.com

سراغ ملتا ہے Medical services کا تو جنگِ بدر میں ملتا ہے۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ، سیدہ فاطمہؓ، اُمِ طلحہؓ زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی ہیں، ساتھ چل رہی ہیں۔ عرب ہمیشہ اپنے خیمے لے کے ساتھ چلتے تھے۔ یرموک کے تیسرے دن جب مسلمان فوجیوں کو شکست ہونے لگی تو ''ہند زوجہ ابی سفیان'' جو پہلے کافرہ تھی، اپنے خیمے کی چوبیں انھوں نے اکھاڑ لیں اور کہا: ''جو مسلمان جنگ سے منہ پھیرے گا، ہم اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے''۔ کیا وہ جنگ میں شامل نہ تھیں؟ اجنادین کے معرکے میں ''خولہؓ بنت ازور '' پوری زرّہ بکتر پہن کے نکلیں اور انہوں نے پورے کے پورے رومیوں کا ایک دستہ اکھاڑ کر اپنے بھائی ''ضرّار بن ازورؓ '' کو رہا کروالیا۔ کیا وہ یہ کام نہیں کرتی تھیں؟ کیا عورتیں اس وقت تجارت نہیں کرتی تھیں؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی Basic شادی ایک تاجر پیشہ خاتون کے ساتھ نہیں ہوئی تھی؟ کون سی Activity تھی کہ جن میں عورتیں شامل نہ تھی۔ مگر یہ کیا؟ وہ Activity تو جائز نہیں تھی جس کی نمائش کی جائے۔ کیا آپ کو فرق محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کی آزادی میں اسلام حائل نہیں ہے، آپ کی بے راہ روی میں اسلام ضرور حائل ہے، آپ کے اُس attitude کے رستے میں ضرور اسلام حائل ہے۔ کیا چیزوں کو فرق کرنا نہ سیکھو گے؟ کیا یہ طنطنہ جاری رہے گا؟ یہ، جس کو آپ Secularism کہتے ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ کوئی بندش اور فہمائش آپ پر نہیں ہے؟ آپ کیوں نہیں غور کرتے؟ اگر اتنے جرأت والے ہو، اگر اتنے اخلاق والے ہو تو کیا بہتر نہیں ہے کہ اسلام چھوڑ جاؤ۔ کیا ضروری ہے کہ اسلام کا نام بھی لو؟ اقبال نے ٹھیک کہا تھا:

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

Marfat.com

یعنی جو حکمران ہیں وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہے ہیں، جو درویش ہیں وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہے ہیں۔ جو Preacher ہے وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہا ہے۔

اسلام ذہانت اور علم کا مذہب ہے، وہ ٹیلنٹ جو آپ دنیاوی رسوخ کو دیتے ہو، وہ ٹیلنٹ جس کی مدد سے آپ اپنی زندگی کے پروفیشنز کا انتخاب کرتے ہو، وہ ٹیلنٹ جس کی مدد سے آپ اپنی ذہانتوں کے اعتماد سے کارزارِ حیات میں سفر کرتے ہو وہی آپ کو مذہب کیلئے چاہیے۔ ہماری زندگی کا پورا پیٹرن ہندوانہ ہے۔ ہندو نے ہم سے خدائے واحد کا تصور تو نہیں چھینا مگر ہمارے تمام Processes اُسکے ہیں۔ یہ ہندوؤں کا کام تھا کہ وہ زندگی کو ''چار آشرم'' میں بانٹتے تھے، یہ ''برہم پجاری'' آشرم ہے۔ پچیس برس، طالب علم پڑھے گا، کتاب سیکھے گا، ہنر سیکھے گا۔ اسکے بعد اگلے پچیس برس یہ پروفیشنل ایجوکیشن حاصل کرنے کا وقت ہے۔ اُسکے بعد ''گرہستھ آشرم''......اب شادی کرے گا، بیوی بچے پالے گا۔ اس کے بعد ''گربھ'' آشرم ہے۔ اگلے پچیس برس......اب طاقت اور سیاست کا وقت ہے۔ پرنسپل ہونے کا وقت ہے، وزیراعظم ہونے کا وقت ہے، جب پچھتر برس گذر جائیں گے تو پھر خدا کا وقت ہے، ''رشی منی'' آشرم شروع ہو جائے گا۔ ربِ کعبہ کی قسم ہے ہمارے معاشرے میں بالکل یہی Attitudes آ گئے ہیں......اگر پچھتر برس جیو گے تو خدا تک پہنچو گے ناں۔ جب ایک Average age ہی پچاس برس رہ گئی ہے تو آپ کب اللہ تک جاؤ گے؟ جب دانت نہیں رہے، شوگر بے حد و حساب ہوگئی، بال جھڑ گئے، بینائی رخصت ہوئی، اب آپ چلے اللہ کی طرف...... اب آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ کو اللہ مل جائے گا۔ اب آپ کا خیال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر سکو گے۔ کیا یہ توہینِ پروردگار نہیں کہ آپ اپنی صلاحیتوں اور علم کا بہترین وقت تو اِس خراب کارِ دنیا کو دو مگر جب زندگی ختم ہو جائے، ذہانت ختم

Marfat.com

ہو جائے، جب دانشوری جاتی رہے، جب آسروں کی ضرورت پڑ جائے تو اب آپ نے لوٹا مصلیٰ سنبھال لیا۔ اس سے بڑھ کر توہینِ خدا کیا ہو سکتی ہے؟ یہ یاد رکھنا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی آخری حدیث آپ کو سنا رہا ہوں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے صدقات دیتے ہوئے گلی سڑی کھجوریں مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر لٹکا دیں۔ اللہ کو اتنا غصہ آیا کہ آیتِ قرآن اتری کہ

"اے لوگو! اگر اپنی بہترین چیز مجھے نہیں دے سکتے تو یہ بدترین چیز دے کے میری ہتک نہ کرو"۔

دینے والا تو میں ہوں...... میری ہی دی ہوئی چیزوں کو جب میرے نام پر دیتے ہو تو بدترین چیز میرے نام پر دو گے؟ یہی عمر کے بارے میں ہے، یہی عبادت کے بارے میں ہے، یہی اخلاق کے بارے میں ہے، یہی زندگی کی ابتداء کے بارے میں ہے، یہی انتہا کے بارے میں ہے کہ اگر خدا کو چاہتے ہو، اگر اپنے رسول ﷺ کو چاہتے ہو تو صحیح وقت پر Proper عمر میں زندگی کو صحیح قاعدے سے جاننے کی کوشش کرو ورنہ وقت ضائع کرنا ہے۔ (اس کجروی کے میلان سے) مذہب کو ترک کر دینا اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

معراجِ فکرِ پیغمبر ﷺ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (الاسراء: ۸۰) سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصّٰفّٰت: ۱۸۲: ۱۸۱: ۱۸۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ

حضرات گرامی! ہر عصر کا اپنے رسولؐ سے ایک واسطہ ہوتا ہے۔ زمانوں کے گزرنے کے ساتھ وہ commitment جو ہم لوگوں نے اپنے پیغمبر ﷺ سے کی ہوتی ہے یا مذہب سے کی ہوتی ہے اس پہ ایک نیا بحران آتا ہے۔ وقت کبھی بہت سارے مذہبوں کے بگاڑ کا ذمہ دار بنتا ہے، زمانہ کبھی مذاہب کو اپنے کسوٹی پہ پرکھتا ہوا بہت سارے مذاہب کو Decadent اور فرسودہ قرار دیتا ہے۔ بہت ساری موومنٹس

Marfat.com

ایسی زمانے میں آئیں کہ کمزور اور وہ مذاہب جو نا تراشیدہ تھے اور وہ مذاہب جو تنقید کی زد نہ سہہ سکے زمانے میں آہستہ آہستہ ناپید ہوتے چلے گئے۔ مدتیں گزریں کہ پہلا انسان ہی مذہبی تھا، پہلا انسان بھی ایک خدا کی پرستش کر رہا تھا۔ اس کے باوجود آج کے زمانے تک بُت پرستی اسی طرح عام ہے اور مذہب کے مقابلے میں ایسی قوتیں کھڑی ہو چکی ہیں کہ جو آج نت نرالے اندازِ زندگی کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان میں چاہے Secularism ہو چاہے Skepticism ہو، تشکیک کا ایک سمندر ہے جو مذہبی حقائق کو اپنے اندر سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہی کچھ پندریں صدی میں عیسائیت کے ساتھ ہوا۔ دو مومنٹس ایسی چلیں مذہب کے خلاف، ایک کو ''تحریک احیائے مذہب'' کے نام سے جانا جاتا ہے اور ایک کو ''تحریک احیائے علوم'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ Renaissance of reformation نے عیسائی مذہب پہ ایسے سوال وارد کیے کہ ان کی محکمات ٹوٹنی شروع ہو گئیں اور بالآخر ایک کمزور یقین کو آتے ہوئے جدید سیلابِ ترقی نے اپنے اندر سمو لیا۔ اسلام پہ بھی ایسے بہت وقت آئے اور اسلام کی بنیاد جن اصولوں پہ تھی ان کو بار بار بہت سارے زمانوں نے اپنے اندر سمیٹا، سمویا اور اس کے باوجود اس کو یک طرفہ ایک زندگی کے دخل سے باہر کرنے کی کوشش کی۔ مگر اسلام ہر ضرب سہہ گیا۔ تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں اسلام اس لیے ضرب سہہ گیا کہ مسلمان ضدی تھے؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام اس لیے سہہ گیا کہ اسلام میں Prejudice bigotry تعصّبات زیادہ تھے؟

حضراتِ گرامی ایسا نہیں تھا، اسلام کی بنیاد ایک اعلیٰ ترین تعقل پہ تھی۔ عقل و دانش کے ایسے بلند ترین معیار اسلام نے اپنے اندر رکھے تھے کہ جدید ترین خیالات بھی اسلام کے ان پائیدار اصولوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ زمان و مکاں کی زبردستیوں سے جو مذہب بچ نکلتا ہے وہی اصل مذہب ہوتا ہے اور یہ واحد مذہب

Marfat.com

ہے کہ جس کے ماننے والے اگرچہ بذاتہٖ اس کو بہت نقصان پہنچا چکے ہیں اور جیسے اقبال نے کہا تھا کہ تمام عصر جو آئے اس میں مسلمانوں نے اسلام کی کوئی مدد نہیں کی، مگر ہر مرتبہ اسلام مسلمانوں کی مدد کو پہنچا ہے، اور یہ اسلام بنیادی طور پر دو عقائد پہ کھڑا تھا۔ کسی نے پوچھا رسول اکرم ﷺ سے کہ ایمان کی حلاوت کس چیز میں ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم خدا پہ ایسے یقین رکھو کہ پھر کسی شرک کی گنجائش نہ رہے، پھر اس کی کبریائی میں کسی کو کوئی دخل نہ رہے اور مجھ سے ایسی محبت رکھو کہ اس سے بڑھ کہ کوئی محبت تمہارے دل میں نہ ہو۔ جب حضرت عمر فاروقؓ سے اللہ کے رسولؐ نے پوچھا کہ آپ کیسا ایمان رکھتے ہو؟ فرمایا یا رسول اللہ ﷺ حرزِ جان کے بعد، اپنے نفس کے بعد سب سے زیادہ محبت آپ سے رکھتا ہوں، فرمایا: عمرؓ ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک تم ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ رکھو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آج کے بعد آپ مجھے ساری کائنات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایسی کون سی خصوصیت ربِّ کریم نے دنیا کو دکھانی تھی، معجزات سے بھری ہوئی ایک کائنات تھی، دس آیات سے موسیٰؑ گزر رہے تھے، مُردوں کو زندہ کیا جا رہا تھا، مگر اللہ کی منشا یہ نہ تھی۔ اللہ کی مرضی یہ تھی کہ جب انسانی ذہن اپنی بلوغت کو پہنچے، اپنے معیارِ فکر کو پہنچے تو وہ نعمتِ خداوند جو اللہ نے انسان کو بحیثیتِ امانت عطا کی تھی، فکر و شعور کی نعمت، علم و دانش کی نعمت، جاننے پڑھنے کی جو نعمت اللہ نے عطا کی تھی، اسی اللہ نے جواب طلبی کرنی تھی۔ پروردگار نے فرمایا کہ ازل سے میں نے تمہیں مدتوں ایسے حال میں رکھا کہ تم قابلِ شناخت بھی نہ تھے، بحیثیتِ انسان تو بہت دُور کی بات ہے، تم تو حقیرِ محض تھے۔ کہ تمہیں کوئی جاننے اور پہچاننے والا بھی نہ تھا هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

Marfat.com

شَیْئًا مَّذْکُوْرًا (الدھر: ۱) کہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے۔ مگر پھر ہم نے تمہیں آگے بڑھایا، تمہیں دوہرے نطفے سے تخلیق کیا، پھر ہم نے تمہیں سماعت اور بصارت دی، پھر تمہیں حکومتِ اعلیٰ بخشی جس سے تمہیں پوری کائنات میں ممتاز اور مغیظ کرنا تھا۔ اس کا صرف ایک امتحان رکھا کہ اگر تمہیں سیادتِ زمین و آسمان کے لیے ہم نے منتخب کرلیا ہے، اس کے بدلے میں تم نے صرف ایک کام کرنا ہے، ایک معمولی سا کام اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا (الدھر: ۳) جب تم عقل پہ انحصار کروگے، سوچوگے، جانوگے، سمجھوگے تو پھر یہ دیکھ لینا کہ تم سے جواب طلب کیا جائے گا کہ تم ہمیں مانتے ہو کہ نہیں مانتے؟ تم ہمیں جانتے ہو کہ نہیں جانتے؟

انسان کو بھول کی عادت ہے۔ ایک اور بہت بڑی بات ہوئی، زمانوں نے بہت بڑا انقلاب دیکھا کہ کوئی انسان اپنی مرضی سے عدم سے وجود میں نہ آیا تھا۔ بہت بڑی بات تھی، ہم یہ گلہ کرسکتے تھے پروردگارِ عالم سے، جیسے شاعر نے کہا:

مرارا کاش کہ مادر نہ زادے

اے کاش مجھے ماں نہ جنتی، اے کاش میں عذاب و ثواب کے مراحل سے نہ گزرتا، اے کاش کہ میں اللہ سے پوچھ سکتا، میں نے کب چاہا تھا کہ میں اتنی بڑی سلطنت کا وارث بنوں، میں نے کب چاہا تھا خلیفۃُ الارض کا منصب، میں نے کبھی نہیں چاہا، میں اگر عدم میں رہتا، بے خبر رہتا، میرے وجود کی مجھے آگہی نہ ہوتی تو کم از کم میں عذابِ جہنم سے بچ جاتا، میں زمین کی اس مشقت سے تو بچ جاتا اور اللہ کو اس بات کا پورا پورا علم تھا کہ کم از کم ایک جگہ آکر میں نے انسان سے اس کی رضا نہیں لی، پوچھا نہیں اس مصور کی طرح، اس خالق و مالک کی طرح جس نے اپنی تصویر سے کبھی پوچھا نہیں کہ میں تجھے اس رنگ میں کیوں ڈھال رہا ہوں۔ پروردگارِ عالم نے اس کے بدلے میں انسانوں کو بہت بڑا انعام بخشا۔ یہ جانتے ہوئے کہ شاید کوئی انسان

Marfat.com

اس بات کا گلہ کرے کہ اے مالک، اے کریم، اے رحمان و رحیم، ہم بھلا اپنی مرضی سے آئے تھے؟ تو ہم پر اتنی مشقت کا بوجھ کیوں ڈال دیا؟ اللہ نے اس کے بدلے میں ایک کنٹریکٹ لکھ کر قرآن میں ڈال دیا کہ تم اپنی مرضی سے نہیں آئے اس کے بدلے میں مَیں تم پر اتنی بڑی نوازش کروں گا، اتنا بڑا اکرم کروں گا کہ تم کسی بھی قیمت پر مجھے یہ الزام نہیں دے سکو گے کہ میں نے تمہیں جبراً اس دنیا میں وارد کیا اور کتاب میں لکھ دیا کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورة انعام: ۱۲) میں نے لکھ دیا ہے کہ میں اپنی جملہ مخلوقات پر رحم کروں گا اور حضراتِ گرامی رحم میں دوزخ نہیں ہوتی۔ عذاب تو نہیں ہوتا، تکلیف تو نہیں ہوتی، رحمت میں ان چیزوں کا ہونا امرِ محال ہے۔ اور جب یہ فرما دیا کہ میں تم پہ رحمت فرماؤں گا تو ایک اور بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اگر اللہ تمام قرآن کی آیات بھی رحم و کرم سے بھر دیتا، اگر رؤفیت اور رحیمیت سے بھر دیتا، اگر تمام قرآن کی آیات رحم و کرم پہ مشتمل ہوتیں تو پھر بھی بندوں کو کچھ پتہ نہ لگتا کہ یہ رحم و کرم ہمارے لیے کیا مطلب رکھتا ہے۔ یہ بہت بڑی مشکل درپیش تھی، کائنات و سماوات میں ایک مسئلہ اُٹھ رہا تھا کہ اللہ کیسے رحیم و کریم ہے۔ یہ مسئلہ اور یہ سوال میرے لیے تھا اللہ کے لیے نہیں تھا، اس نے بہت وسیع پلاننگ کی ہوئی تھی۔ میرا لیے مسئلہ یہ تھا کہ میں خدا کو کیسے مہربان جانوں؟ کیسے رحمٰن و رحیم جانوں؟ کیسے کریم جانوں؟ کیسے سو ماؤں سے زیادہ اپنے لیے شفقت اور محبت سے بھرا ہوا دیکھوں؟ اس ایک چیز کو ثابت کرنے کے لیے پروردگار نے اپنے رسولؐ، محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا۔ ایک ثبوت کے لیے کہ اگر تم جاننا چاہو خدا کتنا مہربان ہے، خدا کتنا کریم ہے، خدا کتنا رحیم ہے تو پھر اس ذاتِ گرامیؐ کی طرف دیکھو۔ اس کی پوری زندگی، پوری کی پوری زندگی خدا کی رؤفیت اور رحیمیت کی مظہر ہے۔ ایک ایک لفظ ایک ایک حرف، ایک ایک اندازِ رسول ﷺ

Marfat.com

محبت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ انداز وہ ہے جو بالآخر ہمیں احساس دیتا ہے کہ اگر زمین پر صنفِ انسانیت کا مالک اتنا مہربان اور کریم ہو سکتا ہے تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ یقیناً بہت زیادہ مہربان ہوگا، بہت زیادہ ہم پہ کریم ہوگا۔

علم و عقل کے مقابلے کے بغیر ادیان نہیں بنتے، اگر کوئی دین، اگر کوئی مسلک، اگر کوئی شعوری کاوش خدا سے بڑھ کر نیوٹرل ہو تو خود آگاہ نہیں رہتی۔ اگر کوئی انسان اپنے تکبرات اور ذاتِ علمیہ کے ساتھ ایسے دعوے رکھے کہ میں اللہ سے بہتر سوچ سکتا ہوں، میں اللہ سے بہتر جان سکتا ہوں تو پھر یقین کرو کوئی مذہب زمین پر پنپ نہیں سکتا۔ کیونکہ اصولِ علم یہ ہے کہ کم علم کبھی بہتر علم والے پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر خدا پر دورِ حاضر تک، اس عصر تک، اس امتِ وقت تک اگر ہمارا تصور یہ ہو کہ ہم زیادہ ترقی یافتہ ہو گئے ہیں، ہم عقلی مراتب زیادہ پا گئے ہیں، ہم کائنات کی سراغ رسانی کر رہے ہیں، اجرامِ فلکی میں دراندازی کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے ممکن نہیں کہ ایک تحریک کا آغاز ہو جائے جیسے neo-darwanian concept میں ہو رہا ہے، جیسے کاسموس کے فلاسفرز آپ کو بتا رہے ہیں، کہ ہم اس قابل ہو گئے ہیں، ہمارے وجود کی لذت یہ ثابت کر رہی ہے کہ ہم کائنات میں اپنی تحقیق و جستجو سے اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ اب ہمیں خدائی بھی چیلنج نہیں کر سکتی۔ کبھی نٹشے نے کہا تھا کہ God is dead and we have thrown him out of our world اور آج کا تمام فلسفیانہ ویژن بھی اس بات پر مرکوز ہو رہا ہے کہ خدائی محض ایک تصور ہے۔ وہ کوئی Anthrapologist ہو یا Skeptic ہو یا Logical positivist ہو تمام کے تمام فلاسفر اب اس سمت کو بڑھ رہے ہیں، ہمیں ایسے دلائلِ غالب دے رہے ہیں جس سے ہم لوگوں کو قائل کر سکیں کہ تصورِ خدا محض ایک تصور ہے۔ مگر ایک ریکارڈ ہوتا ہے، دانشمندی کسی نہ کسی جگہ ریکارڈ ہوتی

Marfat.com

ہے، عقل کہیں نہ کہیں ریکارڈ ہوتی ہے۔ اگر خدا کا ہمارے پاس کلام موجود نہ ہو، اگر قرآن موجود نہ ہوتا تو شاید وہ حق بجانب سمجھے جاتے لیکن قرآنِ حکیم کے ہوتے ہوئے اس چیلنج کو کیوں نہیں چیلنج کیا جاتا؟ کوئی بڑے سے بڑا دانشور اگر اتنا ذہین ہے تو قرآن کو کیوں نہیں چیلنج کرتا؟ اُدھر ذرا اللہ کا عالم دیکھ لو۔ اللہ کا عالم یہ ہے کہ کتاب کھولتا ہی چیلنج سے ہے الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ (سورۃ البقرۃ: ۲، ۱) یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، اگر آپ دورِ حاضر کے مفکر ہو، دانشور ہو، فلسفی ہو، کاسمالوجسٹ ہو اینتھروپالوجسٹ ہو اُسے کھلی دعوت ہے اللہ کی طرف سے ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ اس کتاب میں کوئی شک نہیں، شک ہے تو کتاب سامنے پڑی ہے، خدا کا قاعدہ پرکھ لو، اپنی ذہانتوں کی استطاعت دیکھ لو اور ایک لفظ کو ایک آیت کو اس قرآن سے غلط ثابت کر دو۔ اگر یہ علم وحکمت کی سب سے بڑی کتاب ہے تو اس کو پڑھنے والے کا بھی کوئی سٹیٹس ہے، یہ ممکن تو نہیں اگر آپ ایم ایس سی کی کتاب میٹرک والے کو پکڑا دو تو رسوائی کے سوا کیا نصیب ہو گا؟ اگر یہ کتاب اس سٹیٹس کی ہے کہ تمام بڑے سے بڑے چیلنجز کو قبول کر رہی ہے، تمام دنیا کو یہ بتا رہی ہے کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ شک ہے تو نکال لو، آؤ ناں اگر کسی کے پاس کوئی دلیل ہے، کوئی برہان ہے، کوئی حجت ہے تو آئے۔ اگر کوئی ماڈرن انفارمیشن تمہارے پاس بہت معزز ہے اور تم سمجھتے ہو کہ عقل ومعرفت میں یا تہذیب میں قرآن سے آگے بڑھ گئے ہو تو آؤ۔ یہ ممکن نہیں تھا۔ عیسائیت میں Genesis پہ سارے اعتراضات ہوئے، بابِ پیدائش کو Scientific researches نے غلط ثابت کر دیا۔ قرآن میں یہ ممکن نہیں ہوسکتا۔ ایک بڑے معزز مفکر امریکہ سے میرے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے کہا مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے میں قرآن اور سائنس پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں، مجھے نہیں سمجھ آتی کہ

Marfat.com

قرآن کا نظریہء کائنات کیا ہے؟ قرآن کا نظریۂ حیات کیا ہے؟ کہنے لگے میں نے ہندوؤں کا نظریۂ کائنات دیکھا ہے جو ۱۸ ہزار برس پر مشتمل ہے، کرسچن کا نظریہ کائنات چھ ہزار برس پر مشتمل ہے، پروفیسر صاحب What is the concept of universe in Islam? How could possibly we can understand what God say about His own created universe? میں نے اسے بڑی سادگی سے کہا کہ میں کوئی فالتو نہیں کروں گا، کوئی غیر معمولی بات نہیں کروں گا، صرف دو آیات کا Translation تمہیں لفظی ترجمہ بتا دیتا ہوں، کائنات کے بارے میں خدا کا سادہ سا نظریہ بتا دیتا ہوں۔ وہ خلاقِ عالم ہے اس نے دو فقروں میں پوری ہسٹری دے دی ہے، ایک میں کائنات کے Origin کا ذکر کر دیا ہے، اور ایک آیت میں زندگی کے Origin کا ذکر کر دیا ہے۔ پھر میں نے ان کو دونوں آیات سنائیں اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا (سورۃ الانبیاء: ۳۰) How dare you to deny me? in the beginning heavens and earth were one mass, just one mass then I tore them apart شروع میں کائنات نہیں تھی، تمام زمین و آسمان ایک وجود تھے، پھر میں نے اس وجود کو پھاڑ کر جدا کر دیا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اور میں نے پیدا کیا تمام حیات کو پانی میں سے He was so shocked کہنے لگا: یہ تو بگ بینگ ہے We also believe in this ہمارے تو تمام فلاسفہء سائنس کا نظریہ ہی یہی ہے کہ شروع میں کائنات ایک وجود تھی، پھر بگ بینگ کے ذریعے پھٹ گئی، یہ ساری کائنات تخلیق ہوئی۔ اگر اتنی بڑی کائنات کے بارے میں اگر ایک شخص کو سیادت دی جائے اسے Expalin کرنے کی، اسے بیان کرنے کی تو

Marfat.com

مجھے یہ بتایئے کہ اس انسان کا ذہنی لیول کیا تمام انسانوں سے بہتر نہیں ہونا چاہیے؟ اگر مصنف کا Caliber تمام زمانوں میں تمام علوم سے بڑھ کر ایک خالق کا ہے تو اس کتاب کو جو Explain کرنے والا ہو، اس کتاب کو اٹھانے والا ہو، پڑھانے والا ہو اس کا Mental caliber کیا ہونا چاہیے۔ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ اگر اللہ Supreme most reality ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے بہتر intellectual زمین و آسمان میں کوئی نہیں ہوسکتا۔

میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بہترین علم قرآن ہے، بہترین قرآن پڑھانے والے رسول ؐ ہیں اور طریقِ فکر کیا ہے؟ اعتدال ہے۔ آج تک آپ نے کوئی حدیث ایسی نہ پڑھی ہوگی جس میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی غیر معتدل کلمہ آیا ہو، کوئی انداز غیر معتدل نہیں ہے۔ حضورِ گرامی مرتبت ؐ نے فرمایا (بارہ حدیثیں، متواتر بخاری و مسلم میں ہیں) اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال نہ اختیار کرسکو تو اس کے قریب ترین رہو۔ حیرانی کی بات ہے کہ سب سے پہلے اسی استادِ محترم ؐ نے بتایا، صرف رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ اعتدال کوئی فکس شے نہیں ہے۔ اعتدال کے قریب ترین رہو، اعتدال سے باہر وہی نکلتا ہے جو حدود اللہ سے باہر نکلتا ہے، خسارے میں وہی جاتا ہے۔ اس استادِ عظیم ؐ نے بتایا، اس ہستی مبارکہ ؐ نے بتایا ہمیں، حضورِ مبارک ؐ نے بتایا اور اگر ایک ایک جملہ آپ دیکھو تو آپ کو پتہ لگے گا کہ اگر تاریخِ انسان میں کوئی عظیم ترین دانشور گزرا ہے تو وہ محمد ﷺ ہیں۔ اگر آپ غور کرو تو کسی شخص سے آپ ایسی بات نہیں سنتے جیسی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ ایک دفعہ ابو رزین عقیلیؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کائنات بنانے سے پہلے خدا کہاں تھا؟ یاد رکھیئے گا کہ اس بات کا جواب اگر کوئی دے سکتا ہے عصرِ حاضر میں تو شاید دنیا کا بہترین کاسمالوجسٹ دے سکتا ہے۔ علمِ ہیئت کے اعلیٰ ترین اگر اراکین مل

Marfat.com

جائیں اور ایک متفق فیصلہ دیں تو پھر کہیں اس سوال کا نصف جواب ممکن ہے۔ مگر پندرہ سو برس پہلے محمد رسول اللہ ﷺ جواب دے رہے ہیں، جب پوچھا گیا یا رسول اللہ کائنات بنانے سے پہلے خدا کہاں تھا؟ فرمایا کَانَ فِی غَمَام وہ بادلوں میں تھا کَمَا تَحْتَهُ هَوَاء وَفَوْقَه هَوَاء اوپر بھی ہوا تھی اور نیچے بھی ہوا تھی اور اللہ درمیان میں تھا۔ There is only one thesis confirmed by all the cosmologists ایک تھیسز پہ اتفاق ہے کہ کائنات بنانے سے پہلے صرف بادل تھے، Huge most بادل تھے، اتنے بڑے بڑے اور اتنے تیز رفتار بادل تھے کہ ان کے رکنے سے، سمٹنے سے ساری کائنات کے سیارے پیدا ہوئے۔ غور فرمائیے کہ پندرہ سو برس پہلے ایسے شخص کو جسے دنیا ''اُمّی'' کہتی ہے وہ ایک اعلیٰ ترین سائنٹفک جواب دے رہے ہیں، اس سے بہتر جواب سائنسدانوں کا نہیں ہے، اس سے جواب آ کے مل گیا ہے کہ کَانَ فِی غَمَام وہ تو بادلوں میں تھا، اوپر بھی ہوا تھی اور نیچے بھی ہوا تھی۔ سوچنا پڑتا ہے کہ اُمّی کیوں تھے؟ اَن پڑھ ہونے کا کوئی جواز نہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ ہر استاد کی ایک غیرت ہوتی ہے، استاد ہر اس شاگرد پہ نازاں ہوتا ہے جس کو اس نے خود پڑھایا ہو، استادوں کا ناز یہ ہے کہ ایسا طالبعلم تخلیق کر دیں کہ پھر وہ کسی اور استاد کے پاس نہ جا سکے۔ پروردگارِ عالم نے اپنے شاگرد پہ ایسا ناز کیا تھا۔ جب پڑھانے والا وہ خود تھا، اطلاعات دینے والا وہ خود تھا، انفارمیشن دینے والا خود تھا تو اس نے کبھی نہیں چاہا کہ ان کے شاگردِ معظمؐ کی انفارمیشن میں کوئی دوسری انفارمیشن شامل ہو۔ اس لیے زمین پہ انہوں نے کسی قیمت پہ کسی استاد سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اُمّی ہونے کا صرف جواز یہ تھا کہ کل کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ رسول اللہ ﷺ کی انفارمیشن میں کچھ میرا بھی حصہ ہے، کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ان کی اطلاعات میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ یہ اطلاعات کیسی تھیں حضراتِ گرامی؟ ذرا غور کیجیے جو اطلاع

Marfat.com

میں آپ کو دینے والا ہوں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "ہوسکتا ہے خدا زمین کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے۔" ذرا غور کیجیے گا Even in the most modern society آج تک ستر ہزار سالہ انسانی زندگی میں Neolithic age کے پورے Stone age کے بعد اور Neolithic age کے بعد جب سے انسان نے بولنا، جاننا، پڑھنا، علم حاصل کرنا، یونیورسٹیاں بنانا سیکھا، آج تک کسی انسان نے اس قسم کی Probability نہیں دی جیسے رسول اللہ ﷺ نے دی۔ فرمایا ہوسکتا ہے کہ "اللہ زمین کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے"۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آدھا دن کتنی؟ فرمایا پانچ سو برس، یعنی مزید پانچ سو برس کے لیے بقائے زندگی۔ آپ ہر چیز کو فائنل کر کے بیٹھے ہو، موت فائنل ہے، مقدر فائنل ہے، ہر چیز ہی فائنل ہے، مگر آپ غور کرتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا کہ ہوسکتا ہے اللہ جو ہے اس زمین کی عمر پانچ سو برس اور بڑھا دے، یعنی پندرہ بیس نسلیں اور Unrecorded جو ایک Annexe of the world میں شامل ہوں گی اس زمین کے خاتمے کے وقت۔ ایک چھوٹی سی بات اور آپ کو بتانی ہے، یہی بات بہت پہلے حضرتِ دانیالؑ نے کہی ہے۔ حضرتِ دانیالؑ جب جبرائیلِ امین سے ملے اور انہوں نے کہا کہ زمین کی تباہی کی ساعت کب آئیگی؟ فرمایا آدھا دن اور ایک دن اور آدھا دن، یہ ہوئے ڈھائی ہزار سال، تو مجھے تجسس ہوا کہ کیا ہم ان پانچ سو برسوں میں سے گزر رہے ہیں یا ابھی وہ برس آگے آنے ہیں؟ آپ حیران ہوں گے یہ دیکھ کر کہ ۷۵۰ میں بالطشتر کا زمانہ گزرا، ۷۵۰ میں دانیالؑ گزر گئے، اگر اس وقت کو شامل کریں تو وہ زمانہ جو دانیالؑ کو جبرائیلؑ نے بتایا، وہ گزر چکا تھا، ڈھائی سو برس گزر چکے تھے۔ ہم تو مفت کی زمین سے گزر رہے ہیں ایک Excessive evolution سے گزر رہے ہیں، یہ انسان جو اس وقت زمین پہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق اس

Marfat.com

وقت سے گزر رہا ہے جو Extension میں آیا ہوا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے کیا کیا امکانات ہمیں بتا دیے ہیں، It's very difficult to imagine کہ ایک شخص کیا کچھ سمیٹے بیٹھا ہے۔ ایک دفعہ ابن صیادؓ کی ماں آ گئی حضورﷺ کے پاس اور کہنے لگی میرا بیٹا اُوٹ پٹانگ باتیں کرتا ہے، اس کو کوئی ایسا بھوت پریت چمٹ گیا کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا کرتا ہے کیا کہتا ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا اچھا میں آؤں گا اور اسے دیکھوں گا۔ حضورﷺ گئے دیکھا کہ وہ باغ میں بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ حضورﷺ چھپ کے اس کے پیچھے گئے اور ایک درخت کے ساتھ لگ کر اس کی باتیں سننا شروع کر دیں، اتنے میں اس کی ماں نے بتا دیا کہ ابن صیادؓ تیرے پیچھے حضور کھڑے ہیں، وہ آگاہ ہو گیا، اس وقت ایک جملہ بولا رسول اللہﷺ نے اور اس جملے میں آج کی پوری کی پوری نفسیات کی بنیاد ہے۔ فرمایا آج اگر تم مجھے اس کی باتیں سننے دیتی، آج اگر تم اس کو آگاہ نہ کرتیں اور اس کی باتیں مجھے سننے دیتی تو میں اس کے مرض کو جان لیتا۔ یہ سب سے پہلا دنیا میں پہلا Psychoanalysis کا سیشن تھا جو حضورؐ کر رہے تھے، اور فرمایا آج تم اس کی باتیں مجھے سننے دیتی تو میں اس کا مرض جان لیتا، اس کی نفسیاتی تکلیف کو پڑھ لیتا۔ ایک پورے کا پورا علم ایک چھوٹی سی حدیث سے آشکار ہو رہا ہے۔ یہ تمام Psychoanalytical studies جو آج کے زمانے میں جاری ہیں، بنیادی طور پر کسی بھی مریض کا تشخیص اس کی بات چیت سنے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک خاموش آدمی کا کوئی مرض نہیں جان سکتا۔ حضورﷺ نے نشاندہی کی کہ کسی بھی ذہنی Disturbance کو اور کسی اور Phenomenon کی سٹڈی کے لیے اس کو جاننا اور اس کو سننا لازم ہے، اس کے کرب سے آگاہی پانا لازم ہے۔

اللہ کے رسولﷺ کا ارشاد ہے، بات بڑی عجیب سی ہے۔ فرمایا کہ جب زمین پہ لوگوں کا حساب ختم ہو جائے تو پھر بھی جنت میں بڑی جگہ بچے گی۔ یہ جنت کا

Marfat.com

تصور ہمارا کتنا محدود ہے اور اللہ کا کتنا وسیع ہے کہ ابھی تک ہم لوگ کائنات کی کسی بھی دہلیز کے فاصلے بھی نہیں پرکھ سکے، حواس گم ہو جاتے ہیں، اندازے گم ہو جاتے ہیں، نظر دھندلا جاتی ہے، افق سے ماوراء اس کائنات کو، ایک سنگل کائنات کو دیکھتے ہوئے، ایک سنگل کائنات کی پیمائش، ایک سنگل کائنات کو پرکھتے ہوئے ہمارا زمانہ ختم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ہم سات کائناتوں کی پرکھ کرتے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے اور قرآن کہتا ہے اللہ کی جو جنت ہے اس کی چوڑائی جو ہے " عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ "(آل عمران ۱۳۳) ساتوں زمینوں و آسمانوں کی چوڑائی سے بڑی ہے۔ اب اتنی بڑی جنت میں آپ کتنے لوگ ہوں گے، شروع سے لے کر آخر تک۔ آپ اگر کھرب بھی ہوں تو بھی جنت کے اس گوشے میں سما جائیں گے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا اور نئے سرے سے آزمائش کرے گا۔ فسٹ ٹائم اللہ کے رسول ؐ نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ زمین پہلی زمین نہیں ہے، یہ زمین آخری زمین نہیں ہے، اور اللہ ایک زمین بنا کے تھک نہیں گیا یا ایک دفعہ انسان پیدا کر کے تھک نہیں گیا، یہ ساتوں زمینوں کا اور سات آسمانوں کے ادوار چلتے رہتے ہیں اور جب تک جنت پوری نہیں ہوتی، انسان پیدا ہوتے رہیں گے، زمینوں میں آزمائش ہوتی رہے گی، اور خداوند کریم کا یہ نظامِ کائنات اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق: ۱۲) اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان تخلیق کیے ہیں اور اسی طرح کی سات زمینیں۔ یہ سات زمینوں اور آسمانوں کا تسلسل چلے گا، لیکن اللہ کے رسول ؐ کے سوا اس امکان کی نشاندھی کسی اور نے نہیں کی۔ ایک مختصر سی بات میں آپ سے ضرور کرنا چاہتا ہوں، بسا اوقات ہم درود میں تساہل برتتے ہیں، بسا اوقات صل اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ درود پڑھ رہے ہیں،

Marfat.com

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

مگراس بے ادب زبان کوبھی اگراحترام اور عافیت کی کوئی سند ملتی ہے تو اللہ اوراس کے رسولؐ کے نام سے ملتی ہے،اورامید ہے کہ ہم اللہ اوراس کے رسولؐ کے نام کو شریک کیے بغیر درود نہیں پڑھیں گے۔اس لیے وقت تھوڑا ہے اور یہ محفل کسی اور نوعیت کی ہے،آپ نے مدح رسولؐ سنی ہے۔تو میں آپ سے اجازت چاہوں گاالّٰلھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

Thank You very much

وما علینا الا البلاغ

تمت بالخير

Contact:

Prof.Ahmad Rafique Akhtar's official Website

www.alamaat.com

webmaster@alamaat.com

0300-6259706 / 0333-5843322 / 0300-5412300

پوسٹ بکس نمبر 21 ، جی پی او جہلم

Marfat.com

Marfat.com